رہبرِ حج و عمرہ

- حج وعمرہ کے مقدس سفر پر روانگی کے مفصل آداب واحکام
- جدید حالات کے مطابق مناسک حج وعمرہ کی صحیح ادائیگی کی مکمل رہنمائی
- عصر حاضر میں حجاج ومعتمرین کو پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل
- حرمین شریفین کے مقدس تاریخی مقامات کی نشاندہی اور تعارف

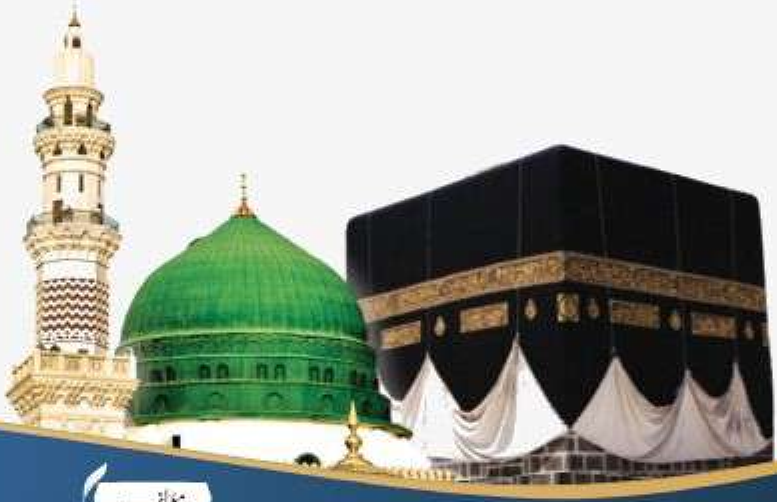

مؤلف

مفتی محمد عارف باللہ القاسمی

استاذ حدیث وفقہ: جامعہ عائشہ نسوان حیدرآباد، تلنگانہ

ناظم: مدرسہ اسلامیہ دار العلوم الربانیہ حیدرآباد، تلنگانہ

ناشر

جامعہ عائشہ نسوان حیدرآباد

اس کتاب کے بارے میں

اس (کتاب) میں حج وعمرہ کے تمام اعمال سے متعلق احکام ومسائل کے ساتھ موجودہ دور کے انتظامی قوانین، سفری سہولیات اور مشاعر مقدسہ (منیٰ، عرفات، مزدلفہ) میں پیش آنے والے نئے حالات کی روشنی میں رہنمائی فراہم کی گئی ہے، نیز حرمین شریفین کے مقدس مقامات کی نشاندہی اور ان کا مختصر تعارف بھی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے جو نہ صرف قاری کی معلومات میں اضافہ کرتا ہے بلکہ ان مقامات کی زیارت کے وقت روحانی تعلق کو بھی جلا بخشتا ہے۔

یہ تصنیف ایک ایسے صاحب علم کی ہے: جس نے نہ صرف کتابوں کے صفحات میں حج کے مسائل کو پڑھا ہے؛ بلکہ حرمین شریفین کے چپہ چپہ کو چشمِ عقیدت سے دیکھنے کی سعادت حاصل کی ہے؛ لوگوں کی مشکلات اور دشواریوں کو بھی سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، فقہی اعتبار سے جو مسائل حجاج ومعتمرین کو پیش آتے ہیں؛ ان کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور ضرورتمندوں کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، اسی لئے بحمد اللہ یہ مسافرانِ حرم کے لئے ایک خضرِ طریق ہے۔

مصنفِ کتاب حضرت مولانا مفتی محمد عارف باللہ القاسمی ایک مستند، وسیع المطالعہ عالم، فقہ اسلامی کے کہنہ مشق مدرس اور دین کے بلیغ فہم سے سرفراز شخصیت ہیں، وہ لڑکیوں کی مرکزی اور حیدرآباد کی قدیم ترین دینی درس گاہ جامعہ عائشہ نسوان کے بافیض مدرس ہیں اور دارالعلوم الربانیہ نامی بنیادی دینی تعلیمی درس گاہ کے بانی وناظم ہیں، خوب لکھتے ہیں اور خوب کہتے ہیں، کئی کتابیں ان کے قلم سے آچکی ہیں اور ان کے خطابات عوام وخواص دونوں حلقوں میں پسند کئے جاتے ہیں، راقم الحروف نے اس کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا، بہت مفید اور اپنے مقصد میں کامیاب پایا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور لوگوں کے لئے نفع کا ذریعہ بنائے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھُوَ الْمُسْتَعَانُ

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہ

(صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ وجنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا)

رہبر حج وعمرہ

- حج وعمرہ کے مقدس سفر پر روانگی کے مفصل آداب واحکام
- جدید حالات کے مطابق مناسکِ حج وعمرہ کی صحیح ادائیگی کی مکمل رہنمائی
- عصر حاضر میں حجاج ومعتمرین کو پیش آنے والے مسائل کا شرعی حل
- حرمین شریفین کے مقدس تاریخی مقامات کی نشاندہی اور تعارف

مُؤَلِّف

مفتی محمد عارف باللہ القاسمی

استاد حدیث وفقہ جامعہ عائشہ نسوان، حیدرآباد

ناظم مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم الربانیہ، حیدرآباد

خطیب مسجد اقصیٰ، سمتا کالونی، سات گنبد، حیدرآباد

ناشر

جامعہ عائشہ نسوان، حیدرآباد، الہند

تفصیلات کتاب

(جملہ حقوق محفوظ)

نام کتاب: رہبرِ حج وعمرہ

مؤلف: مفتی محمد عارف باللہ القاسمی

ناشر: جامعہ عائشہ نسوان، مادنا پیٹ، حیدرآباد، الہند۔

تعداد صفحات: ۲۵۶

ماہ وسن اشاعت: ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ جون ۲۰۲۶ء

مراسلت: 9703455670 -91+ (صرف واٹس اپ)

abqasmi@gmail.com

قیمت:

ملنے کے پتے

- جامعہ عائشہ نسوان، مادنا پیٹ، حیدرآباد، الہند۔
- مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم الربانیہ، نزد مسجد اقصیٰ سمتا کالونی، شیخ پیٹ روڈ، سات گنبد، حیدرآباد۔
- ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، چارمینار، حیدرآباد۔
- یاسین بک ڈپو، مغل پورہ، حیدرآباد۔
- سنابل بک ڈپو، مغل پورہ، حیدرآباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عناوین

تقریظ: فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی	۲۴
عرض مؤلف	۲۷
حج وعمرہ کے سفر سے پہلے لائق توجہ اہم باتیں	۲۹
حقوق کی ادائیگی اور معاملات کی صفائی کا اہتمام کریں	۲۹
حقوق کی وصیت	۲۹
حج وعمرہ کا طریقہ اور مسائل ضرور معلوم کرلیں	۳۰
اذکار نماز اور تلبیہ یاد کرلیں اور کسی عالم صاحب کو سنالیں	۳۰
احرام کی نیت کے بغیر تلبیہ پڑھنے سے احرام شروع نہیں ہوتا	۳۱
اپنے حج وعمرہ کے سفر کو لوگوں میں مشہور نہ کریں	۳۱
سفر سے پہلے دعوت کا حکم	۳۱
سفر سے پہلے صبر وقناعت کا مزاج بنالیں	۳۲
ضروری دوائیں ساتھ رکھنے کے سلسلہ میں مشورہ کرلیں	۳۲
کسی کی نامعلوم چیز لے جانے سے گریز کریں	۳۳
کون سی چیزیں ساتھ رکھنی ہے؟	۳۴
پاسپورٹ اور ویزہ	۳۵
’’وہیل چیر‘‘ کی ضرورت؟	۳۵
اگر بہت ضعیف یا بہت معذور ہوں تو کسی مددگار کے ساتھ سفر کریں	۳۶

عمرہ اور اس کے فضائل واحکام	۳۷
عمرہ کی فضیلت اور ثواب	۳۷
ماہِ رمضان میں عمرہ کی فضیلت	۳۸
عمرہ کا حکم اور اس کے فرائض	۳۸
عمرہ کے واجبات	۳۸
عمرہ کی سنتیں اور مستحبات	۳۹
ان ایام میں عمرہ کرنا ممنوع ہے	۳۹
حج کے مہینوں میں میقات میں رہنے والوں کا عمرہ کرنا	۴۰
کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟	۴۰
عورتوں کا بغیر محرم کے حج یا عمرہ کے لیے جانا	۴۰
شوہر کی اجازت کے بغیر عمرہ یا حج پر جانا	۴۲
عدت میں حج یا عمرہ کے لیے جانا	۴۲
حج یا عمرہ کے سفر پر جانے کے بعد طلاق یا شوہر کا انتقال ہو جائے	۴۲
جسم پر بنے ٹیٹو کے نشان کے ساتھ حج وعمرہ	۴۳
والدین کو عمرہ کرانے سے پہلے خود عمرہ کرنا	۴۳
لکی ڈرا کے ذریعہ عمرہ کرنا	۴۴
غیر مسلم کی رقم سے حج یا عمرہ کرنا	۴۴
سود کی رقم سے عمرہ پر جانا	۴۵
چٹھی یا کمیٹی کی رقم سے حج یا عمرہ کرنا	۴۵
حج وعمرہ کے لیے لاٹری سسٹم	۴۶
عمرہ کی رقم پیشگی ادا کرنے پر بہت کم خرچ میں عمرہ کرانا	۴۶
اعترافِ حسن خدمات میں عمرہ کرانا	۴۶

حج وعمرہ کرنے والوں کولانے پر حج یا عمرہ کرانا	۴۶
زکوٰۃ اور نفلی صدقات کی رقم سے حج وعمرہ کرانا	۴۷
امام اور مؤذن صاحبان کو مسجد کے فنڈ سے حج یا عمرہ پر بھیجنا یا اس کے لیے چندہ کرنا	۴۷
حج وعمرہ کی نذر (منّت) ماننا	۴۸
حکومتی سبسڈی سے فائدہ اٹھا کر حج یا عمرہ کرنا	۴۸
احرام	۴۹
احرام کیا ہے؟	۴۹
مردوں کا احرام	۴۹
عورتوں کا احرام	۴۹
عورتیں احرام میں چہرہ کھولیں یا پردہ کریں؟	۵۰
احرام باندھنے کا طریقہ	۵۱
احرام باندھنے کے مقامات	۵۲
(۱) مکی	۵۲
(۲) حلی	۵۳
مکہ مکرمہ کی آبادی سے متصل حدودِ حرم سے باہر ہوٹلوں میں ٹھہرنے والوں کا حکم	۵۳
(۳) آفاقی	۵۳
میقات	۵۳
۱۔ ذُوْالْحُلَیْفَہْ	۵۴
۲۔ ذَاتُ عِرق	۵۴
۳۔ جُحْفَہ	۵۴
۴۔ قَرْنُ الْمَنَازِل	۵۵
۴۔ یَلَمْلَمْ	۵۵

احرام کہاں سے باندھنا مناسب ہوگا؟	۵۵
احتیاطی مشورے	۵۶
احرام کی چادریں ہوائی جہاز کے لگیج میں دے دیا، یا ساتھ رکھنا بھول گیا	۵۷
نمازِ احرام	۵۸
ان اوقات میں احرام کی نفل پڑھنا ممنوع ہے	۵۸
نیت اور تلبیہ	۵۹
اگر تلبیہ یاد نہ ہو	۶۰
تلبیہ کی فضیلت اور پڑھنے کے اوقات	۶۰
تلبیہ کب تک پڑھنا ہے؟	۶۱
تلبیہ انفرادی یا اجتماعی؟	۶۱
مرد وعورت کے تلبیہ پڑھنے میں فرق	۶۱
تلبیہ کے بعد دعا کا اہتمام	۶۱
اگر احرام باندھنے والا تلبیہ پڑھنا بھول جائے؟	۶۱
احرام میں تلبیہ کے علاوہ دیگر اذکار کا حکم	۶۲
رب کے مہمان ان چیزوں کا خاص خیال رکھیں	۶۲
احرام باندھنے سے پہلے یا اس کے بعد حیض آ گیا	۶۳
اگر مکہ مکرمہ سے واپسی سے پہلے پاک نہ ہو سکے اور رکنا بھی ممکن نہ ہو	۶۳
حیض روکنے کے لیے دوا کا استعمال	۶۳
خواتین کا مینسٹرل کپ (Menstrual Cup) یا ٹیمپون (Tampon) رکھ کر عمرہ کرنا	۶۴
ایر پورٹ یا چیک پوسٹ پر سفر سے روک دیا گیا	۶۵
نابالغ کے لیے احرام وغیرہ کا حکم	۶۶
چھوٹے بچوں کو ڈائپر (Diaper) پہنا لینا بہتر ہے	۶۷

کن لوگوں کے لیے مکہ مکرمہ جاتے وقت احرام باندھنا ضروری نہیں؟	۶۷
احرام کے بغیر مکہ مکرمہ جانے کی صورت	۶۷
جدہ آ کر مدینہ جانے والے کے لیے احرام لازم نہیں	۶۸
احرام میں جائز اور ممنوع چیزیں	۶۹
احرام میں ممنوع کپڑے اور چپل	۶۹
احرام کے لیے تیار کردہ کپڑوں کے جوتوں کا استعمال	۶۹
احرام میں ڈِسپوزِبل شُو کَوَر (Disposable Shoe Cover) پہننا	۶۹
چادر کے کناروں کو سلنا	۷۰
سلی ہوئی لنگی کا استعمال	۷۰
احرام کی لنگی میں نیفہ لگا کر کمر بند ڈالنا یا اس میں الاسٹک لگانا	۷۰
احرام کی چادر کو سیفٹی پن یا بٹن سے منسلک کرنا	۷۰
ٹیوبولر احرام کا استعمال	۷۱
احرام میں جیب لگانا	۷۱
عذر کی وجہ سے لنگوٹ، انڈر ویئر یا ڈائپر (Diaper) کا استعمال	۷۱
کمر بیلٹ، ہرنیا بیلٹ، گرم پٹی اور گردن کی پٹی کا استعمال	۷۲
’’نی کیپ‘‘ اور ’’ویریکوز وینس موزوں‘‘ کا استعمال	۷۲
احرام کی حالت میں سِلِنگ (Sling) کا استعمال	۷۳
احرام میں زخم پر پٹی یا پلاستر	۷۳
پاؤں میں زخم ہونے کی وجہ سے احرام میں موزے پہننا	۷۳
احرام میں ماسک کا استعمال	۷۴
احرام میں تولیہ کا استعمال	۷۴
احرام کے اوپر چادر اور سوتے وقت کمبل اوڑھنے کا حکم	۷۵

احرام میں چشمہ اور گھڑی پہننا	۷۵
احرام کی حالت میں وِگ (مصنوعی بال) ہیئر پیس (بالوں کی ٹوپی) کا استعمال	۷۵
احرام کی حالت میں مردوں کا ہیئر بینڈ (Hair Band) لگانا	۷۵
احرام میں کان کی پٹی یا کانوں کو چھپانے والے اِیرفون (Earphone) کا استعمال	۷۶
احرام میں سروالی چھتری (Head Umbrella) کا استعمال	۷۶
تلبیہ پڑھنے سے پہلے خوشبو یا باڈی اسپرے کا استعمال	۷۶
احرام کی حالت میں عطر، خوشبو اور خوشبو والے تیل کا استعمال	۷۷
احرام میں صابن، شیمپو اور ہینڈ واش کا استعمال	۷۷
احرام میں سرف (Surf) یا صابن سے برتن یا کپڑے دھونا	۷۷
احرام میں سینیٹائزر (Sanitizer) کا استعمال	۷۸
احرام کی حالت میں ''ماؤتھ واش'' کا استعمال	۷۸
احرام کی حالت میں منجن یا توتھ پیسٹ	۷۸
احرام کی حالت میں کریم، واسلین یا بام لگانا	۷۸
احرام میں پاؤڈر کا استعمال	۷۹
احرام میں مہندی	۷۹
احرام میں ٹشو پیپر کا استعمال	۷۹
خوشبو والے کھانے، مشروبات، کولڈ رنگس، چائے اور کافی کا حکم	۷۹
احرام کی حالت میں پان اور سگریٹ کا حکم	۸۱
احرام میں گل پوشی اور پھولوں کا گلدستہ (Bouquet) ہاتھ میں لینا	۸۱
حرم میں صفائی کے لیے استعمال ہونے والا خوشبودار کیمیکل لگ جانا	۸۲
احرام کی حالت میں عورتوں کا خوشبودار پیڈ (Sanitary Pad) استعمال کرنا	۸۲

احرام میں شوہر یا بیوی کا ہاتھ پکڑنا	۸۲
احرام کی حالت میں عورتوں کا زیور اور چوڑیاں پہننا	۸۲
احرام میں بال توڑنے یا ازخود ٹوٹ جانے کا حکم	۸۳
احرام میں ناخن کاٹنا	۸۳
ٹھوکر لگنے سے ناخن ٹوٹ جانا	۸۳
احرام میں بدن کھجانا اور زخم سے خون نکلنا	۸۳
احرام میں انجکشن، گلوکوز اور انسولین لگانا، خون چڑھانا اور ٹیسٹ کرانا	۸۴
احرام کی حالت میں احتلام ہوجانا	۸۴
احرام کی حالت میں غسل کرنا	۸۴
احرام تبدیل کرنا	۸۴
احرام میں جوں مارنا	۸۴
احرام میں کھٹمل، مچھر، مکھی اور چیونٹی مارنا	۸۵
احرام کی حالت میں جانور ذبح کرنا	۸۵
پیشاب کے قطروں کے مریض کا احرام میں اپنے عضو پر کپڑا یا پیپر لپیٹنا	۸۵
دَم اور صدقہ کے ذریعہ غلطیوں کی تلافی	۸۶
''دَم'' کیا ہے، اور ''دَم'' اور صدقہ کہاں دینا ہے؟	۸۶
دم کے جانور کا گوشت گروپ کے ساتھیوں کو کھلانا یا خود کھانا	۸۶
دم دینے کے بجائے اس رقم کو غریبوں پر خرچ کرنا یا استطاعت نہ تو روزہ رکھنا	۸۷
صدقہ کی رقم سے زائرین کے درمیان کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنا	۸۷
وطن واپسی کے بعد دَم کی ادائیگی	۸۷
حالت احرام کی جنایت سے لازم صدقہ میں کس جگہ کی قیمت معتبر ہوگی؟	۸۸
نابالغ کی غلطیوں پر دم نہیں ہے	۸۸

مَکّہ معظّمہ کی طرف روانگی	۸۹
مکہ مکرمہ کی فضیلت	۸۹
حدود حرم میں داخلہ	۹۱
مکہ مکرمہ کی قیام گاہ پر	۹۴
چند اہم احتیاطی اقدامات	۹۵
مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہوٹل کی بے پردگی: ایک لمحہ فکریہ	۹۶
مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ہوٹلوں میں سگریٹ نوشی نہ کریں	۹۷
گری ہوئی چیزیں نہ اٹھائیں	۹۸
مسجد حرام کی طرف روانگی	۹۹
نکلتے وقت کسی کی چپل پہن لینا	۱۰۰
حرم شریف کے اندرونی حصے میں یا طواف وسعی میں چپل یا جوتے کا استعمال	۱۰۱
مسجد حرام میں داخلہ	۱۰۱
بیت اللہ پر پہلی نظر	۱۰۲
نماز کا انتظار	۱۰۴
مطاف میں وضوخانے	۱۰۴
عورتوں اور مردوں کے لیے نماز کی جگہیں	۱۰۴
عورتوں کا مردوں کے درمیان نماز ادا کرنا	۱۰۵
مطاف میں خواتین کے قریب واجب الطواف پڑھنا	۱۰۵
عورتوں کی صف کے پیچھے مردوں کی صف	۱۰۶
مطاف میں نماز کہاں پڑھیں اور کہاں پڑھنے سے گریز کریں؟	۱۰۶
نماز میں بیت اللہ کو دیکھنا	۱۰۷
کیا تحیۃ المسجد پڑھنی ہے؟	۱۰۸

طواف کے فضائل	۱۰۸
طواف کی تیاری اور طریقہ	۱۰۸
طواف کے دوران خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا	۱۱۰
طواف میں رمل	۱۱۱
طواف میں رکن یمانی کا استلام	۱۱۱
ہر چکر میں حجر اسود کا استلام	۱۱۲
طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہو تو کیا کریں؟	۱۱۲
طواف میں کم یا زیادہ پھیرے لگائے	۱۱۳
طواف حطیم سے باہر ہونا ضروری ہے۔	۱۱۳
طواف میں وضو ٹوٹ جائے	۱۱۴
طواف میں بار بار وضو توڑنے والی چیز پیش آئے	۱۱۴
طواف کے دوران ماہواری شروع ہوگئی	۱۱۴
طواف کے دوران نماز شروع ہوگئی	۱۱۵
نماز پڑھتے وقت ''اضطباع'' ختم کردیں	۱۱۵
طواف میں موبائل کا استعمال	۱۱۵
طواف میں دعا کا طریقہ	۱۱۶
طواف کے دوران رک کر دعا مانگنا	۱۱۷
طواف کے دوران خانہ کعبہ کی دیوار کو چھونا	۱۱۷
مقام ابراہیم، حطیم، دیوار کعبہ یا غلاف کعبہ کو چھونا اور بوسہ دینا	۱۱۸
طواف میں قرآن کریم کی تلاوت	۱۱۸
دورانِ طواف خشکی کی وجہ سے سونف کے دانے وغیرہ کھانا	۱۱۸
طواف کے دوران کچھ دیر آرام کے لیے بیٹھنا	۱۱۹

بغیر عذر کے وہیل چیئر یا الکٹرانگ گاڑی پر طواف	۱۱۹
طواف کے بعد کی دو رکعت	۱۱۹
ان اوقات میں دوگانہ طواف (واجب الطواف) نہ پڑھیں	۱۲۰
سعی کے بعد دوگانہ طواف (واجب الطواف) پڑھنا	۱۲۰
ملتزم پر دعا کا اہتمام	۱۲۰
ملتزم کے علاوہ خانہ کعبہ، غلاف کعبہ یا بیت اللہ کی چوکھٹ پکڑ کر دعا کرنا	۱۲۱
طواف سے فارغ ہوکر زمزم پیئیں	۱۲۱
سعی کے لیے روانگی	۱۲۳
سعی کا آغاز	۱۲۳
میلین اخضرین کے درمیان تیز قدم چلنا ہے یا دوڑنا ہے؟	۱۲۴
میلین اخضرین کے درمیان عورتوں کے چلنے کا طریقہ	۱۲۵
مروہ پر بھی دعا کریں	۱۲۵
صفا سے سعی کا آغاز اور مروہ پر اختتام	۱۲۶
کیا سعی میں صفا اور مروہ کی بلندی تک جانا ضروری ہے؟	۱۲۶
سعی کے لیے وضو اور پاکی مستحب ہے	۱۲۷
عذر کے بغیر وہیل چیر وغیرہ پر سعی کرنا	۱۲۷
سعی کے چکروں کو چھوڑنا	۱۲۷
سعی کی تعداد میں شک	۱۲۷
سعی کے درمیان وقفہ	۱۲۷
سعی کے دوران ذکر و دعا	۱۲۸
عمرہ میں طواف مکمل کرنے سے پہلے سعی کر لینا	۱۲۸
طواف کے بعد سعی چھوڑ دیا اور حلق کرا کر کپڑے پہن لیا	۱۲۸

طواف کے بعد سعی اور حلق سے پہلے کپڑے پہن لیا	۱۲۸
سعی کئے بغیر مدینہ منورہ چلا گیا یا وطن واپس آ گیا	۱۲۹
سعی کے بعد دو رکعت نفل	۱۲۹
حلق یا قصر	۱۲۹
سر کے مختلف حصوں سے صرف چند بالوں کو کاٹنا	۱۳۰
جن کے سر میں بال ہی نہ ہو یا ہلکے ہلکے بال نکلے ہوں	۱۳۰
بال بہت چھوٹے ہوں اور سر میں زخم اور دانے ہوں	۱۳۰
ہیئر ٹرانسپلانٹ کروانے کے بعد حج عمرہ میں حلق کیسے کروائے؟	۱۳۱
استرے کے بجائے ٹریمر مشین سے بال صاف کرنا	۱۳۲
عورتوں پر بھی انگلی کے پوروے کے بقدر بال کاٹنا لازم ہے	۱۳۲
حدود حرم میں ہی بال کاٹنا ضروری ہے۔	۱۳۲
عمرہ میں سعی کے بعد اور حج میں رمی اور قربانی کے بعد کسی کے بال کاٹنا	۱۳۳
حلق کرانے یا بال کٹانے سے پہلے عام لباس پہن لیا یا کوئی ممنوع عمل کر لیا	۱۳۳
عمرہ میں طواف اور سعی دونوں وضو کے بغیر کر کے احرام سے نکل گیا	۱۳۳
عمرہ میں صرف طواف یا صرف سعی وضو کے بغیر کیا اور احرام سے نکل گیا	۱۳۴
نفلی طواف یا طوافِ وداع یا طوافِ قدوم بغیر وضو کرنا	۱۳۴
مکہ مکرمہ میں مقامات قبولیت	۱۳۴
حج بیت اللہ	۱۳۵
حج کی فضیلت	۱۳۵
حج مبرور کیا ہے؟	۱۳۶
حج اکبر کسے کہتے ہیں؟	۱۳۶
حج کی فرضیت	۱۳۷

زیورات کی مالک خاتون پر حج کی فرضیت	۱۳۷
بیوی کے حج کے اخراجات شوہر پر لازم نہیں	۱۳۷
شوہر کے مالدار ہونے سے بیوی پر حج فرض نہیں	۱۳۸
زمین کے مالک پر حج کی فرضیت	۱۳۸
مشترکہ ملکیت کی صورت میں حج کی فرضیت کس طرح ہوگی؟	۱۳۸
حج کی فرضیت کے بعد ادائیگی میں تاخیر نہ کریں	۱۳۸
حج فرض ہونے کے باوجود حج کے بدلے عمرہ کے لیے جانا	۱۳۹
حج کے فرائض	۱۳۹
حج کے واجبات	۱۴۰
حج کی سنتیں	۱۴۰
حج کی قسمیں	۱۴۰
حج کا طریقہ	۱۴۱
حج افراد کا طریقہ	۱۴۱
حج قران کا طریقہ	۱۴۲
طوافِ قدوم کا وقت	۱۴۲
طوافِ قدوم میں رمل اور اضطباع اور واجب الطواف	۱۴۳
طوافِ قدوم چھوڑ دینا	۱۴۳
حج تمتع کا طریقہ	۱۴۳
مکہ سے منی کو روانگی	۱۴۳
حج کے دنوں میں نمازوں میں قصر	۱۴۵
عرفات کو روانگی	۱۴۵
میدانِ عرفات میں	۱۴۶

عرفات میں ظہر وعصر کی ادائیگی	۱۴۷
وقوف عرفہ کا مسنون طریقہ	۱۴۷
مزدلفہ کو روانگی	۱۴۸
حدود مزدلفہ	۱۴۹
مزدلفہ میں کہاں ٹھہرنا مناسب ہوگا؟	۱۴۹
مغرب اور عشاء کی نماز کب اور کیسے ادا کریں؟	۱۵۰
مزدلفہ میں شب گزاری اور وقوف کا وقت	۱۵۰
وقوف مزدلفہ چھوڑنا	۱۵۱
مزدلفہ سے منی کو روانگی	۱۵۱
جمرات کی رمی	۱۵۲
رمی (کنکریاں مارنے) کا تاریخی پس منظر	۱۵۲
دس ذوالحجہ کو آخری جمرہ کی رمی	۱۵۳
رمی کرنے میں یہ احتیاط کریں	۱۵۳
کس وقت رمی کرنے میں آسانی ہوگی؟	۱۵۳
رمی سے پہلے تلبیہ روک دیں	۱۵۴
رمی کا طریقہ	۱۵۴
رمی میں جوتے یا چپل پھینکنا	۱۵۴
کنکری پھینکتے وقت کی دعا	۱۵۴
رمی کے بعد دعا	۱۵۵
رمی میں نیابت	۱۵۵
رمی میں نیابت کرنے والا کیسے رمی کرے؟	۱۵۵
رمی کی کنکریاں کہاں سے لینا ہے؟	۱۵۶

کنکریاں جمرات کے حصار سے باہر گر گئیں	۱۵۶
ساتوں کنکریاں ایک ساتھ پھینکنا	۱۵۶
قربانی	۱۵۷
بینکوں اور مختلف کمپنیوں کے ذریعہ قربانی کرنا	۱۵۷
حج کی قربانی کا گوشت خود کھانا	۱۵۸
حاجی پر بقر عید کی قربانی؟	۱۵۸
حج تمتع یا حج قران کرنے والے کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو	۱۵۸
حلق یا قصر	۱۵۹
طوافِ زیارت	۱۵۹
طواف زیارت کا وقت	۱۵۹
طواف زیارت میں اضطباع اور رمل اور اس کے بعد سعی کا حکم	۱۶۰
طواف زیارت سے پہلے حیض آ گیا	۱۶۰
طواف زیارت کئے بغیر وطن واپسی	۱۶۱
حج کی سعی کا وقت اور سعی بھول جانے کی صورت میں کیا کرے؟	۱۶۲
منی کے دنوں میں منی میں قیام نہ کرنا	۱۶۲
منی کے اوقات کیسے گزاریں؟	۱۶۲
۱۱/ ذوالحجہ اور ۱۲/ ذوالحجہ کی رمی	۱۶۳
۱۳/ ذوالحجہ کی رمی کا حکم	۱۶۴
کسی دن رمی نہ کر سکیں تو کیا کریں؟	۱۶۴
ترتیب کے برخلاف رمی کرنا	۱۶۵
طواف وداع	۱۶۵
طواف وداع کن حجاج کرام پر واجب ہے اور کن پر نہیں؟	۱۶۶

طواف وداع کے بعد مزید نفلی طواف کرنا	۱۶۶
طواف وداع کے بغیر وطن واپسی	۱۶۶
طواف وداع میں رمل نہیں	۱۶۶
طواف وداع کے وقت حیض آ گیا	۱۶۷
حج کے بعد طواف وداع سے پہلے میقات سے باہر جانا	۱۶۷
حج کے بعد طواف وداع سے پہلے حرم سے باہر جانا	۱۶۷
حج کے متعلق بعض اہم مسائل	۱۶۸
نیت کر کے تلبیہ پڑھنے کے بعد نیت تبدیل کرنا	۱۶۸
دل کی نیت کچھ اور ہو اور زبان سے نیت کچھ اور کر لیا	۱۶۸
عمرہ کا احرام باندھا لیکن عمرہ کے بجائے اس احرام سے حج کیا	۱۶۹
ہوٹل سے نیت کے بغیر منی چلا گیا اور منی میں حج کی نیت کیا	۱۶۹
حج تمتع کرنے والا عمرہ کر کے مکہ مکرمہ سے باہر چلا گیا، واپسی میں کیا کرے؟	۱۶۹
حج تمتع کی نیت سے گیا اور حج قران کر لیا	۱۷۰
حج تمتع میں عمرہ کسی اور کے نام سے کیا اور حج خود اپنی طرف سے	۱۷۰
حج تمتع کرنے والا عمرہ کر کے احرام سے نہیں نکلا	۱۷۰
حج تمتع کرنے والے کا حج سے پہلے متعدد عمرہ کرنا	۱۷۱
حج قران کرنے والے کا حج سے قبل مزید عمرہ کا احرام باندھنا	۱۷۱
حج قران کرنے والے کا حالت احرام میں حدود حرم سے باہر جانا	۱۷۱
حج قران کی نیت سے احرام باندھ کر صرف حج کر سکا	۱۷۱
حج کے بعد عمرہ کرنا	۱۷۲
حج وعمرہ کا احرام باندھ کر حج وعمرہ ادا کیے بغیر واپس آ جانا	۱۷۲
اگر کوئی دوران حج بیہوش ہو جائے	۱۷۲

حج بدل	۱۷۳
کب حج کی وصیت کرنا فرض ہوجاتا ہے؟	۱۷۳
حج کی وصیت کے بغیر حج کرنا یا کرانا	۱۷۴
حج بدل کے شرائط	۱۷۴
حج بدل کرنے والے کو کتنا خرچ دینا چاہئے؟	۱۷۵
حج بدل کی نیت	۱۷۶
حج بدل کرنے والا حج افراد کرے یا حج تمتع یا حج قران؟	۱۷۶
حج بدل میں دم کی ادائیگی کس کے ذمہ ہوگی؟	۱۷۷
حج بدل پر کس کو بھیجنا چاہئے؟	۱۷۷
نفلی حج بدل	۱۷۷
کیا حج بدل کرنے کی وجہ سے حج فرض ہوجاتا ہے؟	۱۷۸
کیا حج بدل پر مامور شخص خود حج بدل نہ کرکے کسی دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے؟	۱۷۸
مکہ مکرمہ کے مقدس تاریخی مقامات	۱۷۹
بیت اللہ (خانہ کعبہ)	۱۷۹
حطیم	۱۸۲
مقام ابراہیم	۱۸۳
مسجد حرام	۱۸۴
زمزم کا کنواں	۱۸۴
عَمُوْدُ اُم ھانی رضی اللہ عنہا (ام ہانیؓ کے مکان کے پاس کا ستون)	۱۸۵
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت	۱۸۵
جَنَّتُ المُعَلّٰی	۱۸۵
جبلِ نور (غارِ حرا)	۱۸۶

جبلِ ثور (غارِ ثور)	۱۸۶
عرفات	۱۸۸
منیٰ	۱۸۸
مَسْجِد خَیْف	۱۸۸
مَسْجِدُ الْمَشْعَرِ الْحَرَام	۱۸۹
مَسْجِد جِعِرَّانَہ	۱۸۹
زیارت مدینہ منورہ	۱۹۰
مدینہ منورہ میں داخلہ	۱۹۱
مدینہ منورہ کی سرزمین پر	۱۹۲
زیارتِ روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	۱۹۲
حج وعمرہ پر جانے والوں کو روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لیے کہنا	۱۹۴
مرحومین کی طرف سے روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنا	۱۹۵
موبائل کے ذریعہ سلام پیش کرنا	۱۹۶
حالت حیض میں سلام پیش کرنا	۱۹۶
مدینہ منورہ میں اوقات کیسے گزاریں؟	۱۹۶
مسجد نبوی میں نماز کا ثواب	۱۹۷
مسجد نبوی میں چالیس نمازیں	۱۹۸
کیا مسجد نبوی کے کسی خاص حصہ میں نماز پڑھنے سے ہی یہ فضیلت حاصل ہوگی؟	۱۹۸
مسجد نبوی کے بیرونی صحن میں نماز ادا کرتے وقت ضروری احتیاط	۱۹۹
ریاض الجنۃ	۱۹۹
صُفَّہ	۲۰۰

اُسْطُوَانَةُ اَبِیْ لُبَابَۃ رضی اللہ عنہ	۲۰۲
اُسْطُوَانَةُ السَّیِّدَةِ عَائِشَة رضی اللہ عنہا	۲۰۴
اُسْطُوَانَةُ الْمُخَلَّقَة	۲۰۴
اُسْطُوَانَة السَّرِیْرِ	۲۰۵
اُسْطُوَانَةُ الْحَرْسِ	۲۰۵
اُسْطُوَانَةُ الْوُفُوْدِ	۲۰۶
مدینہ منورہ کے مقدس تاریخی مقامات	۲۰۶
مَسْجِدُ الْغَمَامَة (مَسْجِدُ الْمُصَلّٰی)	۲۰۷
مسجد ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ	۲۰۸
مسجد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	۲۰۸
مسجد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۲۰۸
مسجد اِجابہ	۲۰۹
مسجد قباء	۲۱۰
بِئْرُ اَرِیْس (بِئْرُ خَاتَم)	۲۱۱
”بُسْتَانُ الْمُسْتَظَل“	۲۱۳
مسجد جمعہ	۲۱۳
مسجد عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ	۲۱۳
مَسْجِدُ الْقِبْلَتَیْن (دوقبلوں والی مسجد)	۲۱۴
مساجد سبعہ	۲۱۵
مسجد بنی حرام	۲۱۷
مسجد الهَجِیْم (مسجد العُصْبَة)	۲۱۸
مَسْجِدُ السُقْیَا	۲۱۹

مَسْجِد الدِّرْع	۲۱۹
مَسْجِدُ الْمُسْتَرَاح	۲۲۱
مَسْجِدُ الفَسْح	۲۲۱
مَسْجِدُ السَّجْدَہ	۲۲۲
مَسْجِدُ بَنِی بَیَاضَہ	۲۲۲
مَسْجِدُ بَنِیْ اُنَیْف	۲۲۲
مَسْجِدُ عَیْنَیْن	۲۲۳
مَسْجِدُ وَاقِمْ (مسجد بنی عبد الاشھل)	۲۲۳
مَسْجِدُ بَنِیْ خَطْمَہ	۲۲۴
مَسْجِدُ مَشْرُبَۃِ اُمِّ اِبْرَاھِیْم رضی اللہ عنھا	۲۲۵
مَسْجِدُ الْمَنَارَتَیْن	۲۲۵
مسجد ذی الحلیفہ (میقاتِ اہل مدینہ)	۲۲۶
جنت البقیع	۲۲۶
جَبَلُ اُحُدُ، جَبَلُ الرُّمَاۃ اور مَقْبَرہ سَیِّدُ الشُّھَداء	۲۲۸
قبرستان میں قبر کے پاس تلاوت اور ایصال ثواب کا طریقہ	۲۳۰
سَقِیْفَہ بَنُوْ سَاعِدَہ	۲۳۱
’’بِئرِ رُوْمَہ‘‘ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا باغ	۲۳۲
بِئْرُ غَرْس	۲۳۳
بِئْرُ الْفُقَیْر	۲۳۳
عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا محل	۲۳۴
حضرت فاطمہؓ بنت الحسینؓ کا گھر	۲۳۵

چند اہم مسائل	۲۳۶
مسجد حرام کے علاوہ مکہ مکرمہ کی دیگر مساجد میں نماز کا ثواب	۲۳۶
راستوں میں اور ہوٹلوں کے سامنے نماز کے لیے صف بندی	۲۳۶
مکہ ٹاور اور قریب کی ہوٹلوں میں امام احرم کی اقتداء	۲۳۶
حج وعمرہ کے لیے مکہ مکرمہ پہونچنے والے مسافر ہوں گے یا مقیم؟	۲۳۷
طواف کی کثرت اور متعدد عمرے	۲۳۷
دوسروں کی طرف سے عمرہ اور طواف	۲۳۸
اگر چند لوگوں نے اپنی طرف سے عمرہ کرنے کو کہا تو عمرہ کیسے کیا جائے؟	۲۳۹
عمرہ کے بعد جدہ، مدینہ منورہ اور طائف جا کر مکہ مکرمہ واپس آنے کا طریقہ	۲۴۰
نفل پڑھنے کے ممنوع اوقات میں مقدس مقامات کی زیارت	۲۴۰
حرمین شریفین میں نمازی کے سامنے سے گزرنا	۲۴۱
حرمین شریفین میں جمعہ سے پہلے کی سنت کب پڑھیں؟	۲۴۱
حرمین شریفین میں زوال کے وقت نوافل پڑھنا	۲۴۲
کیا وتر کی دو رکعت پر امام کے ساتھ سلام پھیرنا ہے؟	۲۴۲
نماز جنازہ میں دو سلام کریں	۲۴۲
صرف مطاف میں داخل ہونے کے لیے احرام کی چادریں بدن پر ڈالنا	۲۴۳
حیض کی حالت میں مسجد حرام اور مسجد نبوی کے صحن میں جانا	۲۴۳
کفن کو آب زمزم سے دھو کر لانا	۲۴۳
جنت البقیع یا مدینہ منورہ کی مٹی لانا	۲۴۴
حج یا عمرہ کے سفر پر مدینہ منورہ نہ جانا	۲۴۵
حج یا عمرہ سے پہلے مدینہ منورہ جانا	۲۴۶
کیا مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت روضۂ اطہر پر حاضری لازم ہے؟	۲۴۶

مدینے کی انگوٹھی پہننا	۲۴۶
حرمین شریفین سے قرآن شریف اور کرسیاں اٹھا کر اپنے گھر لے جانا	۲۴۷
مکہ کے کبوتروں کو دانہ ڈالنے کے لیے پیسے بھیجنا	۲۴۷
حرمین شریفین کے پہاڑوں اور پتھروں پر نام لکھنا	۲۴۸
حاجیوں سے دعاؤں کی درخواست کرنا	۲۴۸
حج یا عمرہ سے آنے والوں کو مبارک باد دینا	۲۴۸
ہوائی جہاز کے بلانکٹ کو ساتھ لے آنا	۲۴۸
کسی اور جگہ کی چیز کو مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی طرف منسوب کر کے دینا	۲۴۹
آب زمزم میں عام پانی ملانا	۲۴۹
احرام کی چادریں عام استعمال میں لانا یا کفن میں استعمال کرنا	۲۴۹
حرمین شریفین کے مفت طبی مراکز	۲۵۰
منتخب دعائیں	۲۵۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی

صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ وجنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

==

حج اور عمرہ اسلام کے عظیم الشان شعائر میں سے ہیں، یہ دونوں عبادتیں دراصل توحید، عبودیت اور اخلاصِ بندگی کا ایک جامع اور عظیم مظہر ہیں، ان میں بندۂ مؤمن اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں دنیاوی مشاغل سے کنارہ کش ہوکر ''بیت اللہ'' کی حاضری دیتا ہے اور ان مقدس مناسک کو ادا کرتا ہے جن کی بنیاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات پر قائم ہے۔

حج وعمرہ کا سفر درحقیقت ایک ایسا روحانی سفر ہے جو انسان کے قلب وروح کو تازگی بخشتا ہے، ایمان کو جِلا دیتا ہے، بندے کو اپنے رب کے ساتھ تعلق کی تجدید کا موقع فراہم کرتا ہے اور انہیں رب کا مقرب بنا دیتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں؛ اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرماتا ہے، اور اگر وہ اللہ سے مغفرت طلب کریں تو وہ انہیں بخش دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۸۹۲)

حج وعمرہ صرف قلبی شوق یا جذباتی وابستگی کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک عظیم اور جامع عبادت ہے جو

متعدد دقیق اور مفصل شرعی احکام ومسائل پر مشتمل ہے۔ احرام کے آداب و پابندیاں، طواف وسعی کے مسائل، وقوفِ عرفات، قیامِ مزدلفہ، رمیِ جمرات اور دیگر مناسک تک کا ہر مرحلہ اپنے مخصوص شرعی اصول اور فقہی جزئیات رکھتا ہے۔ اگر ان مسائل کا صحیح علم نہ ہو تو عبادت کی ادائیگی میں دشواری پیش آسکتی ہے یا بعض اوقات ایسی کوتاہی بھی ہوسکتی ہے جو عبادت کے صحیح ہونے میں رکاوٹ بن جائے۔ بالخصوص موجودہ دور میں جب حجاج ومعتمرین کی تعداد غیر معمولی حد تک بڑھ چکی ہے، سفر کے ذرائع اور انتظامی صورتیں بدل گئی ہیں، اور نئے حالات کے سبب بعض نئے مسائل بھی سامنے آتے ہیں، تو مناسکِ حج وعمرہ کے احکام سے واقفیت کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس لیے ان تمام لوگوں کے لیے جو اس مقدس سفر کا ارادہ رکھتے ہوں یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ پہلے سے اس عبادت کے طریقے اور مسائل کو معتبر علمی مراجع کی روشنی میں اچھی طرح سمجھ لیں۔

زیرِ نظر کتاب اسی مقصد کے لیے لکھی گئی ہے، جس میں حج وعمرہ کے تمام اعمال سے متعلق احکام ومسائل کے ساتھ موجودہ دور کے انتظامی قوانین، سفری سہولیات اور مشاعرِ مقدسہ (منیٰ، عرفات، مزدلفہ) میں پیش آنے والے نئے حالات کی روشنی میں رہنمائی فراہم کی گئی ہے، نیز حرمین شریفین کے مقدس مقامات کی نشاندہی اور ان کا مختصر تعارف بھی اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے جو نہ صرف قاری کی معلومات میں اضافہ کرتا ہے بلکہ ان مقامات کی زیارت کے وقت روحانی تعلق کو بھی جلا بخشتا ہے۔

یہ تصنیف ایک ایسے صاحبِ علم کی ہے: جس نے نہ صرف کتابوں کے صفحات میں حج کے مسائل کو پڑھا ہے؛ بلکہ حرمین شریفین کے چپے چپے کو چشمِ عقیدت سے دیکھنے کی سعادت حاصل کی ہے؛ لوگوں کی مشکلات اور دشواریوں کو بھی سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے، فقہی اعتبار سے جو مسائل حجاج ومعتمرین کو پیش آتے ہیں؛ ان کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے اور ضرورتمندوں کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، اسی لیے بحمد اللہ یہ مسافرانِ حرم کے لیے ایک ”خضرِ طریق“ ہے،

مصنفِ کتاب حضرت مولانا مفتی محمد عارف باللہ القاسمی ایک مستند، وسیع المطالعہ عالم، فقہ اسلامی کے کہنہ مشق مدرس اور دین کے بلیغ فہم سے سرفراز شخصیت ہیں، وہ لڑکیوں کی مرکزی اور حیدرآباد کی قدیم ترین دینی درس گاہ جامعہ عائشہ نسوان کے بافیض مدرس ہیں اور دارالعلوم الربانیہ نامی بنیادی دینی تعلیمی درس گاہ کے بانی وناظم ہیں، خوب لکھتے ہیں اور خوب کہتے ہیں، کئی کتابیں ان کے قلم سے آچکی ہیں اوران کے خطابات عوام وخواص دونوں حلقوں میں پسند کئے جاتے ہیں، راقم الحروف نے اس کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا، بہت مفید اوراپنے مقصد میں کامیاب پایا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور لوگوں کے لیے نفع کا ذریعہ بنائے، وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ

۲/ذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ — خالد سیف اللہ رحمانی

۲۰/اپریل ۲۰۲۶ء — (صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ و جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض مؤلف

حج اور عمرہ کا سفر محض ایک جسمانی نقل وحرکت کا نام نہیں یا یہ کوئی رسمی عبادت نہیں، بلکہ یہ بندۂ مومن کے ایمان، اخلاص اور عبدیت کے عملی اظہار کا وہ عظیم اور مقدس سفر ہے جس میں وہ اپنے ربِ کریم کے دربار میں ''عبد'' (بندہ) کی حیثیت سے حاضر ہوتا ہے۔

یہ سفر درحقیقت تجدیدِ عہدِ بندگی، اصلاحِ باطن اور اطاعتِ کاملہ کا عملی مظہر ہے، تاہم اس روحانی سفر کی قبولیت کا مدار محض جذبات وکیفیات پر نہیں، بلکہ شریعتِ مطہرہ کی پابندی اور مناسکِ حج وعمرہ کی صحیح صحیح ادائیگی پر ہے؛ کیونکہ عبادات کی صحت وقبولیت کا معیار ان کی ادائیگی کے دوران شریعت کے احکام کا التزام واہتمام اور اتباعِ سنت ہے۔

حجاج کرام اور معتمرین کی آسانی کی خاطر حرمین شریفین میں توسیع ماضی میں بھی ہوئی اور حال میں بھی جاری ہے، حرمِ مکی کی وسیع تر توسیع اور جدید ضروری انتظامی اقدامات نے جہاں سہولتوں میں نمایاں اضافہ کیا ہے، وہیں متعدد نئے مسائل پیدا کئے ہیں، اسی طرح پوری دنیا سے آنے والے لاکھوں زائرین کے بے مثال ازدحام (بھیڑ) کی وجہ سے کئی نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں اور سفری ذرائع میں جدت، سفری نظام کی پیچیدگیوں اور قوانین وضوابط نے ایسے حالات پیدا کردیے ہیں جن میں قدیم فقہی کتابوں میں مذکور بعض آداب اور ترجیحی اعمال پر بعینہٖ عمل کرنا اب ہر حال میں ممکن نہیں رہا۔

اس لیے موجودہ حالات کے پس منظر میں حج اور عمرہ کرنے والوں کی صحیح عملی رہنمائی کے لیے یہ کتاب تحریر کی گئی ہے، جو درحقیقت ایک عملی ''رہبر'' ہے، جس میں گھر سے روانگی سے لے کر وطن واپسی تک، ہر مرحلے پر پیش آنے والے مسائل کو ترتیب وار بیان کیا گیا ہے، فقہی اور شرعی مسائل کے ساتھ عملی تجربات اور مفید مشورے بھی شامل کئے گئے ہیں تاکہ عازمین حج وعمرہ سفر کی مشقتوں سے بھی بچیں اور اپنی عبادات کو بھی صحیح صحیح ادا کرسکیں۔

اس کتاب میں سفر سے قبل کی تیاریوں، ضروری سامان، ویزا وسفری دستاویزات، دورانِ سفر

پیش آنے والے ممکنہ مسائل کا فقہی حل، اور نادانستہ طور پر سرزد ہونے والی غلطیوں کی تصحیح اور ان پر تنبیہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ عازمین حج وعمرہ اس مقدس سفر میں علم اور بصیرت کے ساتھ قدم رکھیں، اور اپنی عبادات کو تعلیماتِ شریعت کی روشنی میں درست طور پر انجام دیں۔

مکہ مکرمہ کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری اس سفر کا نہایت اہم مرحلہ ہے، جہاں ادب، تعظیم اور اتباعِ سنت کا خاص اہتمام مطلوب ہے۔ اس کتاب میں دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری کے شرعی آداب، روضۂ اقدس پر سلام پیش کرنے کا مسنون طریقہ، اور مدینہ منورہ میں قیام کے آداب کو بھی تحریر کیا گیا ہے تاکہ اس مقام کی حاضری مقبول بنائی جا سکے۔

اسی طرح حرمین شریفین کے اہم اور مقدس مقامات کا مستند تعارف بھی شامل کیا گیا ہے، تاکہ زائر جب ان جگہوں پر حاضری دے تو اس کا دل شعور وعقیدت سے لبریز ہو، اس سامنے ایک زندہ نقشہ ابھر آئے، ایسا نقشہ جو اسے ماضی سے جوڑے اور اس کے ایمان کو جِلا بخشے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ان مقامات کی زیارت کے آداب، ان سے متعلق درست معلومات اور بعض غلط فہمیوں کی اصلاح بھی شامل کی گئی ہے، تاکہ زائر صحیح معلومات کی روشنی میں ان مقدس مقامات کی زیارت کر سکے۔

راقم الحروف نے حتی الامکان ہر مسئلہ اور ہر بات مستند ومعتبر علمی ذرائع سے اخذ کرنے کی کوشش کی ہے، تاہم انتخاب، تحریر اور نقل میں سہو وخطا کا امکان بہر حال باقی رہتا ہے۔ اس لیے اہلِ علم قارئین سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی یا کمی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سی علمی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور اسے عازمینِ حج وعمرہ کے لیے صحیح رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ قارئین کرام سے بھی مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اس مقدس سفر میں راقمِ الحروف کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بار بار حج وعمرہ کی مقبول سعادت نصیب فرمائے، اور ہم سب سے راضی ہو جائے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محمد عارف باللہ قاسمی

استاذ حدیث وفقہ جامعہ عائشہ نسوان، حیدرآباد، الہند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حج وعمرہ کے سفر سے پہلے لائق توجہ اہم باتیں

آپ ایک مقدس سفر پر جا رہے ہیں، یہ سفر عام سفر سے بہت مختلف ہے، یہ سفر ''عبدیت'' (بندگی) کے اظہار اور الٰہی قربت کے حصول کا سفر ہے، اس سفر میں مختلف قسم کے نئے احوال بھی سامنے آتے ہیں، بہت سے لوگوں کے لیے یہ سفر پہلا غیر ملکی سفر بھی ہوتا ہے، اس لیے سفر سے پہلے اس سفر کے آداب سے اچھی واقفیت حاصل کر لینا ضروری ہے تاکہ سفر میں لاعلمی کے وجہ سے پیدا ہونے والے حالات سے بچ سکیں اور مقصد سفر کے حصول میں کامیاب ہو سکیں۔ اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے ان چند باتوں کا خاص خیال رکھیں:

حقوق کی ادائیگی اور معاملات کی صفائی کا اہتمام کریں

برائیاں اور حق تلفیاں عبادات اور دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ بن جاتی ہیں؛ اس روحانی سفر پر روانہ ہونے سے پہلے تمام برائیوں سے توبہ کر لیں اور جن لوگوں کو آپ سے کوئی تکلیف پہونچی ہو ان سے معافی تلافی کر لیں، اور کسی کا حق ذمہ میں ہو جس کی ادائیگی لازم ہو تو اسے ادا کر لیں یا حق والے سے اس کی ادائیگی کے بارے میں بات چیت کر لیں۔

حقوق کی وصیت

انسانی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے، کب موت آجائے کسی کو خبر نہیں ہے، اس لیے معاملات اور لین دین ہمیشہ لکھ کر رکھنا چاہئے، لیکن عام طور پر اس سے غفلت برتی جاتی ہے، جو یقینا مناسب نہیں ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، آپ جس سفر پر جا رہے ہیں بہت اہم سفر ہے، اس لیے سفر سے پہلے اولین کوشش یہ کریں کہ تمام حقوق ادا کر دیں، جو بھی معاملات اور لین دین باقی اور جاری ہوں اور آپ کے ذمے لوگوں کے جو حقوق ہوں انہیں لکھ کر اپنے اہل وعیال کو دینے کا اہتمام کریں، اور اپنے

اہل وعیال میں قابل اعتماد افراد کو اپنے معاملات سے واقف کرنے کے ساتھ آپ کی غیر موجودگی میں ان کی ادائیگی اور صفائی کے طریقے بتا دیں۔

حج وعمرہ کا طریقہ اور مسائل ضرور معلوم کرلیں

حج وعمرہ کے سفر میں مسائل اور حج وعمرہ کی طریقے سے واقفیت بہت ضروری ہے، تاکہ حج یا عمرہ کے اعمال صحیح سے ادا کرسکیں، بہت سے لوگ مسائل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بڑی بڑی غلطیاں کرجاتے ہیں، بعض لوگ ادھورا عمل کرکے واپس آجاتے ہیں، کئی لوگ دم لازم ہونے والی متعدد غلطیاں کرلیتے ہیں، اور انہیں خبر بھی نہیں ہوتی، اس لیے سفر سے پہلے کسی عالم صاحب سے حج یا عمرہ کا طریقہ اچھی طرح سیکھ لیں اور مسائل معلوم کرلیں، اس سے متعلق کوئی کتاب، اسی طرح دعاؤں کی کتاب ضرور ساتھ رکھیں، اور کسی عالم صاحب کا موبائل نمبر ضرور لے لیں تاکہ بروقت مسئلہ پوچھ کر عمل کرسکیں اور کوشش کریں کہ اگر کسی موقع پر کوئی مسئلہ درپیش ہوتو اسی وقت کسی معتبر عالم دین سے پوچھ لیں، نیز مسئلہ کسی معتبر عالم دین سے ہی پوچھیں تاکہ آپ کی عبادات مکمل صحیح ہوسکیں۔

اذکار نماز اور تلبیہ یاد کرلیں اور کسی عالم صاحب کو سنالیں

سفر سے پہلے نماز کے اذکار اور دعائیں اچھی طرح یاد کرلیں، اور کسی کو ضرور سنالیں تاکہ اگر غلطی ہے تو اس کا اصلاح ہوجائے، بلکہ یہ کام تو عام دنوں میں بھی کرنا چاہئے، کئی لوگ نماز کے اذکار بالخصوص: ثنا، درود شریف، دعائے ماثورہ اور دعائے قنوت وغیرہ غلط یاد کئے ہوتے ہیں اور اسی طرح پڑھتے رہتے ہیں، انہیں غلطی کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے، اس لیے احتیاطاً کسی کو سنالینا بہتر ہے۔

نیز حج یا عمرہ میں مختلف موقعوں کی دعائیں بھی یاد کرلیں اور خاص طور پر تلبیہ ضرور یاد کرلیں؛ کیونکہ اسی سے احرام شروع ہوگا اور اسے احرام کی حالت میں بار بار پڑھتے رہنا ہے، تلبیہ یہ ہے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ... لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ...إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

’’حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بے شک تمام تعریفیں، نعمتیں اور بادشاہی تیرے ہی لیے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں‘‘۔

احرام کی نیت کے بغیر تلبیہ پڑھنے سے احرام شروع نہیں ہوتا

بعض لوگوں کو تلبیہ پڑھتے اور یاد کرتے وقت یہ خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں یاد کرتے وقت یا یونہی اسے پڑھتے وقت وہ احرام میں داخل نہ ہو جائیں اور اس کی پابندیاں لازم نہ ہو جائیں، یاد رکھیں کہ احرام میں داخل ہونے کے لیے تلبیہ پڑھنے سے پہلے حج یا عمرہ کی نیت ضروری ہے؛ احرام کی نیت کے بغیر تلبیہ پڑھنے سے احرام شروع نہیں ہوتا ہے۔ (۱)

اپنے حج وعمرہ کے سفر کو لوگوں میں مشہور نہ کریں

جہاں تک ممکن ہو سکے لوگوں کے درمیان اس کی تشہیر نہ کریں کہ آپ عمرہ یا حج کے لیے جا رہے ہیں، اپنے سفر کے بارے میں شوشل میڈیا اور اخبارات میں شائع کرنے سے گریز کریں؛ کیونکہ جس عمل کو انسان اخلاص سے نہ کرے اسے اللہ قبول نہیں کرتے ہیں، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص غزوہ میں جاتا ہے اور اس کی نیت یہ ہے کہ اسے غزوہ میں شریک ہونے کا ثواب بھی ملے اور اس کی شہرت بھی ہو، تو اسے کیا ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا، اور فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل صرف اسی عمل کو قبول کرتے ہیں جو صرف اس کی رضا کے لیے کیا گیا ہو۔ (۲)

سفر سے پہلے دعوت کا حکم

حج یا عمرہ کے لیے جانے سے پہلے رشتہ دار دوست واحباب کی دعوت کرنا تا کہ سب سے ملاقات

(۱) المبسوط للسرخسی: ۴/ ۱۸۷

(۲) سنن نسائی: ۳۱۴۰

ہو جائے جائز تو ہے لیکن چونکہ آج کل ان دعوتوں میں کئی برائیاں اور خرابیاں سامنے آ رہی ہیں، مثلاً اس دعوت کو ضروری سمجھنا، اس میں تحفہ کے لین دین کو ضروری سمجھنا، فضول خرچی کرنا وغیرہ، جس کی وجہ سے اب ایسی دعوت سے بچنا ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح اس مناسبت سے اگر کوئی دعوت کرے یا تحفہ دے تو اسے قبول کرنا جائز تو ہے۔ [۱] لیکن اس طرح معاشرہ میں غلط تصور اور غلط خیال عام ہو جاتا ہے اور اس کو ضروری سمجھ لیا جاتا ہے اور اس سے سفر کا بلا وجہ اعلان بھی ہوتا ہے اس لیے جہاں تک ممکن ہو ان چیزوں سے بچنا ہی بہتر ہے۔

ہاں اگر کوئی شخص سفر سے واپسی پر شکریہ کے طور پر غرباء ومساکین اور اعزّہ واحباب کو کھانا کھلائے، یا کچھ ہدیہ دے، تو یہ شرعاً درست ہے، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو جانور ذبح کر کے کھانے کا انتظام کرتے۔ [۲] لیکن ایسا کرنا واجب نہیں ہے، اس لیے اس کے اہتمام کو ضروری سمجھنا درست نہیں ہے۔

سفر سے پہلے صبر وقناعت کا مزاج بنالیں

اس سفر میں میں راحت وآرام اور لذت کی طلب کے بجائے ذہن میں اس بات کو بٹھائیں کہ جس حال میں جو میسر ہوگا اسی پر قناعت کریں گے، شکوہ وشکایت سے گریز کریں گے، اور ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کریں گے۔ اور پہلے سے عہد کرلیں کے مزاج کے خلاف باتوں کو گوارا کریں گے اور بحث ومباحثہ، غصہ اور لڑائی جھگڑے سے مکمل بچیں گے؛ کیونکہ اس سفر میں آپ کے خوفِ خدا، مزاج اور اخلاق کا بھی امتحان ہوتا ہے۔

ضروری دوائیں ساتھ رکھنے کے سلسلہ میں مشورہ کرلیں

حج وعمرہ کا سفر محنت ومشقت والا سفر ہے، اس کے لیے جسمانی طور پر بھی خود کو تیار کرلیں، صحت بخش

---

[۱] کتاب الفتاوی: ۱۲۱/۴

[۲] صحیح بخاری: ۲۹۲۳

غذاؤں کا اہتمام کریں اور سفر سے قبل کسی طبیب سے مشاورت بھی کرلیں، خاص طور پر اس سفر میں بہت زیادہ پیدل چلنا پڑتا ہے، اس لیے اس کی مشق اور تیاری پہلے سے کرلیں اور سفر میں کسی ڈاکٹر کے مشورہ کے مطابق ضروری دوائیں: جیسے بی پی، شوگر، سردی، بخار، پیٹ کی خرابی، بدن درد وغیرہ کی دوائیں ساتھ رکھنے کی کوشش کریں، دواؤں کے سلسلہ میں یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ دوائیں زیادہ مقدار میں نہ رکھیں اور ان کے ساتھ ڈاکٹر کا پریسکرپشن (نسخہ) بھی ضرور رکھیں، جس پر ڈاکٹر کی دستخط اور مہر ہو اور دوائیں ساتھ لے جانے کے سلسلہ میں سفر سے قبل گروپ کے ذمہ داروں سے یا کسی اچھے جانکار سے قانونی معلومات ضرور حاصل کرلیں۔ [۱] اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ بوقت ضرورت حرمین شریفین میں بھی آپ مفت دوائیں اور علاج ومعالجہ حاصل کرسکتے ہیں، جس کی تفصیل آگے کے صفحات میں (**حرمین شریفین کے مفت طبی مراکز** کے عنوان کے تحت) پڑھ سکتے ہیں۔

کسی کی نامعلوم چیز لے جانے سے گریز کریں

کئی واقعات اور خبروں کی روشنی میں مشورہ کے طور پر عرض ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کو کوئی دوا یا کوئی چیز ساتھ لے جانے کو بولے کہ فلاں کو دینا ہے، تو اس موقع پر احتیاط سے کام لیں، معذرت کردیں یا کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں کہ آپ کو یقینی طور پر معلوم ہو کہ آپ کوئی ممنوعہ غلط چیز نہیں لے جارہے ہیں، نامعلوم دوا یا کوئی نامعلوم چیز لے جانے پر کئی لوگ دھوکے کا شکار ہوجاتے ہیں اور وہاں جاکر وہ

---

[۱] سعودی فوڈ اینڈ ڈرگ اتھارٹی (SFDA) کے پورٹل (cds.fada.gov.sa) پر یہ چیک کرلیں کہ آپ جن دواؤں کو استعمال کرتے ہیں وہ کنٹرولڈ یا ممنوعہ کیٹیگری میں تو نہیں۔

نئے قانون کے تحت اگر آپ سائیکوٹراپک ادویات (Psychotropic Drugs) (مثلاً: اینٹی ڈپریسنٹس دوائیں، اینٹی اینگزائٹی دوائیں، اینٹی سائیکوٹک، موڈ سٹیبلائزرز، نیند کی گولیاں، درد کے لیے مضبوط دوائیں وغیرہ) استعمال کرتے ہیں، تو سعودی فوڈ اینڈ ڈرگ اتھارٹی (SFDA) کے پورٹل (cds.fada.gov.sa) پر پہلے سے رجسٹر کرنا ضروری ہے۔ آپ کو دوائی کا نام، مقدار، استعمال کی وجہ، اور ڈاکٹر کا نسخہ اپ لوڈ کرنا ہوگا۔ رجسٹریشن کے بعد SFDA سے کلیئرنس سرٹیفکیٹ حاصل کریں، جو کسٹمز اور ایئر لائنز کو دکھانا ہوگا۔ اس کے بغیر داخلہ روکا جاسکتا ہے یا جرمانہ ہوسکتا ہے۔

چیز منشیات کی ثابت ہوتی ہے یا کوئی ممنوعہ چیز یا ممنوع دوا ثابت ہوتی ہے اور وہ مجرم کے طور پر گرفتار ہوجاتے ہیں، جس کی سزا بہت خطرناک ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

کون سی چیزیں ساتھ رکھنی ہے؟

سامان تیار کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ وزن کم سے کم ہو، لیکن ضرورت کی اہم ترین چیزیں ساتھ میں ضرور ہوں، تاکہ کسی سے مانگنے کی نوبت نہ آئے، مثلاً ضرورت کے بقدر کپڑے، تولیہ، ٹوپی، احرام، تسبیح، صابون، تیل، ناخن تراش، چھوٹی قینچی، کنگھی، مسواک، برش، توتھ پیسٹ اور ایک ایسا لٹکانے والا چھوٹا بیگ جو آپ ہر وقت اپنے ساتھ رکھ سکتے ہوں، جس میں ضروری کاغذات، پانی کا چھوٹا بوتل اور چپل وغیرہ رکھنا ممکن ہو۔ اسی طرح تیز گرمی کا موسم ہو تو ایک چھوٹی سی چھتری بھی ساتھ رکھ لیں تو بہتر ہوگا۔

یہاں اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ اگر آپ گھر سے احرام باندھ کر نہ جا رہے ہوں بلکہ کسی طیرانگاہ (ایر پورٹ) پر یا ہوائی جہاز میں احرام باندھنے کا ارادہ ہو تو احرام کی چادریں اپنے ہینڈ بیگ میں ہی رکھیں، لگیج والے بیگ میں رکھیں گے تو جدہ سے پہلے وہ لگیج آپ کو نہیں ملے گا جس سے آپ مشکل میں پڑ جائیں گے؛ کیونکہ آپ پر جدہ پہونچنے سے پہلے احرام باندھنا لازم ہے۔

اپنا پاسپورٹ، ویزہ، ٹرانسپورٹ اور ہوٹل کی تفصیلات وغیرہ اپنے ہینڈ بیگ میں رکھیں، اور جن چیزوں کو ہینڈ بیگ میں لے کر سفر کرنا ممنوع ہے انہیں خاص توجہ سے لگیج والے سامان میں رکھیں، جیسے: چاقو، قینچی، توتھ پیسٹ، شیمپو اور سیرپ جیسی سیال دوائیں وغیرہ۔ نیز یہ کوشش کریں کہ ہاتھ میں سامان کم سے کم ہو، عام طور پر ہاتھ میں صرف سات کلو سامان کی اجازت ہوتی ہے، اس سے طیرانگاہ (ایر پورٹ) پر مشقت سے آپ بچ سکتے ہیں، ایر پورٹ پر لمبی مسافت پیدل طے کرنی پڑتی ہے، بالخصوص جدہ ایر پورٹ بہت وسیع ہے، وہاں ہاتھ کا زائد وزن آپ کو مشقت میں ڈال سکتا ہے۔

ہاتھ والے سامان میں کھانے کی کچھ خشک چیزیں بھی رکھ لینا مفید ہوگا، بعض ہوائی جہاز میں کھانے کی سہولت نہیں ہوتی ہے، اور بسا اوقات جدہ ایر پورٹ پر طویل انتظار سے گزرنا پڑتا ہے اور

بسا اوقات جدہ سے مکہ مکرمہ کے ہوٹل تک پہونچنے میں بہت زیادہ وقت لگ جاتا ہے، اور کئی بار ہوٹل پہونچنے کے فوری بعد کھانے کا نظم بھی نہیں ہو پاتا۔

سفر میں اپنے اخراجات کے لیے سعودی ریال کا انتظام کرلیں، وہاں جا کر رقم تبدیل کرنے میں رقم کے تبادلے کی مناسب قیمت نہیں مل پاتی ہے، اس کے لیے کسی تجربہ کار سے مشورہ بھی کرلیں، اور اتنی رقم ضرور ساتھ رکھیں کہ پورے سفر آپ کی ضروریات آسانی سے پوری ہو سکیں، اور وہاں جا کر فضول خرچی اور زیادہ خریداری سے بچنے کا مکمل اہتمام کریں، کئی لوگ شوق میں بہت زیادہ خریداری کر لیتے ہیں اور اخیر میں وزن کو لے کر پریشان ہوتے ہیں؛ کیونکہ ہوائی جہاز میں محدود و متعین وزن سے زیادہ وزن کی اجازت نہیں ہوتی ہے، بہت سے لوگوں کو ایر پورٹ پر آ کر اپنا سامان کھولنا اور مختلف چیزوں کو پھینکنا پڑ جاتا ہے، اس لیے یہ خیال رکھیں کہ آپ کا سفر شاپنگ کے لیے نہیں ہے، آج کل ہر جگہ تمام چیزیں دستیاب ہیں، آپ کے سفر کا مقصد تو عبادت ہے اسی میں خود کو مصروف رکھنے کا عزم کریں۔

پاسپورٹ اور ویزہ

پاسپورٹ چیک کرلیں کہ اس کے ختم ہونے میں چھ ماہ سے زیادہ کا وقت باقی ہو، ویزہ اور ٹکٹ کی تفصیلات کو پڑھ لیں، بالخصوص نام ضرور دیکھ لیں کہ پاسپورٹ کے مطابق ہے یا نہیں، پاسپورٹ اور ویزہ کی زیروکس کاپیاں ساتھ رکھیں، بہتر ہوگا کہ اپنے گھر پر بھی ان کی ایک کاپی رکھ دیں، اسی طرح اپنے ای میل پر بھی انہیں محفوظ کرلینا مفید ہوگا، ضروری موبائل نمبر ڈائری میں لکھ لیں، اگر گروپ سے جا رہے ہوں تو گروپ کے ذمہ داروں اور ساتھیوں کا نمبر بھی ڈائری میں لکھ لیں۔

’’وہیل چیر‘‘ کی ضرورت؟

بہت سے عمر دراز اور معذور افراد زیادہ دور تک پیدل چلنے سے قاصر ہوتے ہیں، ان کے لیے ایر پورٹ پر فلائٹ کے عملہ سے بات کر کے ’’وہیل چیر‘‘ کا انتظام ہو جاتا ہے آپ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں، اس کے لیے پہلے سے ٹکٹ میں اسے شامل کرالینا بہتر ہوتا ہے، عام طور پر کسٹمر کیر سے

بات کر کے یہ آسانی سے مفت میں ٹکٹ میں شامل کر دیا جاتا ہے۔

لیکن مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہوٹل کے بہت قریب ہونے کے باوجود بھی ہوٹل سے حرم شریف اور مسجد نبوی کا فاصلہ ہزار دو ہزار میٹر ہوتا ہی ہے، اور اس کو طے کرنے کے لیے کوئی سواری نہیں ہوتی ہے، پیدل ہی چلنا پڑتا ہے، طواف اور سعی کے لیے ''ویل چیر'' کی سہولت دستیاب تو ہے لیکن وہ بھی حرم شریف کے پاس مخصوص مقامات پر ہے، معذور اور بوڑھے لوگوں کے لیے وہاں تک پہونچنا بھی دشوار ہوتا ہے، اس لیے بہتر یہی ہوگا کہ اگر آپ لمبی مسافت پیدل نہیں چل سکتے تو اپنے ساتھ وہیل چیر کا بھی انتظام رکھیں تاکہ حرمین شریفین میں آپ کو کوئی دشواری نہ ہو۔ آتے وقت آپ اسے وہیں پر وقف کی نیت سے چھوڑ کر بھی آسکتے ہیں جو ثواب کا ذریعہ ہوگا۔

اگر بہت ضعیف یا بہت معذور ہوں تو کسی مددگار کے ساتھ سفر کریں

سفر میں انسان مختلف حالات سے گزرتا ہے، اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں ضعیف اور معذور افراد کو خاصی دشواری پیش آتی ہے، خصوصاً جب ان کے ساتھ کوئی معاون نہ ہو۔ ہوٹل سے نکل کر حرم تک پہنچنا اور وہاں طواف و سعی کرنا ان کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ویل چیئر دستیاب ہوتی ہے، لیکن اسے چلانے کے لیے کوئی ساتھ نہ ہو تو ویل چیر چلانے والے جتنی رقم کا مطالبہ کرتے ہیں اتنی رقم دینا بھی ہر ایک کے لیے آسان نہیں ہوتا ہے۔ اور گروپ کے ذمہ داروں سے یا ساتھ میں سفر کرنے والوں سے بھی یہ توقع نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ ہر موڑ پر ساتھ دے پائیں گے، ان کے لیے بھی یہ مشکل ہے۔

بعض لوگ اپنے بوڑھے والدین کو گروپ کے حوالے کر دیتے ہیں، مگر وہاں جا کر انہیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ضعیف، معذور اور بیمار افراد کے لیے بہتر ہے کہ وہ کسی قریبی عزیز کے ساتھ سفر کریں، تاکہ اس بابرکت سفر کے مقاصد بخوبی حاصل کر سکیں۔

عمرہ اور اس کے فضائل واحکام

عمرہ کی فضیلت اور ثواب

عمرہ اسلام کی عظیم عبادات میں سے ہے، جو ایمان، محبتِ الٰہی اور اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسین امتزاج ہے، عمرہ کا سفر دراصل بندے کے لیے ایک روحانی سفر ہے، جس میں وہ اپنے رب کے گھر کی حاضری دے کر اپنے گناہوں سے پاکی، دل کی طہارت اور ایمان کی تجدید حاصل کرتا ہے۔خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ایک عمرہ دوسرے عمرے کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے اور حجِ مبرور (مقبول حج) کی جزا جنت ہی ہے۔ (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، اگر وہ اسے پکاریں تو وہ ان کی دعا قبول کرتا ہے، اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ انہیں معاف کر دیتا ہے۔ (۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں، اللہ عزوجل انہیں وہ عطا فرماتا ہے جو وہ مانگتے ہیں، ان کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، اور جو کچھ وہ (راہِ خدا میں) خرچ کرتے ہیں، اس کا عوض انہیں عطا فرماتا ہے، ایک درہم کے بدلے میں دس لاکھ درہم (کا اجر) عطا کرتا ہے۔ (۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حج اور عمرہ پے در پے کر لیا کرو کیونکہ یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹا دیتے ہیں جیسے بھٹی،

---

(۱) صحیح البخاری حدیث نمبر: ۱۷۷۳

(۲) سنن ابن ماجۃ: ۲۸۹۲

(۳) شعب الایمان: ۳۸۱۰

سونے چاندی اور لوہے کا زنگ دور کر دیتی ہے۔ (۱)

ماہِ رمضان میں عمرہ کی فضیلت

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رمضان المبارک میں ایک عمرہ ایک حج کے برابر ہے۔ (۲)

ایک انصاریہ صحابیہ حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا کسی مجبوری کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج نہ کر سکیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''جب رمضان آئے تو اس میں عمرہ کر لینا؛ کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا [ثواب کے اعتبار سے] میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے'' (۳)

عمرہ کا حکم اور اس کے فرائض

عمرہ کرنا مسنون ہے، واجب نہیں ہے، اور اس میں دو چیزیں فرض ہے:

(۱) احرام باندھنا۔

(۲) طواف کرنا۔ (طواف کے سات پھیروں (چکر) میں سے چار پھیرے فرض ہیں)

عمرہ کے واجبات

عمرہ میں یہ چیزیں واجب ہیں:

(۱) میقات سے باہر رہنے والوں کا میقات پر گزرنے سے پہلے احرام باندھنا۔

(۲) طواف کے چار چکروں کے بعد مزید تین چکر کر کے طواف پورا کرنا۔

(۳) باوضو طواف کرنا۔

(۴) پیدل طواف کرنا۔

(۵) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

---

(۱) ترمذی حدیث: ۸۱۰

(۲) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب باب فضل العمرۃ فی رمضان، حدیث: ۲۲۱، ۲۲۲۔

(۳) بخاری: ۱۷۸۲

(٦) صفا اور مروہ کی سعی کرنا۔

(٧) پیدل سعی کرنا۔

(٨) طواف اور سعی کرنے کے بعد سر منڈانا یا بال کتروانا۔

عمرہ کی سنتیں اور مستحبات

عمرہ کی چند سنتیں اور مستحبات یہ ہیں:

(١) احرام باندھنے سے پہلے وضو یا غسل کرنا۔

(٢) مردوں کا سفید رنگ کی ایک نئی چادر اور ایک لنگی پہننا۔

(٣) احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا۔

(٤) احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔

(٥) کثرت سے تلبیہ پڑھنا۔

(٦) جب بھی تلبیہ شروع کرے تو اس کو تین بار پڑھنا۔

(٧) نبی کریم علیہ السلام پر درود بھیجنا۔

(٨) اللہ سے جنت کے حصول اور جہنم سے حفاظت کی دعا کرنا، اور دعاؤں کا اہتمام کرنا۔

(٩) مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا۔

(١٠) بیت اللہ شریف کے دیدار کے وقت تکبیر و تہلیل کہنا اور دعاؤں کا اہتمام کرنا۔

(١١) مردوں کا عمرہ کے طواف میں ''اضطباع'' اور ''رمل'' کرنا۔

ان ایام میں عمرہ کرنا ممنوع ہے

سال کے بارہ مہینوں میں کبھی بھی عمرہ ادا کیا جاسکتا، البتہ ایام تشریق یعنی نو (٩) ذو الحجہ سے تیرہ (١٣) ذو الحجہ تک عمرہ کرنا حج قران کرنے والوں کے علاوہ دیگر تمام لوگوں کے لیے مکروہ تحریمی ہے، تاہم اگر کوئی شخص ان ایام تشریق میں عمرہ کرلے تو عمرہ کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گا۔ [١]

---

[١] فتاوی ہندیہ: ١/ ٢٣٧

حج کے مہینوں میں میقات میں رہنے والوں کا عمرہ کرنا

میقات کے اندر رہنے والوں کے لیے چاہے وہ حرم مکی میں رہتے ہوں یا حرم مکی سے باہر ”حِل“ یعنی جدہ وغیرہ میں رہتے ہوں ان کے لیے حج کے مہینوں: شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں عمرہ کرنا اس صورت میں ناجائز اور ممنوع ہے جب کہ وہ اسی سال حج کرنا چاہتے ہوں، اور ایسا کرنے کی صورت میں ان پر توبہ واستغفار اور دم لازم ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر وہ اس سال حج نہ کر رہے ہوں تو ان کے لیے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ممنوع نہیں ہے، بلکہ وہ عمرہ کر سکتے ہیں۔ (۱)

کیا شوال میں عمرہ کرنے سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

اگر کوئی ایسا شخص جس پر حج فرض نہ تھا، وہ رمضان میں عمرہ کرنے گیا، پھر عید کے بعد شوال کے مہینے میں اس نے مکہ مکرمہ جا کر عمرہ کر لیا، یا ماہِ شوال میں اپنے وطن سے عمرہ کی ادائیگی کے لیے گیا، اور اس کے پاس حج کے ایام تک قیام کے مصارف واسباب مہیا ہوں اور حکومت کی طرف سے اس کو حج تک رکنے کی اجازت بھی ہو اور اس نے پہلے حج فرض بھی نہ کیا ہو تو اس پر حج فرض ہو جائے گا۔

اور اگر حج کے ایام تک قیام کے مصارف واسباب مہیا نہ ہوں، یا پھر قیام کے مصارف واسباب تو ہوں، لیکن حکومتِ سعودیہ کی طرف سے حج کے ایام تک قیام کرنے کی اجازت نہ ہو (جیسا کہ موجودہ زمانہ میں ہوتا ہے)، تو اب اُس پر حج فرض نہیں ہوگا۔ (۲)

عورتوں کا بغیر محرم کے حج یا عمرہ کے لیے جانا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، تُسَافِرُ مَسِيرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو محرَمٍ (۳)

---

(۱) ردالمحتار: ۳/۴۷۷، غنیۃ الناسک: ۲۸۳

(۲) ردالمحتار: ۲/۴۵۹

(۳) مسلم شریف: ۱۳۳۸

جو عورت اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتی ہو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر تین رات کا سفر کرے۔

اس حدیث کی وجہ سے عورت کے لیے شرعی مسافت (48 میل یعنی 77.5 کلومیٹر) یا اس سے زیادہ کا سفر محرم کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے۔

عمرہ ایک نفلی عبادت ہے، محرم کے بغیر سفر کرنے سے بچنا ہر مسلم خاتون کے اوپر واجب ولازم ہے اور جو عورت محرم کے ساتھ جانے پر قادر نہ ہو اس پر حج فرض ہی نہیں ہے، اس لیے عورتیں چاہے جوان ہوں یا بوڑھی ان پر ضروری ہے کہ وہ محرم کے بغیر عمرہ یا حج پر جانے سے گریز کریں۔

بعض مرتبہ بعض رشتہ دار یا جان پہچان والی خواتین اپنے اپنے محرم کے ساتھ ہوتی ہیں، لیکن ان میں ایک خاتون کا کوئی محرم نہیں ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں بھی اس خاتون کے لیے سفر کرنا شرعی تعلیمات کے مطابق درست نہیں ہے جس کا کوئی محرم ساتھ نہ ہو، پھر بھی اگر کوئی عورت محرم کے بغیر سفر کر لیتی اور حج یا عمرہ کے ارکان وافعال صحیح سے ادا کر لیتی ہے تو اس کا حج وعمرہ صحیح ہوگا، البتہ بغیر محرم کے سفر کرنا شرعی احکام کی خلاف ورزی ہوگی، جو گناہ ہے۔ [۱]

محرم کے بغیر شرعی طور پر عمرہ اور حج کا سفر ممنوع تو ہے ہی اس سفر میں پیش آنے والے حالات کے پیش نظر یہ بات بجا طور پر کہی جا سکتی ہے کہ حج وعمرہ کے سفر میں محرم کا ساتھ نہ ہونا عورتوں کے لیے بڑی مشکلات اور متعدد مواقع پر غیر شرعی امور کے ارتکاب کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح کسی عبادت کا حکم دیا ہے، اسی طرح اس عبادت کے آداب اور حدود بھی مقرر فرمائے ہیں، کوئی عبادت اس عبادت کے آداب اور اس کی حدود کا خیال رکھے بغیر انجام دینا اطاعت اور بندگی کے تقاضے کے خلاف ہے، عبادات کا مقصد اور روح دراصل اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا کا حصول ہے۔

اس لیے کسی خاتون کا محرم کے نہ ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ نہ کر پانا اس کے لیے محرومی نہیں، بلکہ درحقیقت اس کے کامل تقویٰ کی علامت ہے، ایسی حالت میں صبر کرنا اور حدودِ شرع کا لحاظ رکھنا بھی اجرِ عظیم کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے، وہ جب چاہے اسباب پیدا فرما دیتا ہے، ممکن ہے

---

[۱] غنیۃ الناسک جدید: ۵۲

آئندہ محرم کے ساتھ سفر آسان ہو جائے اور حج یا عمرہ کی سعادت حاصل ہو جائے، اور اگر دنیا میں یہ آرزو پوری نہ ہو سکی تو آخرت میں اس کا بدلہ اس سے کہیں بہتر صورت میں ان شاء اللہ ضرور عطا کیا جائے گا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر عمرہ یا حج پر جانا

عمرہ کی استطاعت رکھنے والے کے لئے زندگی میں ایک بار عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، فرض نہیں، اس لیے بیوی کے لئے عمرہ کی استطاعت اور محرم کے موجود ہونے کے باوجود عمرہ کے سفر کے لئے نکلنے سے پہلے شوہر سے اجازت لینا شرعاً ضروری ہے اور اجازت کے بغیر جانا درست نہیں ہے، پھر بھی اگر کوئی خاتون کسی محرم کے ساتھ چلی گئی تو اس کا عمرہ درست ہوگا، لیکن ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے، یعنی شریعت کی نظر میں گناہ ہے۔ (۱)

اور اگر کسی خاتون پر حج فرض ہے تو کسی محرم کے ساتھ فرض حج کے سفر کے لیے شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے، اس کی اجازت کے بغیر وہ محرم کے ساتھ سفر کر سکتی ہے، اور محرم کے ساتھ فرض حج کے سفر سے روکنا شوہر کے لیے بھی درست نہیں ہے۔ (۲)

عدت میں حج یا عمرہ کے لیے جانا

قرآنِ کریم کے حکم کے مطابق طلاق یا وفات کی عدت کے دوران شدید ترین مجبوری کے بغیر گھر سے نکلنا جائز نہیں، اس لیے اس مدت میں حج یا عمرہ پر جانا جائز نہیں ہے، پھر بھی اگر کوئی عورت اس دوران چلی جائے تو حج وعمرہ تو ہو جائے گا، لیکن عدت چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے جس سے توبہ لازم ہے۔ (۳)

حج یا عمرہ کے سفر پر جانے کے بعد طلاق یا شوہر کا انتقال ہو جائے۔

اگر مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد کسی عورت کے شوہر کی وفات ہو جائے یا اسے طلاق ہو جائے تو موجودہ دور کی پریشانیوں اور قانونی مشکلات کے پیش نظر چوں کہ فوراً وطن واپس لوٹنا یا وہاں ٹھہر کر عدت گزارنا انتہائی دشوار ہے، اس لیے ایسی عورت حج وعمرہ مکمل کر لے اور اپنی قیام گاہ سے

---

(۱) ردالمحتار: ۲/ ۴۶۵

(۲) مجمع الانہر: ۱/ ۲۶۳

(۳) غنیۃ الناسک: صفحہ: ۲۹

صرف اور صرف حج وعمرہ کے افعال کے لیے ہی نکلے، بقیہ سارا وقت قیام گاہ میں ہی گزارے اور سخت ضرورت کے بغیر باہر نہ نکلے، بعد ازاں وطن واپس آکر عدت کے بقیہ ایام گزارے۔ (۱)

جسم پر بنے ٹیٹو کے نشان کے ساتھ حج وعمرہ

جسم کے کسی حصہ پر ٹیٹو بنوانا شرعاً حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اور ٹیٹو بنانے اور بنوانے والوں پر اللہ رب العزت کی جانب سے لعنت کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ (۲)

اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی عورت اور جو بال جڑواتی ہے، اور گودنے والی عورت اور جو گودنا گدواتی ہے سب پر لعنت فرمائی ہے۔

اور اگر کسی نے جسم پر ٹیٹو بنوا رکھے ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کے حضور سچے دل سے توبہ کرے، اور اگر اسے زائل کرنا ممکن ہو تو بذریعہ علاج جسم سے اسے ختم کروائے، موجودہ دور میں اسے جدید طریقہ علاج سے مشقت کے بغیر زائل کرنا بھی ممکن ہو گیا ہے۔ البتہ جسم پر اس کے ہونے کی صورت میں وضو اور غسل ہو جاتا ہے، نماز، حج اور عمرہ بھی ہو جاتا ہے۔ (۳)

والدین کو عمرہ کرانے سے پہلے خود عمرہ کرنا

بہت سے لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ خود عمرہ کے سفر پر جانے سے پہلے اپنے والدین کو عمرہ کے لیے بھیجنا ضروری ہے، اس کے بغیر بیٹے کا عمرہ قبول نہیں ہوگا، یہ بات شرعی تعلیمات کی روشنی میں صحیح نہیں ہے، دراصل جو صاحب استطاعت ہو یعنی اس کے پاس اس سفر کے اخراجات کا نظم ہو اور دوران سفر اہل خانہ کی ضروریات کا بھی انتظام ہو اور صحت بھی اس سفر کی اجازت دیتی ہو تو ایسے شخص کے لیے زندگی میں ایک مرتبہ عمرہ کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، فرض یا واجب نہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

(۱) فتاوی رحیمیہ: ۸/ ۶۲، سفر کے مسائل کے انسائیکلوپیڈیا: ۲/ ۲۵۰

(۲) صحیح بخاری: ۷/ ۵۹۳

(۳) ردالمحتار: ۱/ ۳۳۰

فرمایا کہ واجب نہیں ہے، البتہ تم عمرہ کرو؛ کیونکہ عمرہ کرنا افضل ہے۔ ①

اس لیے اگر بیٹے کو اپنی ذاتی کمائی سے عمرہ کی استطاعت ہو جائے تو اسے پہلے عمرہ کر لینا چاہیے، اپنے عمرہ سے پہلے والدین کو عمرہ کے لیے بھیجنا ضروری نہیں ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ والدین سے پہلے عمرہ کرنے والوں کا عمرہ قبول نہیں ہوتا، یہ بے بنیاد اور من گھڑت بات ہے، شرعاً ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔

البتہ اللہ نے وسعت دی ہو تو اپنے والدین کو عمرہ کرانا چاہیے اور ان کے عمرہ کے اخراجات ادا کرنے کو خوشی سے قبول کرنا چاہیے؛ کیونکہ یہ اولاد کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔

لکی ڈرا کے ذریعہ عمرہ کرنا

کسی چیز کے خریدنے کے بعد کوپن خریدنا نہ پڑے بلکہ خریدی ہوئی چیز کے ساتھ بغیر کسی معاوضہ کے کوپن دیا جائے، تو اس کوپن کو قرعہ اندازی میں شامل کر کے عمرے کے اخراجات یا کوئی اور انعام لینا یا دینا شرعاً جائز ہے۔ ②

لیکن اگر کوپن کی بھی کچھ مالیت ادا کرنی پڑے تو پھر یہ ''جوا'' کی شکل ہوگی اور اس طریقے سے عمرہ کرنا اور اس کے اخراجات لینا دینا درست نہیں ہوگا۔

واضح رہے کہ کوپن کی مالیت ادا کرنے کی شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ قرعہ اندازی میں شامل ہونے کی صورت میں خریدی جانے والی چیز کی قیمت کچھ اور ہو اور قرعہ اندازی کے بغیر قیمت کچھ اور ہو۔ اسی طرح اس چیز کی قیمت بازار میں موجود اس طرح کی دیگر چیزوں سے کہیں زیادہ ہو، اور لوگ اسے محض اس کوپن کی وجہ سے خریدیں۔

غیر مسلم کی رقم سے حج یا عمرہ کرنا

انعامی کوپن کے جائز ہونے کی جو شکل لکھی گئی ہے اس کے مطابق اگر کسی غیر مسلم دکاندار یا کمپنی کی طرف سے عمرہ یا حج کی رقم ادا کی جائے تو اس سے عمرہ یا حج کرنا درست ہے۔ اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم دوست کسی مسلمان دوست کو ہدیہ کے طور پر رقم دے تو اس رقم سے بھی حج وعمرہ کرنا درست ہے۔

---

① سنن ترمذی: ۹۳۱

② المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی: ۷/ ۳۶۶

سود کی رقم سے عمرہ پر جانا

سود کی رقم کا اصل مصرف تو یہ ہے کہ اسے اس کے اصل مالک تک واپس کردیا جائے، لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو سود کی رقم کا مصرف یہ ہے کہ وہ رقم زکوۃ کے مستحق کسی غریب کو ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کے طور پر دے دی جائے۔ موجودہ زمانے کے بینکوں سے ملنے والے سود کے بارے میں علماء کرام کی رائے یہی ہے کہ اسے بینک سے نکال کر کسی مستحق غریب کو ثواب کی نیت کے بغیر دے دیا جائے۔

جب وہ رقم مالکانہ طور پر کسی غریب کو دی دے گئی تو وہ اس کو اپنی مرضی سے اپنی مختلف ضرورتوں، کھانے پینے وغیرہ میں خرچ کرسکتا ہے اور وہ اس پیسے سے عمرہ یا حج بھی کرسکتا ہے۔

لیکن اگر کوئی انسان مستحق اور غریب نہیں ہے تو اس کے لیے حج وعمرہ کے سفر میں سودی رقم کو شامل کرنا ناجائز ہے، (۱) اور حرام مال سے کی گئی عبادت کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ہے اور نہ ہی اس پر ثواب ملتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی شخص حرام مال سے حج کرتا ہے اور لبیک پکارتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ”لَا لَبَّیْكَ وَ لَا سَعْدَیْکَ وَ حَجُّكَ هٰذَا مَرْدُوْدٌ عَلَیْکَ“ یعنی تیری لبیک کی پکار ہمیں قبول نہیں اور تیرا یہ حج مسترد ہے۔ (۲)

چٹھی یا کمیٹی کی رقم سے حج یا عمرہ کرنا

بعض اداروں اور محلوں میں کچھ لوگ مل کر چٹھی یا کمیٹی ڈالتے ہیں، جس میں ہر ایک کو برابر رقم جمع کرنی ہوتی ہے اور ہر ایک کو برابر رقم واپس ملتی ہے، جمع کرنے یا وصول کرنے میں رقم میں کوئی فرق نہیں ہوتا، اور آخر تک سب کے سب چٹھی یا کمیٹی کی رقم کی ادائیگی میں شریک رہتے ہیں، بس یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک کو یکمشت بڑی رقم مل جاتی ہے، اور آپسی رضامندی سے کسی کو پہلے رقم ملتی ہے اور کسی کو بعد میں ملتی ہے، ملنے والی رقم میں کچھ رقم اس کی جمع کردہ ہوتی ہے اور بقیہ رقم اس کے ذمہ قرض ہوتی ہے، جسے وہ آئندہ کے مہینوں میں ادا کرتا ہے۔ ایسی چھٹی یا کمیٹی کی رقم سے عمرہ یا حج کرنا بلا کراہت جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، حج وعمرہ ادا ہوجائے گا۔

---

(۱) اعلاء السنن: ۱۴/ ۳۷۲

(۲) جمع الجوامع: ۹/ ۱۰۰، کنز العمال: ۵/ ۲۷

حج وعمرہ کے لیے لاٹری سسٹم

اگر کسی ادارے کی نگرانی میں یا اپنے طور پر چند لوگ مل کر مخصوص رقم ادا کریں، مثلاً سب کے سب ایک ایک ہزار روپئے جمع کر کے ممبر بنیں، یا چند مہینوں تک ماہانہ ایک مخصوص رقم ادا کریں، اس کے بعد ان شریک لوگوں میں سے ایک یا دو یا چند لوگوں کو عمرہ یا حج کے لیے قرعہ اندازی کے ذریعہ منتخب کیا جائے، اور بقیہ لوگوں کو کچھ نہ ملے یا بقیہ لوگوں کو متفرق مالیت کی چیزیں ملیں، مثلاً کسی کو موٹر سائیکل ملے، کسی کو موبائل ملے، کسی کو گھڑی ملے وغیرہ وغیرہ۔ یہ اسکیم درحقیقت جوا ہے اور حرام ہے، اس لیے ایسے پیسے سے عمرہ یا حج کرنا یا اس طرح کی اسکیم سے کوئی مالی فائدہ حاصل کرنا درست نہیں ہے۔ [۱]

عمرہ کی رقم پیشگی ادا کرنے پر بہت کم خرچ میں عمرہ کرانا

بعض عمرہ ٹور والے سال دو سال قبل پورے پیسے لے کر (جو بروقت بکنگ سے بہت کم بلکہ تقریباً آدھا ہوتا ہے) بکنگ کرتے ہیں اور اس رقم کو اپنے دیگر جائز کاروبار میں لگاتے ہیں اور منافع حاصل کرتے ہیں، پھر وعدہ کے مطابق لوگوں کو عمرہ بھی کراتے ہیں، اس طرح سے پیشگی رقم لے کر حج وعمرہ کی بکنگ کرنا اور اس رقم سے منافع حاصل کرنا جائز ہے اور حج وعمرہ کرنا بھی جائز ہے۔

لیکن موجودہ زمانے میں اس طرح کی بکنگ میں کئی لوگ دھوکے کا شکار بھی بن چکے ہیں؛ اس لیے ایسی بکنگ میں بہت احتیاط کریں اور مکمل معلومات اور ہر پہلو سے اطمینان کے بعد ہی بکنگ کرائیں۔

اعتراف حسن خدمات میں عمرہ کرانا

ادھر چند سالوں سے بعض اداروں کی جانب سے یہ پیشکش کی جارہی ہے کہ ان کے ملازمین میں سے چند لوگوں کو ان کی خدمات، کارگردگی وغیرہ کی بنیاد پر عمرہ کے لیے منتخب کیا جائے گا، یا قرعہ اندازی کے ذریعہ ہر سال چند ملازمین کو عمرہ پر بھیجا جائے گا۔ اس کے لیے کوئی اضافی مالی لین دین نہیں ہوتا ہے۔ اس طریقے سے عمرہ کرنا درست ہے؛ کیونکہ یہ اچھی خدمات پر ملنے والا ترغیبی انعام ہے۔

حج وعمرہ کرنے والوں کو لانے پر حج یا عمرہ کرانا

بعض حج وعمرہ ٹورس چلانے والے متعین مقدار میں پاسپورٹ لانے پر بطور کمیشن یہ سہولت دیتے

---

[۱] شامی، كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء، فصل في البيع ۹/ ۵۷۷۔

ہیں کہ لانے والے کو مفت میں عمرہ یا حج کرایا جائے گا، اور پہلے سے یہ معاملہ اور معاہدہ طے رہتا ہے، اس طرح سے عمرہ کرنا اور کرانا جائز ہے، بشرطیکہ ان افراد پر جو حج یا عمرے پر اس کے توسط سے جارہے ہیں کوئی اضافی مالی بوجھ نہ ڈالا جائے اور معروف رقم میں ہی ان سے معاملہ کیا جائے۔ (۱)

زکوٰۃ اور نفلی صدقات کی رقم سے حج وعمرہ کرانا

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو بغیر کسی شرط کے اس طرح مالکانہ طور پر دے دی جائے کہ وہ اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر سکے، اس لیے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم سے عمرہ کا پیکیج خرید کر دینے یا ٹکٹ یا ویزہ خرید کر دینے یا حرمین شریفین میں رہائشی پیکج وغیرہ خرید کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (۲) ہاں اگر کسی مستحق کو زکوٰۃ کی رقم مکمل مالکانہ طور پر دے دی گئی اور ایسی کوئی شرط نہیں لگائی گئی کہ وہ اس رقم کو عمرہ کرنے کے مصارف میں ہی خرچ کرے، اور اس نے اپنی مرضی سے اسے عمرہ کے اخراجات میں خرچ کیا اور اس سے عمرہ پیکیج لیا تو زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے گی اور عمرہ کرنے والے کا عمرہ بھی ادا ہو جائے گا۔

البتہ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ زکوٰۃ کے مستحق کسی ایک انسان کو یکمشت زکوٰۃ کی اتنی رقم دینا جو نصاب کے بقدر ہو اور جس سے وہ خود صاحب نصاب ہو جائے مکروہ ہے، لیکن اگر کسی نے کسی مستحق کو اتنی رقم دے دی تو زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔ (۳)

نفلی صدقات کی رقم سے کسی مستحق کو حج وعمرہ کا پیکیج ٹکٹ وغیرہ دینا اور حج یا عمرہ پر بھیجنا جائز ہے۔

امام اور مؤذن صاحبان کو مسجد کے فنڈ سے حج یا عمرہ پر بھیجنا یا اس کے لیے چندہ کرنا

چندہ کے ذریعہ مسجد کے لیے جمع شدہ رقم مسجد کی ملکیت ہوتی ہے، اسے اس کی تعمیر اور متعارف مصالح وضروریات میں خرچ کرنا ہی لازم وضروری ہے، جبکہ مسجد کے امام صاحب یا مؤذن صاحب وغیرہ کو عمرہ کرانا مسجد کی ضروریات میں سے نہیں ہے، اس لیے مسجد کے لئے جمع کی گئی چندہ کی رقم

---

(۱) فتاوی تاتارخانیہ: ۶/ ۶۳، فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، بنوریہ: فتویٰ نمبر: 144004200416

(۲) الدر المختار: ۶/ ۱۲، حاشیۃ الطحطاوی: ۱۴/ ۷، فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوریہ: فتویٰ نمبر: 144107200572

(۳) بدائع الصنائع: ۲/ ۴۸

سے مسجد کے امام اور مؤذن صاحبان وغیرہ کو حج یا عمرہ کے لیے بھیجنا شرعاً درست نہیں، البتہ اگر مسجد کے ذمہ داران اسی نام پر چندہ وصول کریں یا پہلے سے ہی چندہ کرنے میں اس مقصد کو بھی شامل رکھیں اور تعاون کرنے والوں کو بتا کر رقم جمع کریں تو اس طرح سے جمع کی گئی رقم سے مسجد کے امام صاحب یا مؤذن صاحب وغیرہ کو حج یا عمرہ کرایا جاسکتا ہے۔ (۱) لیکن فقہاء کرام کہتے ہیں کہ اس مقصد کے لیے چندہ اور تعاون کی اپیل نہیں کرنی چاہئے؛ کیونکہ استطاعت نہ ہو تو حج یا عمرہ لازم نہیں ہے۔ (۲) ہاں اپنی خوشی سے کسی کو حج وعمرہ کرانا باعث ثواب اور سعادت کے حصول کا ذریعہ یقیناً ہے۔

حج وعمرہ کی نذر (منّت) ماننا

اگر کوئی شخص کسی کام کے ہوجانے پر حج کرنے یا عمرہ کرنے کی نذر (منّت) مانے اور وہ کام ہوجائے تو اس پر اس نذر کو پورا کرنے کے لیے حج کی نذر مانا ہے تو حج کرنا اور عمرہ کی نذر مانا ہے تو عمرہ کرنا لازم ہوجاتا ہے۔ (۳)

اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں ایک یا چند لوگوں کو عمرہ کراؤں گا، یا فلاں شخص کو عمرہ کراؤں گا یا اسی طرح کسی کام کے ہوجانے پر حج کرانے کی نذر مانے تو کام ہوجانے کے بعد نیت کے مطابق عمرہ کرانا یا حج کرانا اس پر لازم ہوگا۔ (۴)

حکومتی سبسڈی سے فائدہ اٹھا کر حج یا عمرہ کرنا

حجاجِ کرام کو حکومت کی طرف سے دی جانے والی سبسڈی کی رقم ایک عطیہ اور تبرع ہے، جس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور سبسڈی لے کر حج کرنے میں حج کی عبادت میں کسی طرح کی خرابی نہیں آتی ہے۔ (۵)

---

(۱) فتاوی ہندیۃ: ۲/ ۴۶۳

(۲) فتاوی قاسمیہ: ۱۲/ ۵۴۔ فتوی دار العلوم دیوبند: ۱۰۷۱۔

(۳) فتاوی ہندیۃ: ۲/ ۶۵

(۴) الاصل لمحمد بن الحسن الشیبانیؒ: ۲/ ۴۸۷، المبسوط: ۴/ ۱۳۳۔

(۵) کتاب النوازل: ۷/ ۲۸۳

احـــرام

احرام کیا ہے؟

عام طور پر دو چادریں جو احرام میں بدن پر ڈالی جاتی ہیں انہیں احرام کہہ دیتے ہیں، حالانکہ وہ احرام کی چادریں ہیں، احرام درحقیقت حج یا عمرہ کرنے والے کی وہ مقدس حالت ہے جو حج یا عمرہ کی نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے کے بعد شروع ہوتی ہے، جس حالت میں وہ اپنے حج یا عمرہ کے اعمال انجام دیتا ہے۔

مردوں کا احرام

مرد احرام کی حالت میں بغیر سلی ہوئی دو سفید چادریں استعمال کرتے ہیں جن میں سے ایک چادر کمر کے نچلے حصے اور دوسری چادر کندھوں کو ڈھانپتی ہے، جبکہ سر اور چہرہ کھلا رہتا ہے۔

چادروں کا سفید ہونا ضروری نہیں ہے لیکن متعارف اور بہتر سفید ہے؛ تاکہ انسان زینت سے دور رہے، خشوع وخضوع اور عاجزی کی حالت میں رہے، نیز اسے موت اور لباسِ کفن یاد رہے۔

بہتر ہے کہ احرام کی چادریں نئی ہوں یا دھلی ہوئی ہوں، لیکن بوقت ضرورت اپنا یا کسی اور کا استعمال شدہ احرام پہن کر بھی حج وعمرہ کیا جاسکتا ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ چادریں پاک ہوں۔

عورتوں کا احرام

عورتوں کے لیے احرام کا کوئی لباس متعین نہیں ہے، اور ان کا سفید ہونا بھی ضروری نہیں ہے، وہ احرام کی حالت میں بھی عام کپڑے ہی استعمال کریں گی، البتہ اس کا خیال رہے کہ وہ لباس شرعی معیار کے مطابق ہو، یعنی بدن کو مکمل چھپائے ہوئے ہو، ایسا چست نہ ہو جس سے بدن کی ساخت نہ چھپے، اسی طرح ایسا باریک نہ ہو جس میں سے بدن دکھے۔

حج وعمرہ میں بہتر ہوگا کہ ایسے کپڑے کا استعمال کریں جسے زیادہ دیر تک پہننے میں اور اس کو پہن کر طواف اور سعی کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔ طواف اور سعی میں بہت زیادہ چلنا پڑتا ہے اور اس میں پسینہ بھی بہت آتا ہے۔ بعض کپڑے بالخصوص بہت سے فینسی اور پارٹی ویر کپڑے زحمت وتکلیف کا باعث بن جاتے ہیں۔

عورتیں احرام کی حالت میں ہر قسم کی چپل، جوتیاں، موزے اور دستانے پہن سکتی ہیں، البتہ احتیاطی طور پر ایسی چپل یا جوتیاں پہنیں میں جن وہ زیادہ چل سکتی ہوں اور ان میں گرنے اور پھسلنے کا امکان نہ ہو۔

عورت کے لیے احرام کی حالت میں اپنے بال کی چوٹی کو بھی چھپانا ضروری ہے، صرف چہرہ کو ڈھاکنا ممنوع ہے۔

عورتیں احرام میں چہرہ کھولیں یا پردہ کریں؟

احرام کی حالت میں عورتوں اور مردوں دونوں پر لازم ہے کہ اپنے چہرہ پر کوئی چیز ڈال کر اسے نہ ڈھانپیں، بلکہ کھلا رکھیں، لیکن احرام کی حالت میں بھی عورتوں کے لیے غیر محرم مردوں سے اسی طرح پردہ کرنا لازم ہے جس طرح عام حالت میں لازم ہے، اجنبی مردوں کے سامنے احرام کی حالت میں بھی چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے عورتیں ایسا کریں کہ جب تک پردہ کی ضرورت نہ ہو چہرہ کھلا رکھیں اور جب کوئی نامحرم کے سامنے آئے تو چہرے کو اس طرح چھپائیں کہ کپڑہ چہرے پر نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے، تاکہ اس مقدس سفر میں بدنگاہی اور بے پردگی نہ ہو، صحابیات رضی اللہ عنہن ایسا ہی کیا کرتی تھیں، اس حکم کی انجام دہی کے لیے عورتیں حسبِ سہولت کوئی بھی ایسی صورت اختیار کرسکتی ہیں کہ پردہ بھی ہو جائے اور احرام کی پابندی پر عمل بھی ہو جائے، مثلاً: ایسا ''ہیٹ'' استعمال کریں کہ جس کے آگے چہرہ ڈھانپنے کے لیے کپڑا لگا ہوا ہو یا گھونگھٹ کو اس طرح گرائے رکھیں کہ پردہ بھی ہو اور کپڑا بھی چہرے پر نہ لگے وغیرہ۔

یہ ذہن نشیں رہے کہ احرام کی حالت میں غلطی سے اسکارف یا دوپٹہ پہنتے ہوئے یا اتارتے ہوئے چہرے پر لگ جائے اور اسے فوراً ہٹا دیا جائے تو اس صورت میں کوئی دم یا صدقہ لازم نہیں آئے گا۔

ہاں اگر احرام کی حالت میں چہرے پر نقاب ایک گھنٹے سے کم کم لگا ہو تو اس پر ایک مٹھی برابر گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہے، اور گر ایک گھنٹہ یا اس سے زائد لگا ہو، لیکن پورے ایک دن یا پوری ایک رات سے کم کم لگا ہو تو ایسی صورت میں اس پر صدقہ (پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ) کرنا

لازم ہے۔ اور اگر چہرے پر ''نقاب'' ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ لگا ہو تو ایسی صورت میں اس پر دم لازم ہوگا۔ (۱)

احرام باندھنے کا طریقہ

سب سے پہلے زائد بالوں کی صفائی کرلیں، ناخن تراش لیں، مسواک کرلیں، اچھی طرح میل کچیل صاف کر کے غسل کرلیں اور اگر کسی وجہ سے غسل کرنے میں کوئی عذر مانع ہو تو اچھی طرح وضو کرلیں۔ اگر کسی عورت کو ماہواری آ رہی ہو تو بھی وہ غسل کرلے۔

نہانے کے بعد بدن یا سر میں تیل لگانے کی عادت ہو تو اسے لگالیں، کنگھی کرلیں، بدن میں خوشبو لگالیں، خوشبو لگانے میں اس کا خیال رہے کہ اس کے دھبے کپڑوں پر نہ آئیں، احرام کے کپڑوں میں ایسی خوشبو لگا سکتے ہیں جس کی رنگت کپڑے پر نمایاں نہ ہو، البتہ بہتر یہ ہوگا کہ احرام کی چادروں پر اور عورتیں احرام میں پہننے والے کپڑوں پر خوشبو نہ لگائیں۔ (۲)

جب نکلنے کا وقت ہو جائے تو احرام کی ایک چادر کمر سے نیچے اس طرح پہن لیں کے ناف اور اس کے نیچے کا حصہ بھی چھپ جائے اور چلنے پھرنے میں نہ کھلے، اور ٹخنہ کو بھی کھلا رکھیں، بہتر ہوگا کہ کمر کے پاس ازار بند وغیرہ سے احرام کی تہبند کو باندھ بھی لیں، ایسا کرنے سے چلنے پھرنے اور طواف وسعی کرنے میں آسانی ہوتی ہے اور اگر بیلٹ باندھنا ہو تو اسے باندھ لیں، اس کے بعد کمر سے اوپر چادر کا جو حصہ ہے اسے اس کے اوپر سے موڑ دیں، جس میں آپ کا بیلٹ بھی چھپ جائے گا، اور اس میں رکھی ہوئی چیزیں بھی محفوظ ہو جائیں گی۔

بعض لوگ کمر میں احرام کی چادر لپیٹ کر اسے صرف بیلٹ سے باندھے ہوتے ہیں انہیں اس وقت پریشانی ہوتی ہے جب ایئر پورٹ پر بیلٹ کھولنا ضروری ہو جاتا ہے، اس لیے اس کے نیچے ''ازار بند'' باندھنا سہولت بخش ہوتا ہے، بہر حال اسے اس طرح باندھیں کہ بار بار نہ کھلے۔

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۳۹۸

(۲) غنیۃ الناسک: ۳۵، ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری: ۶۸

احرام کی دوسری چادر کو بدن کے اوپری حصہ میں دونوں مونڈھوں کے اوپر سے ڈال لیں، اور چادر اوڑھنے کی طرح اوڑھ لیں۔

عورتیں احرام میں عام طریقے کے مطابق عام لباس ہی پہنیں، البتہ جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ کپڑے کو چہرے سے دور رکھنے کا خاص انتظام اور تدبیر کریں، تا کہ پردہ کے حکم پر بھی عمل ہو اور چہرہ پر کپڑا بھی نہ لگے، نیز ایک رومال سے سر کے بالوں کو اچھی طرح ڈھک لینا بھی مستحب ہے تا کہ بال ٹوٹنے نہ پائے اور ادھر ادھر منتشر نہ ہونے پائے۔

احرام باندھنے کے مقامات

حج وعمرہ کے احرام کے معاملہ میں پوری دنیا کے لوگوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱) مکی

مکی یعنی وہ لوگ جو حرم کی حدود کے اندر موجود ہیں، چاہے وہ مستقل وہیں کے رہنے والے ہوں یا اس وقت وہاں موجود ہوں، جیسے آپ اپنے وطن سے جب وہاں پہونچ چکے ہوں گے تو وہاں کے قیام کے دوران آپ مکی کے حکم میں ہوں گے۔ (۱)

جو مکی ہیں وہ حج کا احرام اپنی قیام گاہ سے ہی باندھیں گے اور عمرہ کا احرام حرم کی حدود سے باہر جا کر باندھیں گے، عام طور پر عمرہ کرنے والے مسجد عائشہ، تنعیم یا مسجد جعرانہ جا کر احرام باندھتے ہیں؛ کیونکہ تنعیم اور جعرانہ مکہ مکرمہ کی حدود سے باہر ہیں۔ (۲)

اسی طرح ''عرفات'' حدود حرم سے باہر ہے، جو لوگ مکی ہیں وہ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ سکتے ہیں، مثلاً آپ اپنے وطن سے عمرہ کرنے گئے ہیں اور مکہ مکرمہ میں چند دنوں کے لیے موجود ہیں، اور دوسرا عمرہ کرنا چاہتے ہیں، آپ زیارت کے لیے عرفات جارہے ہیں اور واپسی میں عمرہ کرنا چاہتے ہیں تو عرفات میں احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آ کر عمرہ کر سکتے ہیں۔

---

(۱) فتاوی شامی: ۲/ ۴۷۸

(۲) فتاوی شامی: ۲/ ۴۷۸

(۲) حلی

حدودِ حرم سے باہر اور میقات کے اندر والے علاقے ''حِل'' کہلاتے ہیں، اور وہاں کے لوگوں کو ''حِلّی'' کہتے ہیں، مثلاً جدہ ''حِل'' میں ہے اور وہاں کے لوگ ''حِلّی'' ہیں۔ یہ لوگ حرم سے باہر ''حل'' میں کسی بھی جگہ مثلاً: اپنے گھر یا ہوٹل میں احرام باندھ سکتے ہیں، اسی طرح حدودِ حرم سے پہلے پہلے کسی بھی مقام پر احرام باندھ سکتے ہیں، البتہ ان پر احرام باندھ کر مکہ آنا صرف اس وقت لازم ہے جب یہ عمرہ یا حج کی نیت سے مکہ مکرمہ آ رہے ہوں۔

مکہ مکرمہ کی آبادی سے متصل حدودِ حرم سے باہر ہوٹلوں میں ٹھہرنے والوں کا حکم

آج کل مکہ مکرمہ کی آبادی اتنی پھیل گئی ہے کہ حرم کی حدود کے باہر تک آبادی ہے اور بہت سے لوگ عمرہ کرنے جاتے ہیں تو ان ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں جو حدودِ حرم سے باہر ہیں، وہ لوگ بھی ''حلی'' کے حکم میں ہیں، یعنی وہ حرم کے باہر حل ہی میں مثلاً اپنی ہوٹل پر ہی احرام باندھ کر نیت کریں گے اور تلبیہ پڑھیں گے۔ انہیں اس کے لیے مسجد عائشہ یا مسجد جعرانہ جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) آفاقی

آفاق: میقات سے باہر کی پوری دنیا ''آفاق'' ہے، یہاں کے لوگوں کو ''آفاقی'' کہتے ہیں، یہ لوگ جب مکہ مکرمہ آ رہے ہوں تو میقات پر یا اس سے پہلے پہلے حج یا عمرہ کے لیے احرام باندھ کر نیت کریں گے اور تلبیہ پڑھیں گے۔ ان کے لیے بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھنا جائز نہیں ہے۔

میقات

شریعت اسلامیہ میں میقات وہ مقررہ جگہیں ہیں جن سے گزرنے سے پہلے مکہ مکرمہ آنے والے پر احرام باندھنا لازم ہے، چاہے وہ مکہ مکرمہ خاص طور پر حج وعمرہ کے لیے آ رہے ہوں، یا کسی اور مقصد سے آ رہے ہوں۔

اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ''میقات'' سے احرام باندھے بغیر گذر گیا تو اس پر لازم ہوگا کہ وہاں

واپس آئے اور پھر وہاں سے احرام باندھ کر جائے، اگر اس نے ایسا کر لیا تو میقات سے بغیر احرام کے گزرنے کی وجہ سے جو دم لازم ہوا تھا وہ دم معاف ہو جائے گا، اور اگر ایسا نہ کیا تو اس پر دم دینا لازم ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی ہندوستان یا پاکستان یا اطراف کے ممالک سے عمرہ پر گیا اور بغیر احرام کے جدہ ایر پورٹ پر اترا اور جدہ ایر پورٹ پر احرام باندھا اور مکہ مکرمہ چلا گیا تو اس پر بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کی وجہ سے دم دینا لازم ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ جدہ سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جانے کے بجائے پہلے کسی قریب کی میقات پر چلا گیا اور وہاں سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ گیا تو اب اس پر دم کی ادائیگی لازم نہیں ہوگی۔

مختلف جہتوں میں وہ متعینہ مقامات جنہیں میقات کہتے ہیں یہ ہیں:

۱۔ ذُوْ الْحُلَیْفَۃُ

یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے، اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیارِ علی ہے، یہ جگہ مدینہ طیبہ کے وسط سے تقریباً ۸ رکلومیٹر دور ہے اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۲۳ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، یہاں ایک بڑی عالیشان مسجد ہے، اور احرام باندھنے کے لیے وسیع انتظامات ہیں۔

یہ مدینہ منورہ کے رہنے والوں کے لیے اسی طرح دیگر ممالک کے ان لوگوں کے لیے میقات ہے جو حج وعمرہ سے پہلے مدینہ منورہ جاتے ہیں اور پھر وہاں سے مکہ معظّمہ جاتے ہیں۔

۲۔ ذَاتُ عِرق

یہ میقات شمال مشرق مکہ سے ۹۴ رکلومیٹر دور ہے، یہ عراق اور شمالی نجد سے آنے والے عازمین حج وعمرہ کے لیے میقات ہے۔

۳۔ جُحْفَہ

یہ میقات مکہ معظّمہ کے شمال مغرب میں ۱۸۳ کلومیٹر دور ہے، اس میقات سے عموماً افریقا، شام اور دوسرے ملکوں کے عازمین حج وعمرہ کے قافلے گذرتے ہیں، جحفہ کے غیر آباد اور دور ہونے کی وجہ سے

عازمین کی سہولت کی خاطر ''الجحفہ'' کا متبادل اس کے بالمقابل ''رابغ'' شہر میں بھی میقات بنایا گیا ہے۔

۴۔قَرْنُ الْمَنَازِل

یہ میقات مکہ مکرمہ کے مشرق کی سمت میں (۷۵) کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے، آج کل اسے ''اَلسَّیْلُ الْکَبِیْر'' میقات کہا جاتا ہے، یہ میقات نجد والوں کے لیے ہے، نجد کے علاوہ سعودی عرب کے جنوبی شہر جیسے: طائف، ریاض اور متحدہ عرب امارات اور اس طرف کے دیگر ممالک سے آنے والوں کے لیے یہی میقات ہے، یہاں بہترین عالیشان مسجد بنی ہوئی اور احرام کی تیاری کا بہت عمدہ انتظام ہے، اس کے علاوہ اس کا متبادل ''وادی محرم'' میقات بھی موجود ہے۔

آج کل بہت سے عمرہ اور حج کرنے والے مکہ مکرمہ سے طائف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں، وہاں سے مکہ مکرمہ واپس آتے وقت ان پر ''اَلسَّیْلُ الْکَبِیْر'' میقات سے احرام باندھنا لازم ہے، بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آنا درست نہیں ہے، بلکہ ان پر لازم ہے کہ احرام باندھ کر واپس آئیں اور عمرہ کریں، اگر احرام کے بغیر مکہ مکرمہ آ گئے تو ایک عمرہ کرنا اور حرم کی حدود میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔[۱]

۴۔یَلَمْلَمْ

یہ میقات مکہ مکرمہ کے جنوب میں مکہ مکرمہ سے تقریباً (۹۴) کلومیٹر کی دوری پر ہے، یہ اہل یمن اور اس سمت سے آنے والے عازمین کے لیے احرام باندھنے کا مقام ہے، اسے ''مِیْقَاتُ السَّعْدِیَه'' بھی کہتے ہیں۔

احرام کہاں سے باندھنا مناسب ہوگا؟

زمینی سفر میں مذکورہ میقاتوں میں سے جس میقات سے یا اس کے محاذات (برابر) کے کسی مقام سے گزر ہوتا ہے، وہاں سے یا اس سے پہلے احرام باندھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، لیکن آج کل فضائی سفر میں میقات کے برابر اور قریب کے علاقوں سے گزر کر ہوائی جہاز جدہ پہونچتا ہے، اس لیے ہوائی جہاز

---

[۱] ردالمحتار: ۲/ ۴۵۵، فتاوی ہندیہ: ۱/ ۲۲۱

کے اس مقام سے گزرنے سے پہلے احرام باندھ لینا لازم ہے، بعض جہازوں میں اس کے اعلان کا بھی انتظام ہے، احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اس ہوائی جہاز میں سوار ہونے سے پہلے یا ہوائی جہاز کے روانہ ہونے کے فوری بعد احرام کی چادریں بدن پر ڈال لیں، اور نیت کر کے تین بار تلبیہ پڑھ لیں۔

احتیاطی مشورے

اس سلسلہ میں ماہرین بعض پیش آنے والے حالات کے مطابق یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آپ اپنے گھر سے روانہ ہو رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے گھر پر ہی غسل کر لیں، سلے ہوئے کپڑے اتار کر احرام کی چادریں بدن پر ڈال لیں، اور دو رکعت نماز احرام بھی پڑھ لیں۔ نماز کے بعد نیت کر کے تلبیہ پڑھنا ہے، یہ کرتے ہی احرام شروع ہو جائے گا اور آپ پر احرام کی پابندیاں لازم ہو جائیں گی۔

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایر پورٹ پر کچھ حالات پیدا ہو جاتے ہیں، بعض مرتبہ فلائٹ کے نظام میں کچھ تبدیلیاں آجاتی ہیں اور لمبے وقت تک احرام میں رہنا پڑ جاتا ہے، اس لیے مشورہ دیا جاتا ہے کہ گھر پر نماز احرام پڑھنے کے بعد نیت اور تلبیہ کو موقوف رکھیں، جب ایر پورٹ پر سارے مراحل سے فارغ ہو جائیں یا ہوائی جہاز میں بیٹھ جائیں تو اس وقت سر کھول کر عمرہ کی نیت کر لیں اور تین بار تلبیہ پڑھ لیں۔

بعض لوگوں کے سفر کی ترتیب ایسی بھی ہوتی ہے کہ وہ براہ راست جدہ نہیں جاتے ہیں بلکہ کسی دوسرے ملک میں چند گھنٹوں کے لیے رکتے ہیں پھر وہاں سے دوسری فلائٹ سے اگلا سفر ہوتا ہے، وہ لوگ ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ اگلے ایر پورٹ پر ہی احرام پہنیں اور وہیں پر نیت کر کے تلبیہ پڑھیں، لیکن ایسا کرنے کے ارادے کی صورت میں یہ ضرور غور کر لیں کہ درمیانی ایر پورٹ پر اتنا وقفہ مل رہا ہو جس میں لباس کی تبدیلی اور نماز کی ادائیگی ہو سکتی ہو۔ بصورت دیگر گھر میں ہی لباسِ احرام پہن لیں اور نماز احرام پڑھ لیں تاکہ دشواریوں کا سامنا نہ ہو۔ البتہ نیت اور تلبیہ کو موقوف رکھیں، جب اگلے ہوائی جہاز میں بیٹھیں اس وقت نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔

احرام کی چادر بدن پر ڈالتے وقت غسل کرنا لازم نہیں ہے، بعض مرتبہ لوگ دور سے سفر کر کے ایر پورٹ آتے ہیں، اور بعض وجوہات کی بنا پر گھر سے احرام پہن کر آنا دشوار ہوتا ہے، ایسی صورتوں

میں یہ بھی کر سکتے ہیں کہ گھر سے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر نکلیں اور ایر پورٹ پر لباس تبدیل کر کے احرام پہن لیں۔ یا اگر فلائٹ میں سہولت ہو (جیسا کہ سعودی ایر لائنس میں ہے) تو اس میں بیٹھنے کے بعد بھی عام لباس اتار کر احرام پہن سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہوں تو اس بات پر خصوصی توجہ ہو کہ احرام کی چادریں آپ کے ہاتھ والے سامان میں ہوں، جسے آپ ہوائی جہاز میں ساتھ رکھیں گے۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ بھولے سے آپ اسے اس سامان میں رکھ دیں جسے لگیج میں دینا ہے، اگر ایسا کرتے ہیں تو پھر آپ کے لیے احرام باندھنا ناممکن ہو جائے گا اور آپ پریشان ہو جائیں گے۔۔۔۔ کوشش کریں کہ گھر سے ہی احرام پہن کر نکلیں، اسی میں زیادہ سہولت ہوتی ہے۔

احرام کی چادریں ہوائی جہاز کے لگیج میں دے دیا، یا ساتھ رکھنا بھول گیا

اگر کسی شخص کا ہوائی جہاز میں یا درمیان کے کسی ایر پورٹ پر احرام باندھنے کا ارادہ تھا لیکن غلطی سے احرام کی چادریں ہوائی جہاز کے لگیج میں دے دیا، یا ساتھ رکھنا بھول گیا، اور کوشش کے باوجود احرام کا انتظام بھی اس کے لیے مشکل ہو گیا تو وہ ایسی صورت میں ایسا کر سکتا ہے کہ سلے ہوئے کپڑوں میں ہی میقات سے پہلے نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے، ایسا کرنے سے میقات سے پہلے اس کا احرام شروع ہو جائے گا، اور فلائٹ سے اترنے کے بعد جلد سے جلد احرام حاصل کر کے سلے ہوئے کپڑے اتار دے اور احرام کی چادریں بدن پر ڈال لے۔ اس صورت میں اگر اس نے پورے دن (بارہ گھنٹے) سے کم وقت میں ہی سلے ہوئے کپڑے اتار دئے تو اس پر دم لازم نہیں ہوگا، بلکہ صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ لازم ہوگا، ہاں اگر وہ ایک پورا دن یا ایک پوری رات کے بقدر (یعنی بارہ گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت تک) سلے ہوئے کپڑے پہنے رہا تو دم واجب ہوگا۔ [1]

ایسی صورت میں بعض لوگ جدہ پہونچ کر احرام باندھنا چاہتے ہیں، ایسا کرنا صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ ایسا کرنے سے میقات سے احرام کے بغیر گزرنے کی وجہ سے دم لازم ہو جائے گا، یا دم کو ساقط کرنے کے لیے جدہ سے کسی میقات پر جا کر احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آنا ہوگا۔

---

[1] احکام حج: مفتی شفیع صاحبؒ: ۸۰، درمختار علی حاشیۃ ردالمحتار: ۲/۵۴۳

نمازِ احرام

احرام پہننے کے بعد دو رکعت نمازِ احرام پڑھنا مسنون ہے، اس نماز کے وقت آپ صرف احرام کی چادریں بدن پر ڈالے ہوئے ہیں، ابھی احرام کی حالت میں نہیں ہیں، اور احرام کی پابندیاں بھی ابھی لازم نہیں ہوئی ہیں، اس لیے یہ نماز آپ سر ڈھانپ کر ہی پڑھیں۔

اس نماز میں بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھیں۔[۱]

ان اوقات میں احرام کی نفل پڑھنا ممنوع ہے

احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھنا مسنون ہے، اسے ممنوع اوقات میں نہیں پڑھنا ہے اور یہ فرض یا واجب نہیں ہے، اس لیے اس نماز کو پڑھے بغیر بھی احرام باندھنا جائز ہے اور عمرہ ادا ہو جائے گا۔ اس لیے فجر کی نماز کے بعد سے سورج طلوع ہو کر ایک نیزہ بلند ہونے تک، زوال کے وقت، عصر کی نماز کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک احرام کی نماز نہ پڑھیں؛ کیونکہ ان اوقات میں نوافل پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ جو لوگ عمرہ کا احرم باندھنے کے لیے مسجد عائشہ یا مسجد جعرانہ جاتے ہیں اگر وہ عصر کی نماز پڑھ چکے ہوں اور وہ عصر اور مغرب کے مابین مسجد عائشہ یا مسجد جعرانہ پہونچے ہوں یا فجر کی نماز پڑھ کر پہونچے ہوں اور سورج طلوع نہ ہوا ہو، تو انہیں اس وقت نماز احرام نہیں پڑھنی چاہئے، بلکہ ایسی صورت میں یا تو سورج نکل کر دس منٹ گزر جانے کا یا مغرب کی نماز ہو جانے کا انتظار کر لیں یا نماز احرام پڑھے بغیر وہاں پر صرف نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں اور مکہ مکرمہ واپس آ کر عمرہ کر لیں، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.[۲]

---

[۱] العنایۃ شرح الہدایۃ: ۲/ ۴۳۲

[۲] مؤطا امام مالک: ۵۳۵، مسند الامام ابی حنیفۃ: ۱۰، صحیح بخاری: ۵۶۱

’’بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور فجر کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا‘‘۔

نیت اور تلبیہ

احرام باندھتے وقت حج یا عمرہ کی نیت کرنے کے بعد تلبیہ پڑھنا یا اس کے قائم مقام کوئی ذکر کرنا فرض ہے، اس کے بغیر احرام شروع نہیں ہوتا ہے۔ (۱) آپ جب بھی احرام شروع کرنا چاہتے ہوں، چاہے احرام کی نماز کے فوری بعد یا بعد میں ہوائی جہاز میں بیٹھنے کے بعد یا میقات آنے سے پہلے پہلے، اس وقت سب سے پہلے آپ اس طرح نیت کر لیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْ ھَا لِیْ وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ

’’یا اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں، اسے میرے لیے آسان کر دے اور میری طرف سے اسے قبول کر لے۔‘‘

اس نیت کے بعد تین بار ہلکی اونچی آواز میں تلبیہ پڑھ لیں:

لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ... لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ... إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ "

’’حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک تعریف تیری ہی ہے، اور نعمت بھی تیری ہی ہے، اور بادشاہی بھی تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں‘‘۔

ان الفاظ میں تلبیہ پڑھنا مسنون ہے اور ان الفاظ کو چھوڑنا یا ان میں کمی کرنا مکروہ ہے، نیت کر کے تلبیہ پڑھتے ہی حج یا عمرہ کرنے والے احرام میں داخل ہو جاتے ہیں اور ان پر احرام کی پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں، جن سے بچنے کا مکمل اہتمام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (۲)

---

(۱) ارشاد الساری: باب الاحرام، صفحہ: ۱۲۵
(۲) مناسک الحج لابن تیمیہ: ۳۲

اگر تلبیہ یاد نہ ہو

جس آدمی کو تلبیہ یاد نہ ہو اس کو تلبیہ یاد کر لینا چاہئے، یا دیکھ کر پڑھ لینا چاہئے، یا کم از کم کوئی اس کو تلبیہ کے الفاظ کہلوا دے اور اگر یہ بھی دشوار ہو تو وہ نیت کر کے تلبیہ کے مخصوص الفاظ کی جگہ کوئی اور تعظیمی ذکر کے کلمات پڑھ لے، جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وغیرہ تو بھی اس کا احرام درست ہو جائے گا۔

تلبیہ کی فضیلت اور پڑھنے کے اوقات

تلبیہ اللہ کی وحدانیت اور اس کی بارگاہ میں اپنی حاضری کا اقرار ہے، احرام کی حالت میں یہی سب سے افضل ذکر ہے، اور کثرت سے تلبیہ پڑھنا مستحب ہے، حضرت سہل رضی اللہ عنہ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جب کوئی مسلمان تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کی دائیں اور بائیں طرف جو بھی پتھر، درخت یا مٹی کا ذرّہ ہوتا ہے وہ سب اس کے ساتھ تلبیہ پڑھنے لگتے ہیں، یہاں تک کہ زمین کے کنارے تک اس کی صدا گونج اٹھتی ہے۔ (١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ تلبیہ پڑھتا ہے اور تکبیر کہتا ہے تو اس کو بشارت دی جاتی ہے، کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ بشارت جنت کی ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ (٢)

اس لیے کثرت سے تلبیہ پڑھیں اور خاص طور پر اپنی حالت کی تبدیلی کے وقت تلبیہ تین بار پڑھنے کا خاص اہتمام کریں، جیسے صبح میں، شام میں، نماز کے بعد، کسی سے ملتے اور جدا ہوتے وقت، اوپر نیچے ہوتے ہوئے، سوار ہوتے ہوئے، اترتے ہوئے تلبیہ پڑھنے کا اہتمام کریں۔ اور جب بھی پڑھیں مسلسل تین بار پڑھیں۔ (٣)

---

(١) سنن ترمذی: ٨٢٢

(٢) معجم اوسط: ٧٧٧٩،

(٣) ردالمحتار: ٢/ ٤٨٤

تلبیہ کب تک پڑھنا ہے؟

اگر آپ عمرہ کے احرام میں ہیں تو تلبیہ طواف شروع کرنے سے پہلے تک ہی پڑھنا ہے اور اگر حج کے احرام میں ہیں تو تلبیہ پڑھنے کا اہتمام دسویں تاریخ کی رمی تک کرنا ہے۔

تلبیہ انفرادی یا اجتماعی؟

احرام کی حالت میں تلبیہ ہر آدمی کو اپنے اپنے طور پر پڑھنا چاہیے، اجتماعی شکل بنا کر سب کا مل کر ایک ساتھ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

مرد وعورت کے تلبیہ پڑھنے میں فرق

مردوں کے لیے تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے، لیکن آواز اتنی زیادہ اونچی نہ ہو کہ اس سے خود کو یا ساتھیوں کو یا ذکر وعبادت کرنے والوں کو یا سونے والوں کو اذیت ہو۔ (۱)

عورتیں تلبیہ اس طرح آہستہ پڑھیں کہ تلبیہ کے الفاظ ان کی زبان سے ادا ہوں، پڑھنے کی آواز صرف ان کے کانوں تک پہونچے، دوسروں تک نہ پہونچے۔ (۲)

تلبیہ کے بعد دعا کا اہتمام

تلبیہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنے کا اور دعا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے، حضرت عمارہ بن خزیمہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلبیہ سے فارغ ہونے کے بعد اللہ کی رضا، مغفرت اور جہنم سے اللہ کی پناہ کی دعا فرماتے تھے۔ (۳)

اگر احرام باندھنے والا تلبیہ پڑھنا بھول جائے؟

حج یا عمرے کا احرام صحیح ہونے کے لیے نیت کے ساتھ زبان سے تلبیہ یا اس کے قائم مقام ذکر کے

---

(۱) موطا امام مالک: ۳۹۲

(۲) عن عطاء أنه كان يقول: يرفع الرجال أصواتهم بالتلبية، فأما المرأة فإنها تسمع نفسها ولا ترفع صوتها (شرح عمدۃ الفقہ لابن تیمیۃ: ۱/۵۹۷، مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۴۲۶۴)

(۳) مشکوٰۃ المصابیح: ۲۵۵۲

کلمات کا ادا کرنا بھی شرط اور ضروری ہے، اگر کوئی شخص عمرہ کی نیت سے احرام کی چادریں بدن پر ڈال لیا اور اس کے بعد زبان سے تلبیہ یا ذکر کا کوئی کلمہ ادا نہیں کیا تو احرام میں داخل نہیں ہوگا، البتہ اگر میقات میں داخل ہونے سے پہلے تلبیہ پڑھ لیا یا ذکر کے کلمات ادا کر لیا تو احرام میں داخل ہو جائے گا، لیکن تاخیر کی وجہ سے کراہت ہوگی، اس صورت میں دم لازم نہیں ہوگا۔

اور اگر اس نے میقات سے آگے بڑھنے کے بعد تلبیہ یا ذکر کے کلمات ادا کیے تو میقات سے احرام کے بغیر گزرنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا، اور عمرہ درست ہو جائے گا۔ [۱]

احرام میں تلبیہ کے علاوہ دیگر اذکار کا حکم

احرام کی حالت میں تلبیہ کے علاوہ تلاوت، تسبیحات، استغفار، درود شریف، دیگر اذکار اور دعاؤں کا اہتمام بھی کر سکتے ہیں، اکثر اوقات ان ہی اعمال میں مصروف رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

رب کے مہمان ان چیزوں کا خاص خیال رکھیں

آپ ہر وقت اپنے سفر کے مقصد پر نظر رکھیں کہ آپ رب کریم کے مہمان ہیں اور اسے منانے کے لیے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے جا رہے ہیں، آپ سے ایسا کوئی عمل نہ ہو جو قبولیت میں رکاوٹ بن جائے، اس لیے فضول باتوں اور لایعنی کاموں سے گریز کریں، غیبت سے بچیں، نظر کی حفاظت کریں، موبائل پر گیم نہ کھیلیں، آج کل موبائل میں لگ جانا عام سی بات ہو گئی ہے، اور اچھی ویڈیو دیکھنا مقصد ہو تو بھی بہت سی گندی اور نامناسب ویڈیوز نہ چاہتے ہوئے بھی آ جاتی ہیں اور بدنظری ہو جاتی ہے، آپ جس مقدس حالت میں ہیں اس تقاضا یہ ہے کہ آپ ان چیزوں سے خود کو دور رکھیں۔

آپ کی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو اس بھی کا خیال رکھیں، آپسی بحث وتکرار اور جنگ وجدال اور غصہ سے بچیں، مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو صبر کریں، جو سہولت میسر ہو اس پر قناعت کریں، اور اس پر اجر کی امید رکھیں اور جو چیزیں احرام کی حالت میں ممنوع ہیں جب تک آپ احرام میں ہوں ان سے بچنے کا خاص خیال رکھیں۔

---

[۱] ارشاد الساری علی مناسک الملا علی القاری: ۱۲۵

احرام باندھنے سے پہلے یا اس کے بعد حیض آ گیا

عورت حالتِ حیض میں بھی احرام باندھ سکتی ہے، حالتِ حیض میں احرام باندھنے کے بعد عورت کے لیے عمرہ کے تمام افعال کی ادائیگی جائز ہے، صرف طواف کرنا اور نماز پڑھنا ممنوع ہے، اس لیے جس خاتون کو احرام باندھنے سے پہلے ماہواری شروع ہوگئی وہ احرام کی نیت کرتے وقت جو دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے وہ اسے نہ پڑھے، بلکہ غسل یا وضو کر کے قبلہ رخ بیٹھ کر احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔ بس اس کا احرام شروع ہو گیا اور احرام کی پابندیاں لازم ہو گئیں۔

اسی طرح احرام کے بعد بھی اگر حیض آیا تو بھی اس سے احرام پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے، جن عورتوں کو حیض آ گیا ہے وہ مکہ مکرمہ جانے کے بعد پاک ہونے کا انتظار کریں اور پاک ہونے کے بعد غسل کر کے عمرہ کر لیں، پاک ہو جانے کے بعد عمرہ کر لینے سے عمرہ ادا ہو جائے گا اور کوئی دم بھی لازم نہ ہوگا۔

اگر مکہ مکرمہ سے واپسی سے پہلے پاک نہ ہو سکے اور رکنا بھی ممکن نہ ہو

اگر کسی خاتون نے احرام باندھ لیا اس کے بعد اسے حیض آ گیا اور واپسی سے پہلے پہلے حیض سے پاک ہو کر عمرہ کرنا بھی اس کے لیے مشکل ہو گیا، یعنی ویزا بڑھانے کی یا محرم کے ساتھ رہنے کی کوئی صورت نہ ہو تو وہ مجبوراً حالتِ حیض ہی میں عمرہ کر لے یعنی طواف اور سعی کر کے بال کٹوا لے، اور حرم کی حدود میں ایک دم (قربانی) دے دے۔ نیز حیض سے پاک ہونے کے بعد طواف کی دو رکعت بھی ادا کر لے، اس کا عمرہ ادا ہو جائے گا۔ (۱)

حیض روکنے کے لیے دوا کا استعمال

حیض کا خون ایک فطری اور طبعی چیز ہے، اسے روکنے کے لیے دوا وغیرہ کا استعمال صحت کے لیے نقصان دہ ہے، اس لیے شدید مجبوری کے بغیر دوا کا استعمال صحیح نہیں ہے، البتہ مجبوری کی حالت میں اس کی اجازت ہے جس میں سے ایک یہ ہے کہ طواف زیارت یا طواف عمرہ کے زمانے میں حیض آنے کا امکان

---

(۱) فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ: فتوی نمبر: 144012201641۔

ہو، اور حیض ختم ہونے تک وہاں ٹھہرنا بہت دشوار ہو تو حیض کو روکنے والی دوا کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

دوا کے استعمال کے بعد اگر خون بالکل نہیں آیا تو وہ پاک سمجھی جائے گی اور اس کے لیے نماز اور طواف وغیرہ سب درست ہوگا۔

لیکن اگر دوا کے استعمال کے باوجود ۷۲ رگھنٹے یا اس سے زیادہ وقت تک خون کا دھبہ بار بار نظر آتا رہا تو وہ عورت حائضہ شمار ہوگی، اور اگر اس نے اسی حال میں طواف کیا تو گویا کہ اس نے حیض کی حالت میں طواف کیا، اگر حج کا طواف زیارت اس حال میں کیا ہے تو حدودِ حرم میں ایک بدنہ (اونٹ، اونٹنی، بیل، بھینس وغیرہ) کی قربانی دینی ہوگی اور اگر عمرہ کا طواف اس حال میں کیا ہے تو اس پر حدودِ حرم میں ایک دَم (بکرے کی قربانی) دینا ضروری ہوگا۔ [۱]

خواتین کا مینسٹرل کپ یا ٹیمپون رکھ کر عمرہ کرنا

مینسٹرل کپ (Menstrual Cup) مکمل طور پر عورت کی فرجِ داخل (Inner Vagina) یعنی مخصوص مقام کے اندرونی و باطنی حصہ کی نالی (Vaginal Canal) میں رکھا جاتا ہے اور اترنے والا خون اس کپ میں آنے کی وجہ سے فرجِ داخل میں ہی جمع رہتا ہے، جب تک کپ بھر نہ جائے خون فرجِ خارج (Outer vagina) میں نہیں آتا اور اس کا ٹائم پیریڈ خون کے بہاؤ کے مطابق 8 سے 12 گھنٹے ہوتا ہے۔ اور ٹیمپون (Tampon) کا استعمال ماہواری کے دوران خون کو جذب کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ روئی سے بنا اور چھوٹی سی سٹک کی طرح کا ہوتا ہے۔ اسے بھی فرجِ داخل میں رکھا جاتا ہے اور یہ خون کو جذب کرتا رہتا ہے۔ اور اس کے ساتھ متصل ایک دھاگہ سا باہر رہتا ہے جس کے ذریعے اس کو کھینچ کر باہر نکال لیا جاتا ہے۔ شرعی نقطہ نظر سے ایسی چیزوں کا استعمال جائز تو ہے لیکن کسی شدید مجبوری کے بغیر استعمال ناپسندیدہ ہے۔ [۲]

اگر کسی عورت نے حیض شروع ہونے سے پہلے ہی مینسٹرل کپ یا ٹیمپون کو یوں رکھ لیا کہ اس کے جس حصے میں خون جمع ہوتا ہے وہ تمام کا تمام فرجِ داخل میں ہی رہا تو اب حیض کی ابتداء اس وقت

---

[۱] غنیۃ الناسک: ۲۷۲، الدر المختار: ۲/ ۵۲۰۔

[۲] المحیط البرہانی: ۱/ ۲۱۵، فتوی دار العلوم دیوبند: جواب نمبر: 609340

سے شمار ہوگی کہ جب عورت اس کپ یا ٹیمپون کو باہر نکالے گی، یا جب کسی وجہ سے خون فرج خارج (Outer vagina) میں ظاہر ہوگا۔ اس سے پہلے وہ پاک شمار کی جائے گی اور اس کے لیے نماز، طواف وغیرہ درست ہوگا اور وہ پاک عورت کی طرح عمرہ کے تمام اعمال ادا کرسکتی ہے۔ اس لگے ہوئے کپ میں موجود خون کی وجہ سے عورت ناپاک یا نجاست اٹھانے والی بھی شمار نہیں ہوگی۔

اور اگر مینسٹرل کپ اور ٹیمپون اس طرح رکھا کہ اس میں خون جمع ہونے کا کچھ حصہ فرجِ خارج کی محاذات (برابر) میں رہا تو اب وہاں تک خون پہنچنے سے ہی حیض کی ابتداء ہو جائے گی اور اس کے لیے نماز، طواف اور مسجد میں داخل ہونا وغیرہ ممنوع ہو جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی خاتون کو استحاضہ (بیماری) کا خون آرہا ہے اور اس نے ان چیزوں کو استعمال کیا تو خون نکلنے کی وجہ سے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک خون اندرونی حصہ میں ان میں جمع ہوتا رہے۔ جب کپ یا ٹیمپون کو باہر نکالا جائے گا یا کسی اور وجہ سے خون فرج خارج (Outer vagina) میں ظاہر ہوگا اس وقت وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۱)

ایر پورٹ یا چیک پوسٹ پر سفر سے روک دیا گیا

اگر خدانخواستہ کسی کو ایر پورٹ پر یا چیک پوسٹ پر کسی وجہ سے روک دیا گیا اور سفر کرنے اور مکہ معظّمہ پہونچنے کی اجازت نہیں دی گئی یا اس کو کوئی ایسا عذر پیش آگیا کہ وہ سفر جاری نہ رکھ سکا، اور وہ احرام پہن چکا ہے، نماز احرام بھی پڑھ چکا ہے، لیکن نیت کر کے تلبیہ نہیں پڑھا ہے، تو وہ احرام اتار سکتا ہے، اور اس پر کوئی دم یا صدقہ لازم نہیں ہے۔

لیکن اگر اس نے نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا ہے تو پھر ایسی صورت میں یہ احرام نہ اتارے، بلکہ احرام کی حالت میں ہی رہے اور احرام کی پابندیوں سے بچتا رہے، پھر کسی ذریعہ سے حدود حرم میں قربانی کا کوئی انتظام کرے کہ اس کی جانب سے کوئی وہاں قربانی کرادے، جب اس کی قربانی وہاں ہو جائے تو تب یہ احرام سے نکل جائے، پھر آئندہ جب بھی موقع ملے اس عمرہ کی قضاء کرلے۔ (۲)

---

(۱) المبسوط: ۳/۱۵۱، ردالمحتار: ۱/۳۰۸، معراج الدرایۃ فی شرح الہدایۃ للکاکی: ۱/۳۷۲

(۲) فتاوی ہندیہ: ۱/۲۵۵

نابالغ کے لیے احرام وغیرہ کا حکم

نابالغ بچے پر میقات سے احرام باندھنا شرعاً لازم نہیں، اس لیے نابالغ بچے اپنے والدین کے ساتھ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہوسکتے ہیں۔[١] البتہ اگر انہیں بھی عمرہ یا حج کرانا ہے جو کہ والدین کے لیے باعث ثواب عمل بھی ہے،[٢] اور وہ بچے سمجھدار ہیں، خود نیت کر کے تلبیہ پڑھ سکتے ہیں اور عمرہ کے افعال ادا کرنے کی سمجھ رکھتے ہیں تو ایسے نابالغ بچے بڑوں کی طرح نیت کر کے تلبیہ پڑھ کر احرام باندھیں گے، اور عمرہ کے جتنے افعال کرنے پر وہ قادر ہوں وہ تمام افعال اپنے ولی کے ساتھ مل کر خود ادا کریں گے اور جو افعال وہ خود ادا نہیں کر سکتے وہ ان کی طرف سے ولی ادا کرے گا، البتہ طواف کے بعد کی دو رکعت وہ خود ادا کریں گے، ولی ان کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا۔[٣]

اور اگر وہ بچے ناسمجھ ہیں جو نہ احرام کی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور نہ نیت کر سکتے ہیں اور نہ تلبیہ پڑھ سکتے ہیں؛ ان کے احرام کا حکم یہ ہے کہ انہیں نہلا کر احرام کی دو چادریں لپیٹ دی جائیں اور لڑکی ہو تو احرام کے طور پر لباس تبدیل کیا جائے گا اس کے بعد ان کے والد یا ولی ان کی طرف سے نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں، اس طرح وہ ناسمجھ بچے ''مُحْرِمْ'' شمار ہوں گے، اب ولی بچے کو احرام کے ممنوعات سے بچاتا رہے اور حرم میں اپنے ساتھ لے کر عمرے کے تمام افعال ادا کرے، اور طواف اور سعی سے پہلے اپنی نیت کے بعد اپنے ناسمجھ بچے کی طرف سے بھی طواف وسعی کی نیت کرے، اور اگر طواف اور سعی میں اس بچہ کو ساتھ نہیں رکھا تو اپنے طواف وسعی کے بعد اس کی طرف سے طواف وسعی خود ادا کرے، بہرصورت طواف کے بعد کی دو رکعت واجب الطواف ایسے ناسمجھ بچوں سے ساقط ہوجائیں گی، جس کی وجہ سے ان کی طرف سے دو رکعت ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

ان دونوں قسم کے بچوں کو ممنوعات احرام سے بچایا جائے گا، تاہم اگر ان سے کوئی غلطی ہوگئی یا اپنا

---

[١] الفتاوی التاتارخانیہ: ٢/ ٤٣٦

[٢] ایک روایت میں ہے کہ ایک خاتون نے اپنے بچہ کو دکھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس کو حج کرانا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ (مسلم: ١٣٣٦)

[٣] غنیۃ الناسک: ٨٣، ٨٤

اِحرام کھول دیا یا خوشبو لگالی وغیرہ وغیرہ تو ان پر کسی قسم کی جزا واجب نہیں ہوگی۔[۱]

چھوٹے بچوں کو ڈائپر (Diaper) پہنا لینا بہتر ہے

چھوٹے بچہ کو حالت احرام میں ڈائپر (Diaper) پہنانے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ پہنانا بہتر ہے، اور جب یہ محسوس ہو کہ بچے نے پیشاب وغیرہ کر دیا ہے اور اس کے نکلنے کا امکان ہے تو جتنی جلدی ہو سکے اسے لے کر حرم سے باہر آ جائیں، تاکہ ناپاکی سے بچا جا سکے۔

کن لوگوں کے لیے مکہ مکرمہ جاتے وقت احرام باندھنا ضروری نہیں؟

کوئی عاقل بالغ مسلمان مرد یا عورت جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہے اور وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو، خواہ حج یا عمرہ کی نیت سے یا کسی اور غرض سے تو اس پر میقات سے گزرنے سے پہلے احرام باندھنا لازم ہے، لیکن ڈرائیور، تاجر، دفاتر میں کام کرنے والے اور دیگر پیشہ وارانہ کام کرنے والے جنہیں ہر دوسرے تیسرے دن، کبھی ہر روز اور بسا اوقات ایک دن میں کئی بار حرم میں داخل ہونا پڑتا ہے، ایسے لوگوں پر ہر بار حرم میں داخلہ کے لیے احرام کی پابندی بے حد مشکل اور دشوار ہے، اس لیے ان حضرات کے لیے احرام کے بغیر بھی حرم کی حدود میں داخل ہونے کی گنجائش ہے، ان پر ہر بار احرام باندھنا اور عمرہ کرنا یا بغیر احرام کے گزرنے کی وجہ سے دم دینا لازم نہیں ہے۔[۲] اگرچہ کہ ان کے لیے بھی احرام باندھ کر آنا بہتر ہے۔

اور جو لوگ روزانہ نہیں آتے، کبھی کبھار آتے ہیں، اُن پر احرام باندھ کر آنا ہی لازم ہے، احرام کے بغیر حرم میں داخل ہونے کی صورت میں ایک حج یا عمرہ واجب ہوگا اور ایک دم بھی واجب ہوگا۔

احرام کے بغیر مکہ مکرمہ جانے کی صورت

اگر کوئی شخص کسی میقات کے باہر کے علاقہ سے جیسے، مدینہ منورہ، ریاض یا ہندوستان وغیرہ سے کسی ضرورت سے میقات کے اندر اور حرم کے باہر کے کسی مقام پر جا رہا ہو، جیسے کسی کے اہل وعیال جدہ میں

---

[۱] غنیۃ الناسک: ۸۳، ۸۴، المبسوط: ۲/ ۱۴۳

[۲] مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱۳۵۱۷، التمہید لابن عبد البرؒ: ۴/ ۱۵۰، عمدۃ القاری: ۱۰/ ۲۰۵

رہتے ہوں، اور ان کے پاس جانے کا ارادہ ہو یا جدہ میں کمپنی کا کوئی کام ہو، اور اسی کام کے لیے سفر ہو، پھر جدہ جانے کے بعد مکہ مکرمہ جانے کی کا ارادہ ہو جائے تو اس پر احرام باندھ کر میقات سے گزرنا لازم نہیں ہوگا۔ البتہ جب وہ شخص وہاں سے مکہ مکرمہ کے لیے عمرہ کے ارادہ سے نکلے گا تو اس وقت اس پر حدود حرم سے باہر احرام باندھنا لازم ہوگا۔ اور اگر وہاں سے مکہ مکرمہ عمرہ کے ارادے کے بغیر جارہا ہو تو احرام کے بغیر مکہ مکرمہ جاسکتا ہے۔

بہت سے تاجرین یا کمپنی کے ملازمین جنہیں کمپنی وغیر کی ضرورت کی خاطر مکہ مکرمہ بارہا آنا ہوتا ہے اور ہر بار عمرہ کرنا ان کے لیے پریشان کن ہوتا ہے، ان کے لیے فقہاء کرام نے یہی حیلہ لکھا کہ وہ میقات سے گزرتے وقت مکہ مکرمہ جانے کا کوئی ارادہ ہی نہ رکھیں، بلکہ میقات کے اندر اور حرم کے باہر کے کسی مقام کی ضرورت کو ہی ذہن میں رکھ کر میقات سے گزریں، پھر وہاں سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کریں۔ [1] لیکن یہ شدید ترین مجبوری میں عمل کرنے والا ایک حیلہ ہے، فقہاء کرام نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جس کے دل میں یہ خیال ہو کہ میقات کے اندر اور حرم کے باہر کے فلاں مقام پر فلاں ضرورت پوری کر کے مجھے مکہ مکرمہ جانا ہے، اس کے لیے میقات سے پہلے احرام باندھنا واجب ہے؛ کیونکہ شروع سے اس کی نیت میں مکہ مکرمہ جانا شامل ہے۔ [2] واضح رہے کہ اگر کوئی شخص عمرہ کے ارادہ سے ہی سفر کر رہا ہو اور حسب سہولت جدہ وغیرہ میں کسی سے ملاقات کرنے کا ارادہ ہو تو پھر اس پر میقات سے پہلے پہلے احرام باندھ کر میقات سے گزرنا لازم ہوگا، بصورت دیگر دم لازم ہوگا۔

جدہ آکر مدینہ جانے والے کے لیے احرام لازم نہیں

اگر کوئی شخص میقات کے باہر سے آتے ہوئے مکہ مکرمہ کے علاوہ، حِل میں کسی جگہ جانے کے ارادہ سے میقات سے گزرے، جیسے جدہ وغیر جانے کا ارادہ ہو یا اس کا ارادہ جدہ پہونچ کر مکہ مکرمہ جانے کے بجائے مدینہ منورہ جانے کا ہو تو اس پر میقات سے گزرتے وقت احرام باندھنا لازم نہیں ہے۔

---

[1] وَهَذِهِ حِيلَةٌ لِآفَاقِيٍّ يُرِيدُ دُخُولَ مَكَّةَ بِلَا إِحْرَامٍ (درمختار علی ہامش الرد: ۲/ ۵۸۲)

[2] غنیۃ الناسک: ۹٦

احرام میں جائز اور ممنوع چیزیں

احرام میں ممنوع کپڑے اور چپل

احرام میں بدن کی ساخت کے مطابق سلے ہوئے کپڑے پہننا مردوں کے لیے ممنوع ہے، اسی طرح مردوں کے لیے جوتے، موزے، دستانے اور ایسی چپل پہننا ممنوع ہے جس میں پاؤں کے اوپر کی ہڈی چھپ جاتی ہے یا ٹخنے چھپ جاتے ہیں، ٹخنے اور قدم کے بیچ میں ابھری ہوئی ہڈی (جہاں عموماً جوتے کے تسمے باندھے جاتے ہیں) کا کھلا رہنا ضروری ہے، بہتر ہوگا کہ ایسی دو پٹی والی چپل لیں جس میں آپ زیادہ آسانی سے چل سکیں اور وہ پھسلنے والی نہ ہو۔

احرام کے لیے تیار کردہ کپڑوں کے جوتوں کا استعمال

آج کل طواف اور سعی میں پہننے کے لیے کپڑے یا نرم فیبرک سے بنے ہوئے ایسے جوتے ملتے ہیں جن میں پاؤں کے تلوے اور انگلیاں چھپتی ہیں، ٹخنے اور قدم کے بیچ کی ابھری ہوئی ہڈی نہیں چھپتی ہیں، مرد انہیں احرام کی حالت میں استعمال کر سکتے ہیں۔ [۱]

احرام میں ڈِسپُوزِبل شُو کَوَر (Disposable Shoe Cover) پہننا

آج کل حرم شریف میں صفائی کی خاطر بعض دروازوں پر ”آٹو میٹک شوکور مشینیں“ رکھی گئی ہیں، جن پر پاؤں رکھتے ہی ڈِسپُوزِبل شُو کَوَر قدم میں لگ جاتے ہیں، ان کو پہننے پر ٹخنے تو کھلے رہتے ہیں لیکن قدم کے بیچ کی ابھری ہوئی ہڈی کا بڑا حصہ چھپ جاتا ہے، اس لیے احرام میں اسے پہننے سے بچنا چاہئے، یا اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ اسے اس طرح پہنا جائے کہ ٹخنوں کے ساتھ قدم کے بیچ کی ابھری ہوئی ہڈی بھی کھلی رہے۔ عام طور پر اسے بہت لمبی مدت تک نہیں پہنا جاتا ہے، اس لیے اگر اسے کسی نے ۱۲ر گھنٹوں سے کم اس طرح پہنا کہ قدم کے بیچ کی ابھری ہوئی ہڈی مسلسل چھپی رہی تو پھر صدقۃ الفطر کی مقدار میں صدقہ کرنا ضروری ہوگا، اور ایک گھنٹے سے کم وقت تک اس طرح پہنا تو پھر ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت

---

[۱] فتاوی ہندیہ: ۱ر ۲۲۴

صدقہ کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

چادر کے کناروں کو سلنا

عام طور پر آج کل جو چادریں ملتی ہیں ان میں اکثر ایسا دیکھا جاتا ہے کنارے کے دھاگے نیچے لٹکتے رہتے ہیں، اور بسا اوقات بیت الخلاء اور وضو خانے میں نیچے زمین سے بھی لگتے رہتے ہیں، اس لیے بہتر ہے کہ انہیں کاٹ لیا جائے۔ اور اگر احرام کی چادر کے کنارے کو سلا گیا تاکہ دھاگے وغیرہ کے لٹکنے سے پریشانی نہ ہو، یا کپڑے کے دو ٹکڑوں کو جوڑ کر چادر بنانے کے لیے سلا گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، اسے استعمال کر سکتے ہیں۔

سلی ہوئی لنگی کا استعمال

بہتر ہے کہ احرام میں ایسی لنگی بلا ضرورت استعمال نہ کی جائے جس میں اس کے دونوں کناروں کو ملانے اور جوڑنے کے لیے سلائی کی گئی ہو، جیسا کہ عام دنوں میں سل کر استعمال کرتے ہیں، تاہم اگر کسی نے لنگی کے ایک کونے کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوا لیا تو اس کو استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ اس کی وجہ سے دم وغیرہ لازم نہیں ہوتا ہے۔ (۲)

احرام کی لنگی میں نیفہ لگا کر کمر بند ڈالنا یا اس میں الاسٹک لگانا

احرام کی لنگی میں نیفہ سلوا کر کمر بند ڈالنا یا اس میں الاسٹک لگا کر سلنا مکروہ ہے، مگر اس کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی ہے۔ (۳)

احرام کی چادر کو سیفٹی پن یا بٹن سے منسلک کرنا

پن (سیفٹی پن) سے یا کناروں پر بٹن لگا کر احرام کی چادر کو منسلک کرنا مناسب نہیں ہے، مکروہ ہے؛ کیونکہ کپڑے کے سلنے سے ایک گونہ اس کی مماثلت ہے، اور سلا ہوا کپڑا پہننا احرام میں ممنوع

---

(۱) مناسک ملا علی قاری: باب الجنایات وانواعہا، ۴۲۴

(۲) غنیۃ الناسک: ۷۱، امداد الفتاوی: ۲/ ۱۹۵، فتاوی رحیمیہ: ۸/ ۷۵

(۳) کتاب المسائل: ۳/ ۱۷۶

ہے۔لیکن اگر کوئی ایسا کر ہی گذرے تو اس کی وجہ سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ ①

ٹیوبولر احرام کا استعمال

ایک خاص قسم کا احرام آج کل رائج ہو رہا ہے جسے ''ٹیوبولر احرام'' (Tubular Ihram) کہا جاتا ہے۔اس میں نیچے پہننے والی لنگی ایک گول (tube نما) کپڑے کی شکل میں ہوتی ہے، یعنی اس کے دونوں کنارے آپس میں ملے ہوتے ہیں۔ بظاہر یہ سلا ہوا محسوس ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ عام سلے ہوئے کپڑوں کی طرح نہیں ہوتا، بلکہ کمپنی کی جانب سے اُسے اِسی ساخت میں تیار کیا جاتا ہے۔ یہ بھی اسی لنگی کے حکم میں ہے جس کے دو کنارے ملا کر سل دیے گئے ہوں، اس لیے بلا ضرورت ایسی لنگی استعمال نہیں کرنی چاہیے، لیکن اگر استعمال کرلیا تو اس سے کوئی دم لازم نہیں آئے گا۔ ②

احرام میں جیب لگانا

پیسے، ضروری کاغذات یا موبائل وغیرہ رکھنے کے لیے احرام میں جیب لگانا جائز ہے۔

عذر کی وجہ سے لنگوٹ، انڈر ویئر یا ڈائپر (Diaper) کا استعمال

شدید عذر جیسے بواسیر، ہرنیہ یا اس قسم کا کوئی مرض ہو تو اس کی وجہ سے احرام کی حالت میں لنگوٹ باندھنا جائز ہے، اس کی وجہ سے کوئی دم لازم نہیں ہوگا، اس لیے کہ لنگوٹ بدن کی ہیئت کے اعتبار سے سلا ہوا نہیں ہوتا؛ بلکہ ایک پٹی کی مانند ہوتا ہے؛ البتہ بلا عذر لنگوٹ باندھنا مکروہ ہے۔ ③

لیکن اگر اسی طرح کے کسی عذر کی وجہ سے کسی نے انڈر ویئر پہنا تو ایک رات یا ایک دن (یعنی بارہ گھنٹے) یا اس سے زیادہ مدت تک ایڈر ویئر پہننے کی صورت میں ایک دم دینا لازم ہوگا؛ کیونکہ وہ بدن کی ساخت کے مطابق سلا ہوتا ہے۔ اور اگر انڈر ویئر بارہ گھنٹے سے کم پہنا تو صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ دینا لازم ہوگا اور اگر ایک گھنٹہ سے بھی کم پہنا تو ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت کا صدقہ لازم ہوگا۔ ④

---

① البحر الرائق: ۳/۷، کتاب الفتاوی: ۴/۳۵

② فتوی دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ: فتوی نمبر: 144701101333

③ الدر المختار مع رد المحتار: ۳/۴۸۸

④ حج کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ۱/۱۵۵

بوقت ضرورت احرام میں ڈائپر (پیشاب کو جذب کرنے والا پیپر) استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

کمر بیلٹ، ہرنیا بیلٹ، گرم پٹی اور گردن کی پٹی کا استعمال

احرام کی حالت میں بدن کی ساخت کے مطابق سلا ہوا لباس پہننا ممنوع ہے، لیکن کپڑے یا چمڑے کا سلا ہوا احرام بیلٹ باندھنا جائز ہے، یا اطباء کے مشورہ کے مطابق بوقت ضرورت کمر بیلٹ، گردن کی پٹی (نیک سپورٹ) پسلیوں کے درد کے لیے بڑا بیلٹ، اسی طرح ہرنیا کے مریضوں کے لیے بوقت ضرورت ''ہرنیا بیلٹ'' استعمال کرنے کی گنجائش ہے، اسی طرح گھٹنوں کے درد کے لیے گرم پٹی باندھنے کی بھی گنجائش ہے۔ (۲) کیونکہ یہ چیزیں لباس کا حصہ نہیں ہیں اور بدن کی ساخت کے مطابق سلی ہوئی نہیں ہوتی ہیں، بلکہ علاج و معالجہ کے غرض سے بوجہ ضرورت استعمال کی جاتی ہیں۔

''نی کیپ'' اور ''ویریکوز وینس موزوں'' کا استعمال

''نی کیپ'' (Knee Cap) جو پیر کی ساخت کے مطابق بنا ہوا ہوتا ہے، جس کو پہن لیا جاتا ہے احرام کی حالت میں اس کا استعمال مرد کے لیے درست نہیں۔ (۳) اسی طرح ویریکوز وینس موزے (VERICOSE VEINS SOCKS) جو بعض مریض پورے پاؤں یا پاؤں کے اکثر حصہ میں پہنتے ہیں احرام کی حالت میں ان کا استعمال بھی مردوں کے لیے درست نہیں ہے؛ کیونکہ یہ پاؤں کی ساخت کے مطابق تیار شدہ ہوتے ہیں۔

لیکن اگر ''نی کیپ'' یا ''ویریکوز وینس موزوں'' کا استعمال ضروری ہوجائے اور بارہ گھنٹے یا اس سے زائد وقت تک مسلسل استعمال کیا جائے تو ایسی صورت میں اختیار ہوگا کہ اس کو استعمال کرنے والا چاہے تو حرم میں دم دے دے۔ یا چھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو صدقہ فطر کی مقدار میں گیہوں یا اس کی قیمت دے دے، وہ مسکین حرم کے ہوں یا کسی اور مقام کے ہوں دونوں کی اجازت ہے، لیکن حرم کے مسکینوں کو دینا افضل ہے۔ یا تین روزے رکھ لے۔

---

(۱) فتوی دار العلوم دیوبند: جواب نمبر: 43901

(۲) بدائع الصنائع: ۲/ ۱۸۳، فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوریہ: فتویٰ نمبر: 144511101713۔

(۳) فتوی دار العلوم دیوبند: 171763، فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوریہ: فتویٰ نمبر: 144410101812

اور اگر بارہ گھنٹے سے کم استعمال کیا ہے تو پھر اسے اختیار ہوگا چاہے تو ایک صدقہ فطر یا اس کی قیمت دے دے یا ایک روزہ رکھ لے۔ (۱)

احرام کی حالت میں سِلِنگ (Sling) کا استعمال

احرام کی حالت میں اگر کوئی شخص اپنے بچے کو اٹھانے کے لیے ''بے بی سلنگ'' (Baby Sling) (یعنی ایسا کپڑا یا پٹی جس سے بچے کو جسم کے ساتھ باندھ کر رکھا جاتا ہے) استعمال کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سلنگ کو سلا ہوا لباس نہیں سمجھا جاتا، یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص کوئی بیگ وغیرہ لٹکائے۔ اسی طرح ہاتھ ٹوٹ جانے کی صورت میں بھی ہاتھ کو سہارا دینے کے لیے ''ہینڈ سلنگ'' (HAND SLING) کا استعمال کیا جاتا ہے، احرام کی حالت میں اسے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

احرام میں زخم پر پٹی یا پلاستر

بدن کے کسی حصے میں چوٹ لگ جائے یا زخم ہو جائے اور خون بہنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں زخم پر پٹی باندھنا جائز ہے، البتہ بغیر کسی عذر کے احرام کی حالت میں بدن پر پٹی باندھنا مکروہ ہے۔ (۲)

اسی طرح احرام کی حالت میں ہڈی فریکچر ہونے کی وجہ سے ضرورت کی وجہ پلاستر باندھنا جائز ہے، اس سے دم یا صدقہ لازم نہیں آئے گا۔

پاؤں میں زخم ہونے کی وجہ سے احرام میں موزے پہننا

مرد کے لیے حالتِ احرام میں موزے کا استعمال درست نہیں ہے، لیکن اگر کسی کے لیے زخم وغیرہ کی وجہ سے موزے پہنا ضروری ہو جائے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو اس کے لیے ایسے عذر کی وجہ سے احرام کی حالت میں موزے پہننے کی اجازت ہے اور عذر کی وجہ سے پہننے کی وجہ سے گناہ بھی نہیں ہوگا۔ اب اگر وہ پورے دن یا پوری رات موزے پہنے رہا تو اس کا فدیہ لازم ہوگا اور فدیے میں تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا اختیار ہوگا: یا تو حدودِ حرم میں ایک بکری ذبح کروادے یا چھ مسکینوں میں

---

(۱) ہدایہ: ۱/۱۵۹، ردالمحتار: ۲/۵۷۷

(۲) فتاوی تاتارخانیہ: ۳/۵۷۸

سے ہر ایک مسکین کو صدقۃ الفطر کے برابر نصف صاع (تقریباً پونے دو کلو) گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ دے دے یا تین روزے رکھے خواہ ایک ساتھ رکھے یا متفرق طور پر رکھے۔

اور اگر ایک دن یا ایک رات سے کم وقت تک موزے پہنے رہا تو بھی صدقہ لازم ہوگا، ایک گھنٹہ سے کم پہننے پر ایک دو مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا ہوگا اور ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ پہننے پر صدقۃ الفطر کے برابر صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

احرام میں ماسک کا استعمال

احرام کی حالت میں کسی چیز سے چہرہ ڈھانپنا مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ممنوع ہے، اس لیے بلاضرورت احرام کی حالت میں ماسک استعمال نہ کیا جائے، لیکن اگر کسی نے ماسک پہنا اور ماسک سے چہرے کو بارہ گھنٹے سے زیادہ چھپائے رکھا تو دم دینا لازم ہوگا، اور اگر اس سے کم وقت چھپائے رکھا تو صدقۂ فطر کی مقدار کے برابر صدقہ دینا لازم ہوگا۔ بلا عذر ماسک پہن کر چہرہ چھپانا گناہ کا عمل ہے، لیکن اگر کسی قانونی مجبوری کی وجہ سے پہنا جائے تو امید ہے کہ گناہ نہ ہوگا، تاہم اوپر لکھی گئی تفصیل کے مطابق دم یا صدقہ لازم ہوگا؛ لہٰذا عمرہ کرنے والے شخص کو ماسک پہننے کی مجبوری ہو تو وہ کوشش کرے کہ چوتھائی چہرہ ماسک سے نہ چھپے اور اسے وقتاً فوقتاً چہرہ سے ہٹاتا بھی رہے، تاکہ مسلسل بارہ گھنٹے چوتھائی چہرہ چھپانے کی غلطی سے وہ بچ سکے، اور اس پر دم لازم نہ ہو۔ [1]

احرام میں تولیہ کا استعمال

احرام کی حالت میں تولیہ وغیرہ سے بدن خشک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ تولیہ سے چہرہ یا بالوں کا پونچھنا کراہت سے خالی نہیں، اس سے بچنا چاہئے، اس لیے کہ اس میں ایک طرح سے چہرہ یا سر کا ڈھکنا پایا جاتا ہے، اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لیے ہو، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ تاہم اگر کسی نے ایسا کرلیا تو اس پر صدقہ وغیرہ کچھ بھی واجب نہیں ہوگا۔

---

[1] غنیۃ الناسک: فصل فی مکروہات الاحرام

احرام کے اوپر چادر اور سوتے وقت کمبل اوڑھنے کا حکم

ٹھنڈ لگنے کی صورت میں احرام کی چادر کے اوپر سے مزید چادر اوڑھنے کی اجازت ہے، لیکن اس سے سر اور چہرہ ڈھانپنا ممنوع ہے، اسی طرح سوتے وقت چادر، لحاف، کمبل اوڑھنے کی اجازت ہے اور سوتے وقت پاؤں چادر وغیرہ سے ڈھانپنا جائز ہے، لیکن سر اور منہ کو اس میں چھپانے کی اجازت نہیں ہے۔ عورتیں سر کو چادر میں چھپا کر سو سکتی ہیں، لیکن ان پر بھی لازم ہے کہ چادر اور لحاف وغیرہ میں چہرہ نہ چھپائیں۔ پورے دن یا پوری رات چہرہ یا سر ڈھانپ کر سونے سے دم لازم ہوتا ہے اور اس سے کم وقت ڈھانپ کر سونے سے صدقہ لازم ہوتا ہے، چاہے جان بوجھ کر ایسا کیا ہو یا بھولے سے یا نیند میں ایسا کر لیا ہو، بیٹ کے بل لیٹ کر چہرہ کو تکیہ پر اوندھا رکھ کر سونا بھی مکروہ ہے۔ [1]

احرام میں چشمہ اور گھڑی پہننا

احرام کی حالت میں چشمہ اور گھڑی پہننا جائز ہے۔

احرام کی حالت میں وِگ (مصنوعی بال) ہیئر پیس (بالوں کی ٹوپی) کا استعمال

ہیئر پیس (بالوں کی ٹوپی) یا وِگ/مصنوعی بال انسان یا خنزیر کے بال سے بنے ہوئے نہ ہوں تو ان کا لگوانا جائز ہے، لیکن مرد کے لیے احرام کی حالت میں سر ڈھانپنا ممنوع ہے، وِگ پہننا سر ڈھانپنے کے حکم میں ہے، اس لیے اسے پہن کر عمرہ نہیں کرنا چاہیے، بلکہ کھلے سر عمرہ کرنا چاہیے، اور اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں پورے دن یا پوری رات (بارہ گھنٹے) اسے پہنے رہا تو دم لازم ہوگا، اس سے کم پہننے کی صورت میں صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ لازم ہوگا، اور ایک گھنٹہ سے کم پہننے کی صورت میں ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت کا صدقہ لازم ہوگا۔ [2] احرام اور ٹوپی وغیرہ سے سر چھپانے کا بھی یہی حکم ہے۔

احرام کی حالت میں مردوں کا ہیئر بینڈ (Hair Band) لگانا

مرد کے لیے احرام کی حالت میں ''ہیئر بینڈ'' لگانا مکروہ ہے، کیونکہ یہ سر پر پٹی باندھنے اور سر کے

---

[1] فتاوی ہندیہ: ۱/ ۲۴۲، ردالمحتار: ۲/ ۴۸۸

[2] فتاوی ہندیہ: ۱/ ۲۴۲

کچھ حصہ کو چھپانے کے مترادف ہے، اور احرام میں سر کے تھوڑے سے حصہ کو بھی کسی ایسی چیز سے ڈھانپنا جو سر سے چپکی ہوئی ہو ممنوع ہے۔ ہاں سر پر سامان وغیرہ اٹھانا جائز ہے، بہر حال اگر کوئی مرد احرام کی حالت میں بارہ گھنٹے ''ہیئر بینڈ'' وغیرہ اس طرح لگائے رکھا کہ وہ سر کے چوتھائی حصے سے کم کو ہی چھپایا تو اس سے صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ دینا واجب ہو جاتا ہے۔ [١]

احرام میں کان کی پٹی یا کانوں کو چھپانے والے اِیرفون (Earphone) کا استعمال

احرام کی حالت میں کانوں کا ڈھانپا ممنوع نہیں ہے، اس لیے کسی ایسی چیز کو استعمال کرنا جائز ہے جس سے کان چھپ رہے ہوں، جیسے اِیرفون یا سردی سے حفاظت کے لیے کان کی پٹی وغیرہ۔ [٢] لیکن کان کی پٹی یا ہیڈفون کے بینڈ کو سر پر سے نہ لگایا جائے تاکہ ان چیزوں سے سر نہ چھپے۔

احرام میں سر والی چھتری (Head Umbrella) کا استعمال

آج کل دھوپ سے بچنے کے لیے ایک چھتری مروج ہے جسے پیشانی پر باندھ کر فکس کر لیا جاتا ہے، اسے بارہ گھنٹوں سے کم استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر اس کا سر میں باندھنے والا فریم چوتھائی سر یا اس سے زیادہ حصہ کو ڈھانپتا ہو تو اس صورت میں بارہ گھنٹے یا اس سے زیادہ لگانے پر دم لازم ہوگا، اور اس سے کم وقت تک لگانے سے صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ واجب ہوگا۔ [٣]

تلبیہ پڑھنے سے پہلے خوشبو یا باڈی اسپرے کا استعمال

احرام کی چادروں میں یا بدن میں نیت اور تلبیہ پڑھنے سے پہلے خوشبو لگانا مستحب ہے، لیکن صرف ایسی خوشبو لگانی چاہئے جس کا دھبہ نظر نہ آتا ہو، اور یہ احتیاط ضروری ہے کہ اس عطر یا خوشبو کے اصل اجزاء (جِرم وجثہ) احرام کی حالت میں کپڑوں یا بدن پر نہ رہیں، اس کی اجازت نہیں ہے، ہاں احرام کے بعد صرف مہک باقی رہے تو جائز ہے، نیز بدبو سے بچنے کے لیے احرام کی نیت کرنے سے پہلے جسم پر باڈی اسپرے لگانے کی اجازت ہے۔

---

[١] فتح القدیر: ٢/ ٤٤٤، بدائع الصنائع: ٢/ ١٨٥، رد المحتار: ٢/ ٤٨٨

[٢] البحر الرائق: ٣/ ٩

[٣] فتاوی ہندیۃ: ١/ ٢٤٢

احرام کی حالت میں عطر، خوشبو اور خوشبو والے تیل کا استعمال

احرام کی حالت میں عطر، خوشبو اور خوشبو دار تیل لگانا ممنوع ہے، واضح رہے کہ خوشبو سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے اچھی بو آتی ہو اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو یا اس سے خوشبو تیار کی جاتی ہو اور اہل عقل اس کو خوشبو شمار کرتے ہوں، جیسے کافور، عنبر، مشک، زعفران، گلاب، لوبان، بنفشہ، نرگس، عود، مختلف عطریات وخوشبو دار تیل اور مختلف ایسنس اور پرفیوم وغیرہ۔

سادہ تیل جیسے: سرسو، ناریل اور بادام وغیرہ کا تیل جس میں خوشبو شامل نہ ہو استعمال کرنا جائز ہے۔

احرام میں صابن، شیمپو اور ہینڈ واش کا استعمال

احرام کی حالت میں خوشبو والا صابن یا شیمپو استعمال کرنا ممنوع ہے۔ خوشبو والے صابن یا شیمپو کو استعمال کرنے کی صورت میں تفصیل یہ ہے کہ اگر صابن یا شیمپو میں خوشبو زیادہ ہو تو اس سے سر، چہرہ اور ہاتھ وغیرہ دھونے سے دَم واجب ہوگا۔ اور اگر خوشبو ہلکی ہو تو اس سے سر، چہرہ اور ہاتھ وغیرہ ایک بار دھونے سے صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ لازم ہوگا۔ بشرطیکہ خوشبو مہکانے کے بجائے صفائی کے لئے استعمال کیا ہو۔ اور اگر خوشبو مہکانے کی غرض سے استعمال کیا یا متعدد بار استعمال کیا تو دم لازم ہوگا۔ اور اگر صابون یا شیمپو خوشبو دار نہ ہو تو حالت احرام میں اس سے سر، چہرہ اور ہاتھ وغیرہ دھونا جائز ہے۔ (۱)

احرام میں خوشبو والے ہینڈ واش کا استعمال ممنوع ہے، اور اگر خوشبو والے ہینڈ واش سے ایک بار ہاتھ دھولیا تو صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ لازم ہوجاتا ہے اور چند بار یہ غلطی ہوجائے تو دم لازم ہوجاتا ہے۔ (۲)

احرام میں سرف (Surf) یا صابن سے برتن یا کپڑے دھونا

چونکہ سرف یا دھونے کے صابن کے استعمال میں خوشبو اصلاً مقصود نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی دیکھنے والا اسے خوشبو کہتا ہے اس لیے اگر کسی نے احرام کی حالت میں خوشبو دار سرف یا صابن سے برتن یا کپڑے دھویا تو صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ واجب ہوگا اور دم واجب نہیں ہوگا۔ (۳)

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۲۶۵، المحیط البرہانی: ۲/ ۴۵۴، حج کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ۳/ ۳۶
(۲) فتاوی ہندیۃ: کتاب المناسک، الباب الثامن فی الجنایات، الفصل الاول
(۳) دار الافتاء الاخلاص، فتوی نمبر: ۳۷۶

احرام میں سینیٹا ئزر (Sanitizer) کا استعمال

جس سینیٹا ئزر میں خوشبو شامل نہ ہو اسے استعمال کرنے کی اجازت ہے اور جس میں خوشبو شامل ہو اس کا وہی حکم ہے جو خوشبو والے شیمپو یا صابن کے استعمال کا حکم ہے۔ (۱)

احرام کی حالت میں ''ماؤتھ واش'' کا استعمال

احرام کی حالت میں منہ کی بدبو دور کرنے کے لیے ماؤتھ واش استعمال کرنا جائز نہیں ؛ کیونکہ اس میں خوشبو ہوتی ہے، اور اگر احرام کی حالت میں کسی نے اس سے کلی کی اور وہ منہ کے اندر اکثر حصہ میں نہیں لگی تو صدقہ لازم ہوگا اور اگر منہ کے اکثر حصہ میں لگ جائے تو دم دینا لازم ہوگا۔

احرام کی حالت میں منجن یا توتھ پیسٹ

منجن یا ٹوتھ پیسٹ میں اگر خوشبو دار چیزیں ڈالی گئی ہوں، لیکن خوشبو دار چیزیں مقدار میں کم ہوں اور ٹوتھ پیسٹ کی مقدار زیادہ ہو تو ایسا منجن یا ٹوتھ پیسٹ احرام کی حالت میں استعمال کرنا مکروہ ہے، مگر اس کی وجہ سے کوئی دم یا صدقہ لازم نہیں ہوگا، اور اگر خوشبو دار چیزوں کی مقدار زیادہ ہو اور منجن یا ٹوتھ پیسٹ کی مقدار کم ہو تو اس صورت میں اگر ٹوتھ پیسٹ پورے منہ یا منہ کے اکثر حصے میں لگ جائے تو دم واجب ہوگا۔

البتہ اگر منجن یا ٹوتھ پیسٹ سادہ ہو، اس میں کسی قسم کی خوشبو یا خوشبو دار چیز نہ ملائی گئی ہو تو اسے استعمال کرنا جائز ہے، اس سے دم یا صدقہ لازم نہیں ہوگا۔ (۲) بہتر ہوگا کہ مسواک استعمال کریں تاکہ احرام کی حالت میں اس سنت کی ادائیگی بھی ہو اور اسی سے اس سنت کی عادت بھی ہو جائے۔

احرام کی حالت میں کریم، واسلین یا بام لگانا

احرام کی حالت میں درد میں آرام کے لیے کریم یا بام لگانا بوقت ضرورت جائز ہے، اسی طرح خشکی دور کرنے کے لیے واسلین لگانا جائز ہے، بشرطیکہ یہ چیزیں خوشبو دار نہ ہوں، لیکن بلا ضرورت ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور اگر کریم، واسلین یا بام خوشبو دار ہو اور اس کی خوشبو تیز ہو تو ایک بڑے عضو کے

---

(۱) معلم الحجاج: ۲۳۱

(۲) فتاوی رحیمیہ: ۸/ ۱۰۴

برابر یا اس سے زیادہ پر لگانے سے دم لازم ہوگا اور ایک آدھ بار بڑے عضو سے کم لگانے کی صورت میں صدقہ فطر کے بقدر صدقہ لازم ہوگا۔ (۱)

اگر کسی خاتون نے اپنی ایک دو انگلیوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے بچے کو خوشبو والا کریم لگایا تو صدقہ فطر کے بقدر صدقہ لازم ہوگا۔

احرام میں پاؤڈر کا استعمال

حالت احرام میں صرف خوشبو والے پاؤڈر کا استعمال ناجائز وممنوع ہے، بغیر خوشبو والا پاؤڈر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

احرام میں مہندی

احرام کی حالت میں مہندی لگانا ممنوع ہے، البتہ احرام سے پہلے مہندی لگائی ہے اور وہ ہاتھ میں باقی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

احرام میں ٹشو پیپر کا استعمال

احرام کی حالت میں پسینہ صاف کرنے کی غرض سے ٹشو پیپر استعمال کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ خوشبو دار ٹشو پیپر نہ ہو، خوشبو والے تر ٹشو (Wet Tissue) کا استعمال احرام کی حالت میں ناجائز ہے، اگر اس خوشبو دار ٹشو کو پورے ہاتھ یا پورے چہرے پر مل لیا تو دم واجب ہو جائے گا۔ (۲)

آج کل بہت سی فلائٹ میں ریفریشر ٹشو (Refresher Towelette) دیا جاتا ہے، بعض فلائٹ میں ایک چھوٹی سے پیکٹ دی جاتی ہے جس میں یہ ٹشو ہوتا ہے، احرام کی حالت میں اس کو ہرگز استعمال نہ کریں۔

خوشبو والے کھانے، مشروبات، کولڈ رنگس، چائے اور کافی کا حکم

کسی کھانے کی چیز میں خوشبو ڈالی گئی ہو اور اسے پکایا گیا ہو تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں،

---

(۱) فتوی جامعہ بنوریہ: فتوی نمبر: 144411101153

(۲) انوار مناسک: ۸۵۸، مجموع فتاوی ابن عثیمین: ۲۲/ ۱۵۵، فتاوی الشبکۃ الاسلامیۃ: 130914

ایسے ہی اگر کھانے پینے کی چیزوں میں خوشبو کی ملاوٹ کے بعد اسے پکا یا نہ گیا ہو، لیکن خوشبو مغلوب ہو تو بھی اس کی گنجائش ہے، البتہ ایسی چیزوں میں اگر خوشبو غالب ہو تو پھر اس کو کھانے پینے کی اجازت نہیں ہے اور اس سے دم لازم ہو جاتا ہے۔ (۱)

پلاؤ، بریانی، زردہ وغیرہ پکی ہوئی چیزوں میں زعفران، الائچی، دارچینی وغیرہ کوئی خوشبودار چیز ڈالی ہو تو ایسی پکی ہوئی چیز کھانا جائز ہے چاہے جتنی مقدار میں خوشبودار چیز ڈالی گئی ہو، اس کے کھانے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

بسکٹ، آئس کریم اور چاکلیٹ میں یا تو خوشبو نہیں ہوتی ہے یا ہوتی بھی ہے تو مغلوب ہوتی ہے اس لیے احرام میں اس کو کھانے کی اجازت ہے۔

وہ پھل یا پھول جو قدرتی طور پر خوشبودار ہوں لیکن نہ تو انہیں عموماً خوشبو کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو اور نہ ہی عموماً ان سے خوشبو تیار کی جاتی ہو، جیسے لیموں، سنگترہ، سیب وغیرہ ان کو بطور غذاء یا دواء کے یا محض فرحت یا تقویت کے لیے استعمال کرنا بہرصورت درست ہے، لیکن ان کو سونگھنا مکروہ ہے۔

احرام کی حالت میں وہ مشروبات اور جوس جن میں خوشبو ملی ہوئی ہو اسے پینے کی اجازت نہیں ہے، اور اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں ایسی خوشبودار مشروبات تھوڑی مقدار میں پی لے گا، تو اس پر صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ دینا واجب ہوگا اور اگر زیادہ مقدار میں پیے گا یا تھوڑی تھوڑی مقدار میں دو تین مرتبہ پیے گا، تو اس پر دم دینا واجب ہوگا، البتہ وہ مشروبات اور کولڈ ڈرنکس جن میں خوشبو بالکل ہی نہ ملی ہوئی ہو، تو ان کا احرام کی حالت میں پینا جائز ہے۔ (۲)

آج کل مروج فلیورڈ جوس، ٹھنڈے مشروبات،، کولڈ ڈرنکس او آر ایس وغیرہ میں مہک پیدا کرنے کیلئے جو فلیور یا ایسنس (Essence) ملایا جاتا ہے، اسے نہ عرفاً خوشبو سمجھا جاتا ہے، نہ ہی خوشبو کے حصول کیلئے ان کو استعمال کیا جاتا ہے، بلکہ ان مشروبات میں ہلکی سے ان کی مہک پیدا

---

(۱) شامی: ۵۷۶/۳

(۲) شامی: ۵۴۷/۲، دار الفکر

ہو جاتی ہے، اس لیے ان مشروبات کا پینا جائز ہے۔ (۱)

احرام کی حالت میں چائے اور کافی پینے کی اجازت ہے، البتہ زعفران اور الائچی والی چائے وغیرہ احرام کی حالت میں نہیں پینی چاہیے۔ الائچی بذات خود چوں کہ خوشبو کے طور پر استعمال نہیں ہوتی، البتہ اس میں فرحت بخش بو ہوتی ہے، لہذا احرام کی حالت میں الائچی کسی چیز میں ڈال کر کھانا یا پینا مکروہ ہے، تاہم الائچی کھانے، یا الائچی والی چائے پینے سے دم یا صدقہ لازم نہ ہوگا۔ (۲)

احرام کی حالت میں پان اور سگریٹ کا حکم

احرام کی حالت میں سگریٹ نوشی سے دم تو لازم نہیں آتا، لیکن چونکہ اس میں بدبو پائی جاتی ہے اور آس پاس کے لوگوں کو عموماً اس سے تکلیف پہنچتی ہے، اس لیے اس سے بچنا بہر حال بہتر بلکہ ضروری ہے، اسی طرح تمباکو اور دیگر بدبودار چیزوں سے بھی بچنا چاہیے۔

حالت احرام میں پان اور مختلف ذائقوں والی چھالیہ کھانا مکروہ ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے، البتہ اگر کوئی کھالے تو دم یا صدقہ لازم نہیں ہوگا۔

احرام میں گل پوشی اور پھولوں کا گلدستہ (Bouquet) ہاتھ میں لینا

پھولوں کے ہار کو عام طور پر خوشبو حاصل کرنے کے لیے نہیں پہنا جاتا ہے، اس لیے احرام کی حالت میں پھولوں کا ہار کسی نے پہنا دیا یا کوئی پھول ہاتھ میں لیا یا استقبال کرنے والوں نے پھولوں کا گلدستہ (Bouquet) پیش کیا اور احرام میں اس نے اسے پکڑ لیا تو اس سے شرعاً کوئی دم یا صدقہ لازم نہیں ہوتا، واضح رہے کہ اگر کوئی شخص خوشبو ہی کے حصول کے لیے ہار پہنے یا پھولوں سے بنی ہوئی کوئی چیز استعمال کرے تو دم لازم ہو جائے گا۔ (۳)

---

(۱) المفتی آن لائن: ۸۷۸۰۲، بحوالہ فتوی دار العلوم کراچی
(۲) معلم الحجاج: ۳۱۳
(۳) معلم الحجاج: ۲۳۳

حرم میں صفائی کے لیے استعمال ہونے والا خوشبودار کیمیکل لگ جانا

حرم شریف میں صفائی کے لئے خوشبودار کیمیکل استعمال کیا جاتا ہے، اگر وہ کیمیکل احرام کی حالت میں بدن یا کپڑے میں لگ جائے تو اس پر دم یا صدقہ واجب نہیں ہوگا۔ [۱]

احرام کی حالت میں عورتوں کا خوشبودار پیڈ (Sanitary Pad) استعمال کرنا

اگر واقعتاً پیڈ (Pad) میں اس قدر خوشبو ہو جسے عام عرف میں خوشبو سمجھا جاتا ہو تو پھر احرام کی حالت میں اس پیڈ کا استعمال ممنوع ہوگا، اور اسے استعمال کرنے پر دم لازم ہوگا، لیکن اگر اس میں ایسی خوشبو نہ ہو جسے عام طور پر خوشبو سمجھا جائے تو پھر احرام کی حالت میں اس کا استعمال درست ہوگا۔

احرام میں شوہر یا بیوی کا ہاتھ پکڑنا

احرام کی حالت میں میاں بیوی کے لیے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا درست ہے، اس سے احرام پر کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ احرام کی حالت میں شہوت سے ایک دوسرے کو چھونا ممنوع ہے اور یہ گناہ کا عمل ہے، جس سے دم واجب ہوجاتا ہے، اس لیے اگر شہوت کا اندیشہ ہو تو ہاتھ پکڑنے سے بچنا چاہیئے، نیز شہوت کی بات کرنے یا شہوت کے ساتھ دیکھنے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔ البتہ اس سے دم لازم نہیں ہوتا ہے۔ [۲]

احرام کی حالت میں عورتوں کا زیور اور چوڑیاں پہننا

احرام کی حالت میں عورتوں کے لیے زیورات پہننے کی اجازت ہے، اسی طرح احرام میں عورتوں کے لیے چوڑیاں پہننا بھی جائز ہے، البتہ مصلحتاً مشورہ یہ دیا جاتا ہے کہ عورتیں طواف وسعی میں کانچ کی چوڑیاں نہ پہنیں، کیونکہ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے ان کے ہاتھ سے کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ کر گر جاتی ہیں اور ان کے گرے ہوئے ٹکڑوں سے طواف اور سعی کرنے والے بسا اوقات زخمی ہوجاتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ ایک احتیاطی مشورہ ہے، پہننے کی اجازت ہے۔

---

[۱] فتوی دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ: فتویٰ نمبر: 144509101938

[۲] البحر الرائق: ۳/ ۱۶، الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۳/ ۲۳۰۵۔

احرام میں بال توڑنے یا ازخود ٹوٹ جانے کا حکم

احرام کی حالت میں بدن کے کسی حصہ کے بال کاٹنا یا اکھاڑنا ممنوع ہے، اس لیے احرام کی حالت میں وضو کے دوران داڑھی کا خلال کرنا اور کنگھی کرنا مکروہ ہے، تاکہ بال ٹوٹ کر نہ گریں، تاہم اگر وضو کے دوران بال محرم کے عمل کے بغیر خود بخود گر جائیں تو کچھ بھی لازم نہیں، اسی طرح اگر سوتے وقت نیند کی حالت میں سر کے بال ٹوٹ کر گر جائیں تو اس کی وجہ سے کچھ لازم نہ ہوگا۔ ہاں اگر وضو کے دوران داڑھی میں خلال کرنے یا چہرے کو ملنے یا کنگھی کرنے کی وجہ سے دو تین بال گر جائیں تو ایک مٹھی گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرنا یا ہر بال کے بدلہ میں ایک کھجور صدقہ کرنا ہوگا، اور اگر تین بالوں سے زائد بال گر گئے تو صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ دینا واجب ہوگا۔ (۱)

احرام میں ناخن کاٹنا

احرام کی حالت میں ناخن کاٹنا ممنوع ہے، بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے دانت سے ناخن کاٹتے رہتے ہیں، یہ ہر حال میں برا عمل ہے، احرام کی حالت میں خاص طور پر اس سے بچنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، اور اگر کسی نے ایسا کرلیا اور صرف دو چند انگلیوں کے ناخن کاٹا تو ہر ایک انگلی کے ناخن پر آدھا صاع (ایک کلو چھ سو تینتیس گرام) گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ اور اگر کسی نے ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کی ساری انگلیوں کے ناخن کاٹ لیے تو اس پر دم دینا لازم ہوگا۔ (۲)

ٹھوکر لگنے سے ناخن ٹوٹ جانا

اگر ناخن ٹھوکر لگنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے خود سے ٹوٹ جائے تو کچھ بھی لازم نہیں ہوتا ہے۔

احرام میں بدن کھجانا اور زخم سے خون نکلنا

حالتِ احرام میں چوٹ لگنے یا کھجانے سے خون نکل آئے اور خون بہنا شروع ہو جائے تو اس سے صدقہ یا دم لازم نہیں ہوتا ہے، ہاں اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر خارش ہو تو احرام کی حالت میں

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۱۳۷

(۲) بدائع الصنائع: کتاب الحج، باب مایجوز للمحرم ان یفعله فی احرامه

کھجانے سے پرہیز کرنا چاہئے یا آہستہ کھجانا چاہئے تاکہ کوئی بال نہ ٹوٹے۔

احرام میں انجکشن، گلوکوز اور انسولین لگانا، خون چڑھانا اور ٹیسٹ کرانا

انجکشن، گلوکوز یا انسولین لگانا احرام کے ممنوعات میں سے نہیں ہے، اس لیے احرام میں انجکشن، گلوکوز اور انسولین لگانا جائز ہے۔ اور بوقت ضرورت احرام میں خون چڑھانا اور ٹیسٹ کرانا جائز ہے۔

احرام کی حالت میں احتلام ہوجانا

احرام کی حالت میں احتلام ہوجانے سے کوئی کفارہ یا دم واجب نہیں ہوتا، البتہ اگر کسی نے بالقصد اس طرح کی کوئی حرکت کی جس سے منی خارج ہوگئی تو دم واجب ہوگا، لیکن حج وعمرہ فاسد نہیں ہوگا۔[۱]

احرام کی حالت میں غسل کرنا

احرام کی حالت میں حسب ضرورت غسل کرنا درست ہے، بس یہ خیال رہے کہ خوشبودار صابون استعمال نہ کیا جائے، اور بدن کو اس طرح نہ ملا جائے کہ بال ٹوٹ جائیں۔

تاہم احتیاط کے باوجود اگر اس دوران بال گر جائیں تو تین بالوں تک ایک مٹھی گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرنا ہوگا، اور اگر تین بالوں سے زائد بال گر جائیں تو ایک صدقہ فطر کی مقدار (تقریباً پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت) صدقہ کرنا کافی ہوگا۔

احرام تبدیل کرنا

غسل کے لیے احرام کی چادروں کو بدن سے ہٹانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور محض احرام کے کپڑے اتار دینے سے احرام ختم نہیں ہوجاتا، بلکہ ضرورت کے وقت احرام کی چاردوں کو تبدیل کرکے دوسری چادریں استعمال کرسکتے ہیں۔

احرام میں جوں مارنا

جو کیڑے انسانی جسم سے پیدا ہوتے ہیں ان کو احرام کی حالت میں مارنا ممنوع ہے، جوں اسی میں

---

[۱] غنیۃ الناسک: ۱۴۳

داخل ہے، اس لیے احرام کی حالت میں جوں مارنا درست نہیں ہے، اور اگر کسی نے تین سے کم جوں مارے ہیں تو وہ کچھ بھی صدقہ کردے، کوئی خاص مقدار متعین نہیں ہے اور اگر مارے گئے جوں تین یا اس سے زیادہ ہوں، خواہ ان کی مقدار کتنی بھی ہو تو صدقہ فطر کے بقدر گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

احرام میں کھٹمل، مچھر، مکھی اور چیونٹی مارنا

کھٹمل اور مچھر موذی کیڑا ہے اس لیے احرام کی حالت میں بھی اس کو مار سکتے ہیں، مکھی کو بھی احرام کی حالت میں مارنا جائز ہے، لیکن اگر تکلیف دہ نہیں ہے تو بلا وجہ نہیں مارنا چاہیے، اور چیونٹی اگر تکلیف دے رہی ہے، تو اس کو مار سکتے ہیں اور اگر تکلیف نہیں دے رہی ہو تو بلا وجہ اس کو نہیں مار سکتے۔ بہر صورت ان کے مارنے سے کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا ہے۔ (۲)

احرام کی حالت میں جانور ذبح کرنا

احرام کی حالت میں شکار کرنا ممنوع ہے، لیکن پالتو جانور جیسے بکرا، اونٹ، مرغی وغیرہ کو ذبح کرنے کی اجازت ہے، اس سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ (۳)

پیشاب کے قطروں کے مریض کا احرام میں اپنے عضو پر کپڑا یا پیپر لپیٹنا

اگر کسی کو پیشاب کے قطروں کے نکلنے کا مرض ہے اور اسے اندازہ نہیں ہوتا کہ کب قطرے نکل جائیں، اس کی وجہ سے وہ بدن اور احرام کے لباس کو نجاست سے بچانے کے لیے اپنے عضو پر کپڑا یا پیپر لپیٹ لے تو اسے اس کی اجازت ہے اور اس پر اس کی وجہ سے کچھ لازم نہیں ہوگا۔ (۴)

---

(۱) غنیۃ الناسک: ص: ۱۵۵

(۲) درمختار مع ردالمحتار: ۲/ ۵۷۰

(۳) الجوہرۃ النیرۃ: ۱/ ۱۷۶

(۴) ردالمحتار: ۳/ ۵۷۳

دَم اور صدقہ کے ذریعہ غلطیوں کی تلافی

''دَم'' کیا ہے، اور ''دَم'' اور صدقہ کہاں دینا ہے؟

مختلف غلطیوں کی صورت میں ان کی تلافی اور اصلاح کے لیے شریعت اسلامیہ میں یہ سہولت دی گئی ہے کہ جس سے غلطی ہوجائے تو وہ ''دم'' یا ''صدقہ'' دے کر ان کی تلافی اور اصلاح کرلے۔

بہت سی غلطیوں کی تلافی کے لیے چھوٹا جانور (بکرا، دنبہ وغیرہ) حدودِ حرم میں ذبح کرنا واجب ہوجاتا ہے، اسے ''دَم'' دینا کہتے ہیں۔ دم حدود حرم میں ہی دینا ضروری ہے، دم کی قربانی حرم کے باہر نہیں کی جاسکتی۔ دم واجب ہوجانے کے بعد اس کا ادا کرنا ضروری ہے، توبہ سے دم ساقط نہیں ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض غلطیوں میں صدقہ لازم ہوتا ہے، صدقہ لازم ہونے کی صورت میں یہ صدقہ حرم کے فقراء کو ہی دینا ضروری نہیں ہے، کسی بھی مقام کے فقراء کو یہ صدقہ دیا جاسکتا ہے، البتہ افضل ہے کہ حرم کے فقراء کو ہی دیا جائے۔ (۱)

دم کے جانور کا گوشت گروپ کے ساتھیوں کو کھلانا یا خود کھانا

عمرہ، یا حج کرنے والے پر اگر کسی غلطی کی وجہ سے دم واجب ہوجائے اور دم کی ادائیگی کے لیے حدود حرم میں وہ جانور ذبح کرے تو اس کا گوشت دم دینے والا خود نہیں کھا سکتا ہے اور نہ ہی وہ گوشت کوئی مالدار کھا سکتا ہے، بلکہ اس کا گوشت غریبوں اور فقیروں کو دینا ضروری ہے۔ اس لیے گروپ کے ساتھیوں کو اس کا گوشت کھلانا درست نہیں ہے۔ ہاں گروپ کے ساتھیوں میں اگر کوئی ساتھی غریب وفقیر ہو تو اسے دم کے جانور کا گوشت کھلایا جاسکتا ہے، اور جب اسے مالکانہ طور پر دے دیا جائے تو وہ اپنی طرف سے امیر وغریب کسی کو بھی کھلا سکتا ہے۔ (۲)

---

(۱) البحر الرائق: ۱۵/۳

(۲) لباب المناسک: باب الہدایا، ۲۸۳۔

دم دینے کے بجائے اس رقم کو غریبوں پر خرچ کرنا یا استطاعت نہ تو روزہ رکھنا

احرام میں ممنوع چیزوں کو بلا عذر اختیار کرنے سے دم دینا لازم ہو جائے تو دم کی ادائیگی کے لیے چھوٹا جانور حدودِ حرم میں ذبح کرنا ہی ضروری ہے، اس کے بجائے اس رقم سے غرباء کی مدد کرنا، یا راشن خرید کر دینا کافی نہیں ہے۔ اسی طرح ایسی صورت میں دم کے بدلے روزہ رکھنا بھی کافی نہیں ہے، اور جب تک دم نہ دیا جائے گا اس کے ذمہ میں باقی رہے گا اور جب بھی دم ادا کرنے پر قدرت ہوگی تب دم ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر اپنی زندگی میں دم ادا نہ کر سکا تو ترکہ میں مال چھوڑنے کی صورت میں دم دینے کی وصیت کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

ہاں اگر کسی حقیقی عذر کی وجہ سے احرام میں کسی ممنوع چیز کو اختیار کرنا پڑا یا کسی عذر کی وجہ سے کوئی ممنوع عمل کرنا پڑا اور اس کی وجہ سے دم لازم ہو گیا تو ایسی صورت میں اختیار رہوتا ہے، چاہے حدودِ حرم میں جانور ذبح کرے، یا کسی بھی مقام کے چھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو صدقہ فطر کی مقدار میں گیہوں یا اس کی قیمت دیدے، یا تین روزے رکھ لے، چاہے مسلسل رکھے یا متفرق طور پر رکھے دونوں کی اجازت ہے۔ (۲)

صدقہ کی رقم سے زائرین کے درمیان کھانے پینے کی چیزیں تقسیم کرنا

حج وعمرہ میں کسی غلطی کی وجہ سے صدقہ لازم ہو جائے تو اس صدقہ کو فقیر مستحق کو ہی دینا ضروری ہے، صدقہ کی رقم سے کھانے پینے کی چیزیں یا کھجور یا پانی وغیرہ خرید کر عام زائرین میں تقسیم کرنا درست نہیں ہے؛ کیونکہ زائرین میں سے اکثر صدقہ کے مستحق اور غریب نہیں ہوتے ہیں۔ ہاں زائرین میں سے اگر کوئی واقعی مستحق اور غریب وفقیر ہو تو اسے صدقہ کی رقم دی جا سکتی ہے۔

وطن واپسی کے بعد دم کی ادائیگی

کسی غلطی کی وجہ سے دم دینا واجب ہو جائے تو جلد سے جلد اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے

---

(۱) لا یجوز عنہ غیرہ بدلا اصلا (مناسک ملا علی القاری: ۵۵۱)

(۲) رد المحتار: ۲/ ۵۷۷

تا کہ وہ بری الذمہ ہو جائے، لیکن اسے فوری طور پر ادا کرنا لازم اور ضروری نہیں ہے، بلکہ بوقت ضرورت تاخیر سے بھی ادا کرنا درست ہے۔ (۱)

سفر میں ہونے کی وجہ سے بہت سی مرتبہ پیسے کی قلت ہوتی ہے، ایسی صورت میں وطن واپسی کے بعد بھی دم کی ادائیگی کی اجازت ہے، جیسے کوئی جاننے والا مکہ مکرمہ میں ہو یا بعد میں کوئی عمرہ یا حج کے لیے آرہا ہو اور وطن واپسی کے بعد اس کے ذریعہ حدود حرم میں دم دینے کی ترتیب بنائی جائے تو اس کی اجازت ہے۔

البتہ اگر تاخیر ہوتی گئی اور دم کی ادائیگی نہ ہوسکی اور محسوس ہو کہ عمر کا آخری وقت ہے، تو اس وقت ورثاء کو دم کی ادائیگی کی وصیت کرنا لازم ہوگا، بصورتِ دیگر گناہ ہوگا۔ (۲)

حالت احرام کی جنایت سے لازم صدقہ میں کس جگہ کی قیمت معتبر ہوگی؟

حج وعمرہ کی وہ جنایات (غلطیاں) جن کے نتیجے میں صدقہ واجب ہوتا ہے، اس صدقہ کی ادائیگی میں مکہ مکرمہ کی قیمت کا اعتبار کیا جاسکتا ہے، اسی طرح جس مقام پر صدقہ دے رہے ہیں اس مقام کی قیمت کے مطابق بھی صدقہ دیا جاسکتا ہے۔ (۳)

نابالغ کی غلطیوں پر دم نہیں ہے

اگر نابالغ سے احرام کی حالت میں کوئی ایسا عمل سرزد ہو جائے جس کی وجہ سے دم لازم ہوتا ہے تو اس غلطی کی وجہ سے نابالغ پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہوگا۔ (۴)

---

(۱) لباب المناسک: ۵۴۲

(۲) ردالمحتار: ۳/۶۵۰

(۳) فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ البنوریۃ: 144506102620

(۴) فتاوی ہندیہ: ۱/۲۴۳

مکۂ معظّمہ کی طرف روانگی

مکہ مکرمہ کی فضیلت

مکہ مکرمہ اللہ کا محبوب ترین مقدس شہر ہے، یہی وہ سرزمین ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم پر اپنے جگر کے ٹکڑے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور زوجہ محترمہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو چھوڑا، اور یہی وہ مقام ہے جو قربانی، صبر، توکل اور رضا کے لازوال مناظر اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے۔

اسی مقدس شہر کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اللہ کا سب سے پہلا گھر: ''بیت اللہ'' (خانہ کعبہ) اس کے دامن میں واقع ہے، جو قیامت تک اہلِ ایمان کے لیے مرکزِ وحدت اور قبلہ ہے، یہی روئے زمین پر یکتا گھر ہے جسے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: اَلنَّظْرُ إِلیٰ الْكَعْبَةِ عِبَادَةٌ: کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ (۱)

یہی وہ مقدس گھر ہے جس پر محبت کی نگاہ ڈالنا اور نظر جمائے رہنا بھی اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی رحمتوں کے حصول کا باعث ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: بیت اللہ پر ہر دن ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں پر اور چالیس رحمتیں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس رحمتیں ان باتوفیق مردانِ خدا پر نازل ہوتی ہیں جو خانۂ کعبہ کو صرف دیکھتے رہتے ہیں۔ (۲)

یہ صرف ایک شہر نہیں، بلکہ یہ اہل ایمان کے دلوں کی دھڑکن ہے، عشقِ الٰہی کی علامت ہے، اور رحمتِ الٰہی کی تجلیات کا گہوارہ ہے۔ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں پہلی وحی نازل ہوئی، اور جہاں سے ہدایت و نور کا سلسلہ پوری دنیا تک پھیلنے کا آغاز ہوا۔

---

(۱) زہر الفردوس: ۲۵۷۳ اور ایک روایت میں ہے: النَّظَرُ إِلَى الْبَيْتِ الْحَرَامِ عِبَادَةٌ بیت حرام کو دیکھنا عبادت ہے۔ (مثیر العزم الساکن لابن الجوزی: ۲۳۶، ۱/۸۷۳)

(۲) يُنْزِلُ اللہُ عز وجل على هذا البيت عشرين ومئة رحمة ستون منها للطائفين وأربعون للمصلين، وعشرون للناظرين۔ (المتجر الرابح في ثواب العمل الصالح ص ۲۰۸)

مکہ مکرمہ کی فضیلت کا یہ عالم ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی قسم کھائی:

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ①

میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں، اور اے محبوب! آپ اس شہر میں مقیم ہیں۔

یہاں کی عبادت عام عبادتوں سے کئی گنا بڑھ کر ہے، یہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، طواف، دعا اور ذکر کی برکتیں بے شمار ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں اور گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔

لیکن اسی کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ ایک ایسا مقام بھی ہے جہاں برائی اور نافرمانی کی سزا بھی عام جگہوں سے کہیں زیادہ سخت ہے، یہ شہر اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے، اور اسی لیے یہاں کی بے ادبی، گناہ اور معصیت سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ②

''جو کوئی اس (حرم) میں ظلم کے ساتھ کج روی کا ارادہ بھی کرے، ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے''۔

یہاں صرف برائی کرنے والے پر نہیں، بلکہ برائی کا ارادہ کرنے والے پر بھی مواخذہ ہے۔ یہی مکہ کی ہیبت ہے، یہی اس کی عظمت کا پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے امن کا گہوارہ بنایا، مگر اس امن کی حرمت کو توڑنے والوں کے لیے سخت وعید بھی سنائی۔ یہاں نافرمانی کی جسارت کرنے والا گویا اللہ کے گھر کے در پر گستاخی کرتا ہے، اور یہ اللہ کے غضب کو بھڑکانے والی بات ہے۔ اس لیے اہلِ ایمان ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ہم سے کوئی ایسی حرکت نہ ہو جائے جو اس مقدس مقام کی بے ادبی اور گناہ کا سبب بنے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس شہر میں داخل ہونا محض جسمانی سفر نہیں بلکہ دل وروح کی ایک پاکیزہ پرواز

---

① سورۃ البلد: ۱۔۲

② سورۃ الحج: ۲۵

ہے، اس لیے اس شہر میں داخل ہوتے وقت خاص آداب کی رعایت ضروری ہے۔

حدودِ حرم میں داخلہ

آج کل مکہ مکرمہ آتے وقت جہاں سے حرم کا علاقہ شروع ہوتا ہے وہاں پر حرم کے آغاز کا نمایاں علامتی نشان محرابی شکل میں راستے کے کنارے پر بنا ہوا ہے۔

جدہ کی طرف سے ''طریق جدہ'' سے آرہے ہوں تو ''شمیسی'' کے مقام پر یہ نشان موجود ہے، شمیسی ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ کے مغربی سمت میں واقع ہے، ''صلح حدیبیہ'' اسی مقام کے قریب ہوئی تھی، یہاں سے مسجد حرام تک کی مسافت تقریباً اٹھارہ (۱۸) کلومیٹر ہے۔

مکہ مکرمہ کے مشرقی جانب سے آرہے ہوں تو ''جعرانہ'' سے حرم کا آغاز ہوتا ہے، غزوہ حنین سے فراغت کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہیں سے احرام باندھا تھا۔ مسجد جعرانہ سے مسجد حرام تک کی مسافت تقریباً پندرہ کلومیٹر ہے۔

مدینہ منورہ کی طرف سے آرہے ہوں یا ''طریق المدینۃ'' کے ذریعہ مکہ مکرمہ میں داخل ہورہے ہوں تو ''حرم'' کا آغاز مسجد عائشہ، تنعیم کے پاس سے ہوتا ہے، یہ مکہ مکرمہ کے شمالی حصہ میں ہے، یہاں سے مسجد حرام تک کی مسافت تقریباً سات (۷) کلومیٹر ہے، مسجد عائشہ حرم سے باہر ہے۔ اسے مسجد عائشہ کے نام سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ اسی مقام سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ (۱)

مکہ مکرمہ کے جنوب کی طرف سے آرہے ہوں تو ''کُدَی'' سے حرم کا اغاز ہوتا ہے اور وہاں پر حدود حرم کے آغاز کا علامتی محرابی نشانی بنا ہوا ہے۔

حدود حرم میں داخل ہونے کے آداب میں سے یہ ہے کہ غسل کرلیا جائے یا وضو کرلیا جائے، آپ جس سواری سے جا رہے ہوں گے وہ عام طور وہاں نہیں روکی جاتی ہے، اس لیے بہتر ہوگا کہ بس یا کار وغیرہ میں سوار ہونے سے پہلے وضو کرلیں۔

---

(۱) مؤطا امام مالک: ۱۳۰۳

حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے اپنی نیت اچھی کرلیں کہ آپ وہاں عبادت، اللہ کے گھر کی زیارت اور اللہ کی رضا اور مغفرت وقربِ الٰہی کے حصول کے لیے جارہے ہیں۔

حدودِ حرم میں داخل ہوتے وقت آپ کا انداز عاجزانہ ہو کہ آپ گناہوں کے بوجھ میں دبے ہوئے اشکِ ندامت کے ساتھ بے نیاز احکم الحاکمین کے دربار میں خود کو پیش کررہے ہیں۔

حدود حرم میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَأَمْنُكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ، وَآمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنْ أَوْلِيَائِكَ وَأَهْلِ طَاعَتِكَ۔

''اے اللہ! یہ تیرا حرم اور تیرا امن والا شہر ہے۔ پس میرے گوشت، میرے خون، میرے بال اور میری کھال کو آگ پر حرام کردے، اور مجھے اس دن کے عذاب سے محفوظ فرما جس دن تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کرے گا، اور مجھے اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں میں شامل فرما''۔

اس کے بعد تلبیہ، ذکر اور مسنون دعاؤں میں مصروف رہیں کہ آپ اس مقدس سرزمین کی طرف بڑھے جارہے ہیں جہاں کی حاضری آپ کی زندگی کی سب سے بڑی تمنا تھی۔

یہ گھڑی عجیب ہوتی ہے، جب کوئی حج کرنے والا یا عمرہ کرنے والا طویل سفر کے بعد مکہ مکرمہ کی وادی کے قریب پہنچتا ہے، اور پہاڑوں کے درمیان اچانک شہر کی آبادی، عمارتیں اور بالخصوص مکہ ٹاور دکھائی دینے لگتا ہے تو دل کی دھڑکنیں تیز ہوجاتی ہیں، آنکھوں سے آنسوؤں کے جھرمٹ چھلکنے لگتے ہیں، زبان پر بے ساختہ کلماتِ شکر جاری ہوجاتے ہیں:

''الحمدللہ! وہ گھڑیاں آگئیں جن کا خواب دیکھا تھا، وہ سرزمین سامنے ہے جس کے لیے دل تڑپتا تھا، وہ شہر نظر آرہا ہے جہاں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی، جہاں بیت اللہ ہے، جہاں رحمتِ الٰہی کی تجلیاں برستی ہیں''۔

اس وقت دل کی حالت عجیب سی ہو جاتی ہے: کبھی ہنسی اور خوشی کے آنسو مل جاتے ہیں تو کبھی خوف وہیبت سے بدن کانپنے لگتا ہے اور اس لمحے ہر رگ پکار اٹھتی ہے کہ یہ محض اللہ کا فضل اور اس کی بلاوے کی سعادت ہے کہ مجھ سا خطا کار، گناہگار اور پلید انسان اس مقام پر حاضری دے رہا ہے جہاں ہر زمانے کے اتقیاء وصلحاء، پاک بازوں اور نیکوکاروں نے سجدے اور طواف کئے ہیں۔

مکہ ٹاور کو دیکھ کر اکثر زائرین کو یوں لگتا ہے جیسے شہر دور سے اپنی بانہیں پھیلا کر مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہا ہو، اور دل میں ایک ہی آرزو مچلتی ہے: اے کاش! جلد از جلد کعبۃ اللہ کی جھلک نصیب ہو، اس وقت دل شکر اور خوف کے درمیان لرز رہا ہوتا ہے، آنکھیں محبت اور عقیدت کے آنسوؤں سے بھیگ جاتی ہیں، اور زبان پر بے اختیار یہی کلمات ہوتے ہیں:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ... لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ... إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ "

''حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بیشک تعریف تیری ہی ہے، اور نعمت بھی تیری ہی ہے، اور بادشاہی بھی تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں''۔

جب آپ مکہ مکرمہ کی آبادی میں داخل ہو رہے ہوں تو یہ دعا پڑھ لیں:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَالْبَلَدُ بَلَدُكَ، جِئْتُ فَارًّا مِنْكَ إِلَيْكَ، لِأُؤَدِّيَ فَرَائِضَكَ، مُتَّبِعًا لِأَمْرِكَ، رَاضِيًا بِقَضَائِكَ، أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمُضْطَرِّ إِلَى رَحْمَتِكَ، الْمُشْفِقِ مِنْ عَذَابِكَ، الْخَائِفِ مِنْ عُقُوبَتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَسْتَقْبِلَنِي الْيَوْمَ بِعَفْوِكَ، وَتَحْفَظَنِي بِرَحْمَتِكَ، وَتَتَجَاوَزَ عَنِّي بِمَغْفِرَتِكَ، وَتُعِينَنِي عَلَى أَدَاءِ فَرَائِضِكَ۔

''اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، یہ شہر تیرا ہی شہر ہے۔ میں تیرے پاس آیا ہوں، تیری پکڑ سے بھاگ کر تیری رحمت و پناہ کی طرف آیا ہوں، تا کہ تیرے

فرائض ادا کروں، تیرے حکم کی پیروی کروں، اور تیرے فیصلے پر راضی رہوں۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس مضطر کی طرح جو تیری رحمت کا محتاج ہے، تیرے عذاب سے ڈرتا ہے، اور تیری پکڑ سے خوف کھاتا ہے۔ اے اللہ! آج تو مجھے اپنے عفو و درگزر کے ساتھ قبول فرما، اپنی رحمت سے میری حفاظت فرما، اپنی مغفرت کے ذریعے میرے گناہوں سے درگزر فرما، اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں میری مدد فرما۔

اس کے بعد تلبیہ کا وِرد کرتے رہیں اور اپنی قیام گاہ کو پہونچیں۔

مکہ مکرمہ کی قیام گاہ پر

مکہ مکرمہ میں اپنی قیام گاہ (ہوٹل) پر پہونچتے ہی تین بار یہ دعا پڑھ لیں:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ [1]

میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، اس کی تمام مخلوق کے شر سے''۔

یہ دعا بھی پڑھ لیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ إِقَامَتِي هٰذِهِ إِقَامَةً مَرْحُومَةً، وَاجْعَلْ خُرُوجِي مِنْهَا خُرُوجًا مَأْجُورًا مَحْفُوظًا۔

''اے اللہ! میرا یہ قیام رحمت والا بنا دے، اور جب یہاں سے نکلوں تو اجر و ثواب اور حفاظت کے ساتھ نکلوں''۔

---

[1] حضرت خولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص کسی جگہ (منزل پر) پڑاؤ کرے اور یہ دعا پڑھ لے: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، (میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں، اس کی تمام مخلوق کے شر سے) تو اس جگہ سے کوچ کرنے (روانہ ہونے) تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (مؤطا امام مالک: ۳۵، مسلم شریف: ۲۷۰۸)

چند اہم احتیاطی اقدامات

اپنی قیام گاہ پہونچنے کے بعد ان چند چیزوں کا خیال رکھیں:

اپنی ہوٹل کا نام اچھی طرح دیکھ لیں بلکہ یاد کرلیں، اور ہوٹل کی کس منزل پر آپ کی رہائش ہے اور کس منزل پر کھانے کا نظم ہے معلوم کرلیں اور اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

آپ کی قیام گاہ کس علاقہ میں واقع ہے، اور حرم شریف تک جانے کا کیا راستہ ہے، وہاں پر قریب میں کون سی مسجد ہے، یہ سب معلوم کرلیں تو بہتر ہے۔

اپنی ہوٹل کا کارڈ ضرور حاصل کرنے کی کوشش کریں تا کہ کبھی آپ راستہ بھٹک جائیں تو اس کے ذریعہ اس ہوٹل تک پہونچنا آپ کے لیے آسان ہو۔ساتھ میں خواتین ہوں تو انہیں بھی یہ ضرور دیں اور ان کے ہینڈ بیگ اور پرس میں اسے ضرور رکھیں۔

گروپ کے ذمہ داروں کی طرف سے دی جانے والی آئی ڈی کارڈ کو معمولی نہ سمجھیں، مشکل وقت میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے، اس لیے ہمیشہ اسے ساتھ رکھیں اور گلے میں ہی رکھیں۔

وہاں کا لوکل موبائل نمبر حاصل کرلیں اور اپنے ساتھیوں کو اپنا نمبر دے دیں اور ان کا نمبر بھی حاصل کرلیں، بالخصوص اپنے گروپ لیڈر کا وہاں کا لوکل نمبر بھی حاصل کرلیں اور اسے بھی ہمیشہ اپنے ساتھ رکھیں، بلکہ محفوظ ڈائری میں لکھ کر رکھیں اور خواتین کو بھی لکھ کر دیں، بلکہ بہتر ہوگا کہ جو آئی ڈی کارڈ دیا گیا ہے اس پر موبائل نمبر ضرور لکھ لیں۔

آج کل حرم شریف میں چھوٹے بچوں کے ہاتھ میں پہنانے والا ایسا ''ہینڈ بینڈ'' بھی فراہم کیا جاتا ہے جس میں ان کے والد وغیرہ کی تفصیلات درج ہوتی ہیں، اسے حاصل کرکے بچوں کو ہاتھ میں پہنانے کا ضرور اہتمام کریں، یا خود ہی بچوں کے ہاتھ یا گلے میں ایسی کوئی چیز ڈال دیں جن میں آپ کی معلومات (نام، موبائل نمبر، ہوٹل وغیرہ) لکھی ہوں۔اسی طرح اگر عمر دار ضعیف مرد وخواتین بھی ساتھ میں ہوں تو ان کے لیے بھی اس طرح کا کوئی انتظام کریں۔

ان باتوں کو یہ سوچ کر نظر انداز نہ کریں کہ کچھ نہیں ہوگا، ان شاء اللہ یقینا کچھ نہیں ہوگا، اللہ آپ کو

اپنے حفظ وامان میں رکھے اور آپ مامون ومحفوظ مقام میں موجود بھی ہیں، لیکن وہاں ایک دوسرے سے بچھڑنے، راستہ بھول جانے، کسی دوسری سمت میں نکل جانے کے واقعات بکثرت ہوتے ہیں، اور ایسے حالات پیش آنے پر بڑی پریشانی ہوتی ہے، اس لیے ان احتیاطی تدبیروں کو نظر انداز نہ کریں۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہوٹل کی بے پردگی: ایک لمحہ فکریہ

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہوٹل کے کمروں میں اور کھانے کے وقت یہ بے احتیاطی عام ہوتی جا رہی ہے کہ بسا اوقات مرد وخواتین کو ایک ہی کمرہ میں رہائش دے دی جاتی ہے، مثلاً دو میاں بیوی ہیں تو ان چاروں کو ایک کمرہ میں ٹھہرا دیا جاتا ہے، جبکہ یہ ایک دوسرے کے محرم نہیں ہوتے ہیں، ایسا کرنا غلط ہے، بلکہ گروپ کی خواتین کو الگ اور مردوں کو الگ ٹھہرانا چاہیے، اکثر گروپ والے عموماً ایسا ہی کرتے ہیں، لیکن بعض مرتبہ حالات اور مجبوریوں کی وجہ سے گروپ والے الگ الگ ٹھہرانے کا انتظام نہیں کر پاتے ہیں، ان کے سامنے بھی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں، بکنگ مناسب نہیں مل پاتی ہے، وغیرہ وغیرہ، اس لیے اگر آپ کے ساتھ ایسا ہو رہا ہو تو نرمی اور اچھے انداز میں یہ کوشش کریں کہ خواتین کے لیے الگ انتظام کی ترتیب بن جائے، بصورت دیگر اپنے طور پر ہی کچھ ایسی ترتیب ضرور بنائیں کہ پردہ کا خیال رکھتے ہوئے آپ کے ساتھ کی خواتین آرام کر سکیں اور سو سکیں۔

بعض لوگ اس سلسلہ میں یہ بے احتیاطی بھی کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ کی خواتین جس کمرہ میں مقیم ہوتی ہیں کسی ضرورت کے وقت وہ اس کمرہ میں چلے جاتے ہیں، جس سے دیگر خواتین کی بے پردگی ہوتی ہے اور انہیں تکلیف ہوتی ہے، ایسا ہرگز نہ کریں؛ کیونکہ پردہ کا خیال رکھنا مردوں اور عورتوں دونوں پر فرض ہے۔

دوسری بے احتیاطی بلکہ بہت بڑی بے احتیاطی کھانے کے مقام پر ہوتی ہے جہاں ایسا لگتا ہے کہ گویا پردہ معاف کر دیا گیا ہو۔

غور تو کریں کہ آپ اپنے مقدس سفر میں مقدس مقام پر ہیں جہاں اسلامی احکامات نازل ہوئے

ہیں اور جہاں پر ہر گناہ کی سزا بھی زیادہ ہے، یہاں پر تو مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔

یہاں پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ کھانے کے انتظامات کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لیے علاحدہ علاحدہ کھانے کی جگہ کا نظم رکھتے، جیسا کہ بعض گروپ والے کرتے ہیں، لیکن کچھ انتظامی اور قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے بہت سے گروپ والے عام طور پر ایسا نہیں کر رہے ہیں، بلکہ مرد وعورت ایک ہی جگہ سے کھانا لیتے ہیں، اور ہال میں لگی ہوئی کرسیوں پر جس کا جہاں جی چاہا بیٹھ کر کھانے لگتے ہیں، یہ بہت غلط ہے، آپ اپنے طور پر پردہ کے اہتمام کی کوشش کریں، اپنی نظریں نیچی رکھیں، اور کھانے کے لیے ایسی جگہ منتخب کریں کہ جہاں پر آپ کے بیٹھنے سے کسی خاتون کو بے پردگی کا سامنا نہ کرنا پڑے، اور اپنی خواتین کے پردے کا بھی خیال رکھیں۔ اسی طرح خواتین بھی خود کو بے پردگی سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں، یاد رکھیں پردہ کرنا اور نظر کی حفاظت کرنا فرض ہے اور بے پردگی گناہ کبیرہ ہے۔ ایسا بالکل نہیں ہے کہ یہاں پر بھیڑ کی وجہ سے سب کچھ معاف ہو گیا ہو، حتی کہ بعض لوگوں کو جب اس پر روک ٹوک کی جاتی ہے تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ گروپ کے سارے مرد وعورت عمرہ یا حج کی نسبت سے آپس میں بھائی بہن کی طرح ہیں، یہ بات اور اس طرح کا تصور بالکل ہی غلط ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہر حال میں کوشش کر کے اور غور وفکر کر کے ایسا طریقہ اختیار کریں کہ ہمارا طریقہ اور عمل شریعت کے خلاف نہ ہو، اسی میں ہماری کامیابی اور قبولیت ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ہوٹلوں میں سگریٹ نوشی نہ کریں

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اکثر ہوٹلوں میں ''اسموک ڈٹیکٹر'' (Smoke Detector) لگے ہوتے ہیں، اس لیے وہاں بیڑی اور سگریٹ پینے سے مکمل گریز کریں، بعض لوگ اس طرح کی غلطی کرتے ہیں جس کی وجہ سے فائر الارم بجنا شروع ہو جاتا ہے جس سے وہ خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور دوسروں کی ہیبت وپریشانی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

یہ مقدس سفر آپ میں تبدیلی کا ذریعہ بن جائے یہ اس کی قبولیت کی علامت ہوگی، سگریٹ نوشی صحت کے لیے یقیناً نقصان دہ ہے، اور اس کے نقصانات بہت ہیں اور وہ بہت مہلک چیز ہے، اسی لیے

شریعت میں بھی یہ مکروہ ہے، اس سفر میں اس سے مکمل دوری اختیار کریں تاکہ اس سفر کی برکت سے یہ بری مہلک عادت سے چھوٹ جائے۔ ایسے بھی آپ جس مقدس مقام اور مقدس سفر میں ہیں اس کی عظمت کا تقاضا ہے کہ ایسی چیزوں سے آپ یہاں دور رہیں۔

گری ہوئی چیزیں نہ اٹھائیں

مسجد حرام میں یا مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں کوئی قیمتی گری ہوئی چیز اٹھانے سے بچیں، ایسے بھی کہیں پر گری ہوئی کسی چیز کو اٹھانے سے اٹھانے والے کی یہ ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ اس کے مالک تک اسے پہونچانے کی ممکنہ تمام تدبیریں کرے، تمام تدبیروں کے باجود مالک سامنے نہ آئے تو اسے صدقہ کردے۔

احتیاط اور مصلحت کا تقاضا تو یہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بلکہ پورے سفر میں کسی بھی گری ہوئی چیز کو اٹھانے سے بچیں، سی سی ٹی وی میں آپ کا اٹھانا ریکارڈ ہوگا، لیکن وہ آپ کے ارادہ اور نیت کو ریکارڈ نہیں کرے گا کہ آپ نے اس چیز کے مالک تک اسے پہونچانے اور اس چیز کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے اٹھایا ہے یا خود رکھ لینے کے لیے اٹھایا ہے، جس چیز سے آپ کی ذات مجروح ہو سکتی ہے اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔ ماضی میں کئی لوگ اس نادانی کی وجہ سے کئی قانونی مشکلات سے دوچار ہو چکے ہیں۔

ہاں اگر آپ کو قوی اندیشہ ہو کہ اس کی حفاظت کی خاطر اسے اٹھانا ضروری ہے تو بہتر ہوگا کہ خود اٹھانے کے بجائے قریب میں موجود کسی پولیس یا کسی نگراں وغیرہ کی اس کی جانب توجہ مبذول کرادیں۔

اور اگر آپ کی کوئی چیز حرمین شریفین میں گم ہوگئی ہو تو اس کے بارے میں **مَكْتَبُ الْمَفْقُوْدَاتِ** میں جا کر معلوم کرسکتے ہیں، مسجد الحرام میں گمشدہ سامان کا مرکزی مرکز ''مکہ مکرمہ لائبریری'' کے قریب واقع ہے۔ اور یہ سہولت ''اَبْشِرْ'' (Absher) پلیٹ فارم کے ذریعے آن لائن بھی دستیاب ہے۔ مسجد نبوی میں گمشدہ اشیاء کا دفتر گیٹ نمبر 366 اور 367 کے قریب واقع ہے۔

مسجد حرام کی طرف روانگی

آپ کا یہ سفر جس مقصد کے لیے ہوا ہے اب اس کی ادائیگی کے لیے آپ کو نکلنا ہے، اور بلا وجہ اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے، بلکہ کوشش ہو کہ حرم شریف جلد پہونچیں اور عمرہ کے ارکان وافعال سے فارغ ہو جائیں، البتہ اگر آپ تھکے ہوں تو تھوڑا آرام کر سکتے ہیں تا کہ آگے کی عبادت میں نشاط رہے۔

یہ ذہن میں رکھیں کہ عمرہ کے اعمال: طواف اور سعی میں تھکاوٹ بھی ہوتی ہے اور وقت بھی لگتا ہے، عام طور پر طواف میں تقریبا آدھے گھنٹے سے زیادہ وقت لگتا ہے، بلکہ زیادہ بھیڑ ہو تو مزید وقت لگتا ہے، اسی طرح سعی میں بھی تقریبا ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ بلکہ سارے کام کر کے ہوٹل واپس آنے تک اگر ہوٹل قریب ہو تو بھی تقریباً تین سے چار گھنٹے یا اس سے زائد لگ جاتے ہیں۔

نکلنے سے پہلے چاہیں تو غسل کر لیں، احرام بھی تبدیل کر سکتے ہیں، خواتین اپنے لباس بھی تبدیل کر سکتی ہیں۔ غسل نہیں کرنا ہے تو وضو کر لیں، البتہ غسل یا وضو کرتے ہوئے یہ خیال رکھیں کہ بدن کو اس طرح نہ ملیں کہ بال ٹوٹ سکے۔

نکلنے سے پہلے اپنے سامان کو محفوظ رکھ دیں، بہتر ہوگا کہ پاسپورٹ وغیرہ ضروری چیزیں ساتھ میں رہنے والے ہینڈ بیگ میں نہ رکھیں بلکہ ہوٹل میں محفوظ طریقے پر رکھیں۔

نکلتے وقت ایسا چھوٹا ہینڈ بیگ ساتھ لے لیں، جو گلے میں لٹکانے کے قابل ہو، جس میں آپ اپنے پاسپورٹ اور ویزہ وغیرہ کی زیراکس کاپی، پانی کا چھوٹا بوتل اور چپل رکھ سکیں، طواف اور سعی کی تعداد کو شمار کرنے والی تسبیح، دعا کی کتاب اور اس وقت کی ضرورت کی دیگر مختصر چیزیں بھی ساتھ لے لیں۔

ہوٹل سے نکل کر تلبیہ پڑھتے ہوئے عاجزانہ قدموں کے ساتھ حرم شریف کی طرف روانہ ہوں۔

حرم شریف کے صحن میں وضو اور قضائے حاجت کے وسیع عمدہ انتظامات ہیں، جس پر عربی میں ''دَوْرَاتُ الْمِيَاہ'' اور انگلش میں **W.C** نمایاں حروف میں لکھا ہوا ہے، اگر ضرورت ہو تو مسجد حرام میں داخل ہونے اور مطاف میں جانے سے پہلے حاجت سے فارغ ہو جائیں تا کہ آگے دشواری نہ ہو۔

یہ بات ذہن میں رکھیں کہ خانہ کعبہ کے اطراف کھلی جگہ کو ''مَطَاف'' یا ''صِحْنُ الطواف'' کہتے

ہیں، اور ’’مطاف‘‘ کے بعد جو تعمیر شدہ حصہ ہے اسے مسجد حرام کہتے ہیں، اس سے باہر کے حصہ کو ’’صحن‘‘ کہتے ہیں، اور جس حصہ میں سعی کی جاتی ہے اسے ’’مَسْعَی‘‘ کہتے ہیں۔

اگر متعدد افراد ساتھ میں ہوں تو بہتر ہوگا کہ مسجد اور مطاف میں داخل ہونے سے پہلے باہری صحن میں کوئی جگہ مقرر کرلیں کہ اگر کسی وجہ سے ہم ایک دوسرے سے الگ ہوجائیں تو سارے اعمال کرکے اس جگہ جمع ہوجائیں گے۔ وضوخانے پر W.C کے ساتھ نمبر لکھا ہوا ہے اسے متعین کرلیں، یا کوئی اور چیز متعین کرلیں جو نمایاں دکھتی ہو۔ یہ تعیین اندرونی حصہ میں بھی کرلینا چاہئے جیسے کہ اگر طواف میں بچھڑ جائیں تو گرین لائٹ کے نیچے والے ستون (پلّر) کے پاس آجائیں، وغیرہ وغیرہ۔ واضح رہے کہ یہ باتیں آسانی کی خاطر محض تجرباتی مشورے ہیں، حکم شرعی نہیں ہیں۔

جب مسجد حرام کے باب (دروازے) پر پہونچیں تو اپنی چپل کو وہاں ادھر ادھر چھوڑنے کے بجائے اپنے بیگ میں رکھ لیں، تاکہ نکلتے وقت آپ کو تکلیف نہ ہو، کیونکہ آپ کا داخلہ جس دروازہ (گیٹ) سے ہوگا ضروری نہیں ہے کہ آپ اسی سے نکلیں۔ بہتر ہوگا کہ جس دروازے سے اندر جارہے ہیں اس کا نام اور نمبر ذہن نشین کرلیں، تاکہ واپسی میں آسانی ہو، بعض لوگ جب سعی مکمل کرتے ہیں تو بَابُ الْمَرْوَۃ سے باہر نکل کر پریشان ہوتے ہیں کہ انہیں اب کدھر جانا ہے، انہیں کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے، تھکے بھی ہوتے ہیں، زیادہ چلنے کی ہمت بھی نہیں رہتی ہے، ایسے میں جدھر سے آئے ہیں اگر وہ یاد ہوگا تو کسی سے آسانی سے رہنمائی لے سکتے ہیں۔

نکلتے وقت کسی کی چپل پہن لینا

بعض لوگ یہ بے احتیاطی کرتے ہیں مسجد حرام میں جاتے وقت اپنی چپل ادھر ادھر چھوڑ دیتے ہیں اور واپسی میں جو چپل پاؤں میں فٹ آتی ہے اسے پہن کر آجاتے ہیں، ایسا کرنا غیر کا مال ناحق لینا ہے جو کہ گناہ ہے۔ ہاں اگر کسی چپل کے بارے میں یقین ہو کہ اسے اس خیال سے چھوڑ دیا گیا ہے کہ جو چاہے پہن لے، تو اسے پہننا صحیح ہے۔ [۱] لیکن کسی محفوظ جگہ مثلاً کسی ریک وغیرہ میں رکھے ہوئے چپل

---

[۱] درمختار مع ردالمحتار: ۲۷۹/۴

کے بارے میں ایسا خیال درست نہیں ہے اور اس کو لینا جائز نہیں ہے۔

حرم شریف کے اندرونی حصے میں یا طواف وسعی میں چپل یا جوتے کا استعمال

آج کل یہ بے احتیاطی بہت زیادہ دیکھی جارہی ہے کہ لوگ مسجد حرام میں، اسی طرح طواف اور سعی وغیرہ میں بھی چپل پہنے ہوتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ اگر چپل استعمال شدہ ہو اور اس کے پاک ہونے کا غالب یقین نہ ہو تو اسے پہن کر مسجد میں داخل ہونا صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ عموماً استعمال شدہ چپلیں مٹی اور گرد وغبار سے آلودہ ہو جاتی ہیں اور اسے بیت الخلاء وغیرہ میں بھی پہن کر جا چکے ہوتے ہیں اور اس بات کا بھی قوی امکان ہوتا ہے کہ ان پر کوئی ناپاک چیز لگ گئی ہو یا پیشاب کے چھینٹے پڑ گئے ہوں، جسے مسجد میں پہننے کی وجہ سے مسجد کی نظافت متأثر ہو جائے، جبکہ شریعتِ اسلامیہ میں مسجد کو ہر قسم کی گندگی اور نجاست سے پاک اور محفوظ رکھنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔

اسی طرح اگر چپل نئی بھی ہو تب بھی اسے پہن کر طواف کرنا مناسب نہیں ہے؛ کیونکہ چپل پہن کر طواف کرنا اور مسجد میں جوتے یا چپل پہن کر داخل ہونا ادب اور تعظیم کے خلاف ہے۔

البتہ اگر کوئی حقیقی عذر موجود ہو اور چپل پہننے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو، مثلاً ننگے پاؤں چلنے میں شدید تکلیف کا اندیشہ ہو تو پھر بقدر ضرورت ایسے جوتے یا چپل پہن کر مسجد میں چلنے کی گنجائش ہے جس کے پاک ہونے کا یقین ہو۔

بہر حال جہاں تک ممکن ہو سکے مسجد کے تقدس کا خیال رکھا جائے اور کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جو مسجد کی شان اور ادب کے خلاف ہو۔ (۱)

مسجد حرام میں داخلہ

مسجد حرام میں اندر جانے کے متعدد دروازے ہیں، باب الملک فہد سے جاتے وقت خانہ کعبہ بالکل سامنے نظر آتا ہے، آپ جس دروازے بھی جائیں داخل ہوتے وقت مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھیں:

---

(۱) لباب المناسک: باب انواع الاطوفۃ

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

’’اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اور (دعا کرتا ہوں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی ہو، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔‘‘

بیت اللہ پر پہلی نظر

مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد آپ کے سامنے خانہ کعبہ آنے والا ہے، جس پر نظر پڑتے ہی انسان پر قربِ خداوندی کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور وہ اس کی عظمت ومحبت میں کھو جاتا ہے، اس وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب ہے اور اس کی قبولیت کی بشارت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَيُسْتَجَابُ الدُّعَاءُ فِي أَرْبَعَةِ مَوَاطِنَ: عِنْدَ الْتِقَاءِ الصُّفُوفِ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَعِنْدَ نُزُولِ الْغَيْثِ، وَعِنْدَ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَعِنْدَ رُؤْيَةِ الْكَعْبَةِ. [۱]

چار مقامات میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے: جب صفیں اللہ کی راہ میں (جنگ کے لیے) مل کر کھڑی ہوں، بارش برستے وقت، نماز قائم ہوتے وقت اور دیدارِ کعبہ کے وقت۔

جب آپ کی نظر کے سامنے پورا خانہ کعبہ ہو تو کسی کنارے ستون وغیرہ کے پاس بھیڑ سے بچتے ہوئے اور راستے کو بند کرنے سے بچتے ہوئے کھڑے ہو جائیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ، اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَّتَعْظِيمًا وَّتَكْرِيمًا وَّمَهَابَةً، وَزِدْ مَنْ حَجَّهُ أَوِ اعْتَمَرَهُ تَكْرِيمًا وَّتَشْرِيفًا وَّتَعْظِيمًا وَّبِرًّا۔ [۲]

---

[۱] المعجم الکبیر: ۷۷۱۳، السنن الکبری للبیہقی: ۶۲۵۲

[۲] السنن الکبری للبیہقی: ۸۹۹۵

اللہ ہی سب سے بڑا ہے، اے اللہ! تو سلام ہے (یعنی تو ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے، یا تو لوگوں کو سلامتی دینے والا ہے) اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے، اے ہمارے پروردگار! سلامتی کے ساتھ ہمیں زندہ رکھئے۔ اے اللہ! اپنے اس گھر کی شرافت، تعظیم وتکریم اور ہیبت میں خوب زیادتی فرمایئے اور جو اس کی زیارت کرے خواہ حج کرنے والا یا عمرہ کرنے والا ہو اس کی عظمت، شرافت اور نیکی میں اضافہ فرمایئے۔

اس کے علاوہ مزید جو دعائیں آپ کو کرنی ہیں کرلیں، رب کریم سے دنیا وآخرت کی بھلائیاں مانگ لیں، اس کے دربار میں اپنی مرادیں اور دنیوی واخروی حاجتیں پیش کردیں اور اس سے قبولیت کی قوی امید رکھیں۔ اس دعا میں اپنے لیے، اپنے اہل وعیال اور دوست واحباب کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں کے لیے بھی دعائیں کریں۔

علامہ مناوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: خانہ کعبہ کو دیکھنے کے وقت دعا کی قبولیت کی جو بشارت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جب انسان کی پہلی نظر اس پر پڑتی ہے اس وقت دعا قبول ہوتی ہے اور اس سے یہ مراد بھی ہوسکتا ہے کہ جب تک آدمی کعبہ کو دیکھتا رہے، اس وقت تک دعا کی قبولیت کا دروازہ کھلا رہتا ہے اور دعا قبول ہوتی رہتی ہے۔ (۱) اس لیے دعا کرتے وقت خانہ کعبہ پر نظر جمائے رہیں اور جامع دعاؤں کا انتخاب کریں۔ کئی اہلِ علم کہتے ہیں کہ کعبۃ اللہ پر نگاہ پڑتے وقت دعا کی قبولیت کی فضیلت کعبۃ اللہ پر پہلی نظر کے ساتھ خاص نہیں ہے، لہذا جب بھی آدمی کی نظر کعبۃ اللہ پر پڑے، اس وقت دعا کرنی چاہیے، اور اس دعا کے قبول ہونے کا یقین رکھنا چاہیے۔ (۲)

یہاں یہ مسئلہ بھی ذہن میں رکھ لیں کہ خانۂ کعبہ کے دیدار کے وقت دعا کی قبولیت کی یہ بشارت اس صورت میں ہے جب کہ خود "بیت اللہ" نظر کے سامنے ہو، یہ فضیلت اس کی تصویر یا اس کی ویڈیو دیکھنے کی صورت میں نہیں ہے، اس لیے لائیو ویڈیو دیکھنے کی صورت میں یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

---

(۱) فیض القدیر: ۷/ ۳۴۳

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۵/ ۲۳۱

نماز کا انتظار

دعا سے فراغت کے بعد مطاف میں پہونچ جائیں، اور یہ دیکھ لیں کہ کسی نماز کی اذان کا وقت بہت قریب تو نہیں ہے، ہر نماز کی اذان اس نماز کا وقت شروع ہوتے ہی دی جاتی ہے، مسجد حرام میں لگی ہوئی گھڑیوں میں نماز کے اوقات بتائے جاتے ہیں، اس سے مدد لے سکتے ہیں، طواف مکمل کرنے میں تقریبا آدھے گھنٹے سے زیادہ کا وقت لگ جاتا ہے، اور اذان کے بعد صفیں لگنی شروع ہوجاتی ہیں اور طواف کرنا دشوار ہوجاتا ہے، بلکہ روک دینا پڑتا ہے۔ اس لیے اگر آپ کو اندازہ ہو کہ اذان تک آپ طواف سے فارغ نہیں ہو پائیں گے تو بہتر ہوگا کہ ابھی طواف شروع نہ کریں بلکہ انتظار کرلیں اور نماز کے بعد طواف کریں۔

مطاف میں وضوخانے

طواف میں باوضو رہنا ضروری ہے، بغیر وضو طواف درست نہیں ہے، اور بغیر وضو مکمل طواف کرنے پر دم لازم ہوجاتا ہے، بعض لوگوں کے لیے کسی عذر کی وجہ سے زیادہ دیر باوضو رہنا مشکل ہوتا ہے، ان کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وضو کے لیے باہر نکلنا اور پھر اندر آنا بھی مشکل ترین عمل ہے، اس کے لیے حل یہ ہے کہ مطاف میں آنے والی سیڑھیوں اور ایلیویٹرس کے نیچے مردوں اور عورتوں کے لیے علاحدہ علاحدہ وضو کرنے کا انتظام ہے، وہاں جا کر وضو کر سکتے ہیں، وہاں پر نمایاں بورڈ بھی لگا ہوتا ہے جس پر مَوَاضِئُ رِجَال (مردانہ وضوخانہ) مَوَاضِئُ نِسَاء (زنانہ وضوخانہ) لکھا ہوتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہاں صرف وضو کی سہولت ہوتی ہے، قضائے حاجت کے لیے باہر نکلنا پڑتا ہے۔

عورتوں اور مردوں کے لیے نماز کی جگہیں

آپ مطاف میں یا مسجد حرام کے کسی بھی حصہ میں ہوں اور نماز کا وقت ہوجائے تو اس کا خاص خیال رکھیں کہ عورتیں مردوں کے درمیان نماز نہ پڑھیں ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ ہر تھوڑے فاصلہ پر عورتوں کے لیے جگہیں مخصوص کی گئی ہیں وہاں پر اپنی خواتین کو نماز کے لیے پہونچائیں۔ عورتیں عورتوں کے درمیان اور مرد مردوں کے درمیان نماز پڑھیں۔ اور اگر کبھی کوئی عورت رَش (بھیڑ) میں پھنس جائے اور باہر

نکلنے کا موقع نہ ہو تو مردوں کے درمیان جماعت میں شریک ہونے کے بجائے بعد میں نماز پڑھ لے۔

عورتوں کا مردوں کے درمیان نماز ادا کرنا

کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر ایک عورت نماز میں مردوں کے درمیان آ کر کھڑی ہو جائے اور جماعت میں شامل ہو جائے تو اس کی وجہ سے تین مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، جو اس کے دائیں ہو اور جو بائیں طرف ہو اور جو اس کے پیچھے ہو۔ اور اس میں محرم اور نامحرم کا کوئی فرق نہیں ہے،[1] اس لیے آپ نماز پڑھتے وقت اس چیز کا خیال رکھیں کہ آپ کے دائیں اور بائیں اور بالکل سامنے کی صف میں عورت نہ ہو۔

اور اگر ایسی مجبوری ہو کہ عورت کو ہٹانا یا دوسری جگہ بھیجنا ممکن نہ ہو اور جگہ بدلنا بھی ممکن نہ ہو تو کوشش کریں کہ اپنے اور اس خاتون کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ رکھیں، ایسا کر لینے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور اگر فاصلہ رکھنا ممکن نہ ہو تو آپ صف سے کچھ آگے بڑھ جائیں تاکہ محاذات (برابری) ختم ہو جائے، یعنی آپ کا قدم، پنڈلی اور ٹخنہ عورت کے پورے بدن سے آگے ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

اور اگر نماز شروع کرنے کے بعد کوئی خاتون پاس آ کر کھڑی ہونے لگے تو اشارہ سے اسے روکیں، ایسی صورت اس پر لازم ہوگا کہ وہ اشارہ کو قبول کر کے پیچھے ہٹ جائے، ایسا کرنے سے دونوں کی نماز ہو جائے گی اور اگر اشارہ کے باوجود وہ پیچھے نہ ہٹی تو اشارہ کرنے کی وجہ سے آپ بری الذمہ ہو جائیں گے اور آپ کی نماز ہو جائے گی، البتہ اس خاتون کی نماز نہیں ہوگی؛ کیونکہ یہاں اس کی غلطی ہے۔[2]

مطاف میں خواتین کے قریب واجب الطواف پڑھنا

واضح رہے کہ اوپر ذکر کئے گئے احکام جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں ہیں، لیکن اگر مرد و عورت دونوں ایک ساتھ جماعت میں شریک نہیں ہیں، مثلاً دونوں الگ الگ نفل پڑھ رہے ہیں یا

---

[1] فتح القدیر: ۱/ ۳۶۴

[2] فتح القدیر: ۱/ ۳۶۲-۳۶۴

واجب الطواف پڑھ رہے ہیں تو سامنے یا دائیں بائیں کسی خاتون کے نماز پڑھنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی، دونوں کی نماز درست ہوگی۔ حرم شریف میں طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے میں بکثرت ایسا ہو جاتا ہے۔ لیکن کوشش یہ ہو کہ مرد و عورت دونوں احتیاط کریں اور ایک دوسرے سے علاحدہ اور فاصلہ رکھ کر نماز پڑھنے کی کوشش کریں؛ کیونکہ ذہنی انتشار نماز کو مکروہ بنا سکتی ہے۔ (۱)

عورتوں کی صف کے پیچھے مردوں کی صف

تعلیم شریعت تو یہ ہے کہ جہاں کہیں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی نماز کے لیے موجود ہوں تو عورتوں کی صف مردوں کی صفوں کے پیچھے ہوگی بلکہ مردوں کی صف کے پیچھے بچوں کی صف اور بچوں کی صف کے پیچھے عورتوں کی صف ہوگی۔

لیکن موجودہ زمانے میں حرم شریف میں جو بھیڑ اور زائرین کی کثرت ہے اس کی وجہ سے بہت سے مقامات پر اس کا خیال رکھنا ناممکن سا ہو گیا ہے، اس لیے ایسا کثرت سے ہوتا ہے کہ حرم شریف کے صحن میں اسی طرح مسعیٰ میں اور دیگر مقامات پر آگے عورتوں کی صف لگ جاتی ہے اور پھر اس کے پیچھے مردوں کی صف ہوتی ہے، عام حالات میں ایسا کرنے سے بچنا لازم ہے، لیکن یہاں کے عذر کی وجہ سے ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی۔ بس یہ خیال رکھا جائے کہ عورتوں کی صف سے بالکل متصل مردوں کی صف نہ ہو بلکہ کم از کم ایک ہاتھ یا اس سے زائد فاصلہ رکھ کر صف بندی کی جائے۔ کیونکہ فاصلہ کے بغیر صف بندی کی صورت میں نماز درست نہیں ہوگی۔ (۲)

مطاف میں نماز کہاں پڑھیں اور کہاں پڑھنے سے گریز کریں؟

ماضی میں یہ معمول تھا کہ امام صاحب نماز پڑھانے کے لیے خانۂ کعبہ کے قریب تشریف لاتے اور بابِ کعبہ کی جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے تھے، لیکن بعض حالات اور انتظامی مسائل کے پیشِ نظر چند سالوں سے یہ معمول ہے کہ تمام نمازوں میں امام صاحب مطاف میں نہیں آتے ہیں، بلکہ پہلی منزل

---

(۱) فتح القدیر: ۱/ ۳۶۲-۳۶۴

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۲/ ۱۳۴۸، درمختار علی ہامش ردالمحتار: ۱/ ۵۸۴

میں ایک مخصوص اور محفوظ مقام ہے وہیں سے نماز پڑھاتے ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ بیت اللہ شریف میں امام برآمدے میں ہوں اور مقتدی مطاف میں ہوں تو جو مقتدی مطاف میں امام کی سمت کے علاوہ دوسری سمت میں کھڑے ہوں ان کی نماز ادا ہو جائے گی گرچہ کہ وہ امام کے مقابلہ میں کعبہ کے قریب ہوں، البتہ جو نمازی مطاف میں اسی سمت میں کھڑے ہوں جس سمت میں امام برآمدے میں ہیں تو ان مقتدیوں کی نماز امام سے آگے ہونے کی وجہ سے نہیں ہوگی۔ (۱)

موجودہ زمانے میں اس سلسلہ میں بڑی بے احتیاطی دیکھی جارہی ہے، آپ یہ غلطی ہرگز نہ کریں، معلوم کرلیں کہ برآمدے میں امام صاحب کہاں سے نماز پڑھاتے ہیں، آپ کو جب بھی مطاف میں نماز پڑھنے کا موقع ملے اس جانب نماز پڑھنے کے بجائے دوسری جانب چلے جائیں، اور وہاں سے اقتداء کریں۔ میں نے ۲۰۲۵ء میں وہاں موجود پولیس وغیرہ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ برآمدے میں جہاں سے امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں وہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان والا حصہ ہے، ایک دو نمازوں میں یہ بھی دیکھا کہ نماز سے پہلے اس علاقے کو بند کر کے نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ بہرحال اپنی نماز کو فاسد ہونے سے بچانے کے لیے یہ فکر ضرور کریں کہ اگر آپ مطاف میں نماز پڑھ رہے ہوں تو امام صاحب کی سمت میں امام صاحب سے آگے نہ ہوں۔

نماز میں بیت اللہ کو دیکھنا

بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے لیکن نماز کے آداب میں سے ہے کہ قیام کی حالت میں نظر سجدہ کی جگہ سے آگے نہ جائے، رکوع میں قدم کی پشت پر، سجدہ میں ناک کی طرف اور قعدہ میں گود کی طرف نگاہ رکھی جائے، جب بیت اللہ کے سامنے نماز ادا کر رہے ہوں اس وقت بھی ان ہی آداب کا خیال رکھنا چاہئے، دورانِ نماز کعبۃ اللہ پر نظر نہیں جمانی چاہیے۔ (۲) لیکن ایسا کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوگی۔

---

(۱) فتاوی ہندیۃ: ۱/ ۶۵، رد المحتار: ۲/ ۵۵۵

(۲) حاشیۃ الطحطاوی: ۲۷۶، رد المحتار: ۱/ ۴۷۷

کیا تحیۃ المسجد پڑھنی ہے؟

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ مسجد حرام کا تحیۃ اور سلام طواف ہے، اس لیے حرم شریف میں داخل ہونے والا تحیۃ المسجد پڑھنے کے بجائے سب سے پہلا عمل طواف کرے۔ ہاں اگر اس وقت طواف کا ارادہ نہیں ہے اور مکروہ وقت بھی نہیں ہے تو دیگر مساجد کی طرح یہاں بھی تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے۔ (۱)

اگر کوئی شخص مطاف میں اس وقت پہونچا جب لوگ طواف کرنے سے رک گئے ہوں یا فرض نماز، وتر، یا سنتِ مؤکدہ کے چھوٹ جانے کا ڈر ہو، یا فرض نماز کی جماعت چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو، تو ایسے حالات میں پہلے وہ ان چیزوں کو ادا کر کے فارغ ہو جائے پھر طواف کرے۔

طواف کے فضائل

احادیث مبارکہ میں بیت اللہ کے طواف کے بہت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص طواف کے سات چکر شمار کرتے ہوئے (دھیان سے) مکمل کرے اور دو رکعت ادا کرے تو اس کے لیے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر (ثواب) ہوگا۔ (۲)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے بغیر کلام کیے سات بار بیت اللہ کا طواف کیا اور صرف یہ الفاظ پڑھتا رہا: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ تو اس کی دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دس درجے بلند کیے جاتے ہیں، لیکن جس نے طواف کے وقت گفتگو کر لی تو وہ رحمت میں اس طرح داخل ہوگا جیسے کوئی اپنے دونوں پاؤں کو پانی میں ڈبوئے ہوئے ہو۔ (۳)

طواف کی تیاری اور طریقہ

جب آپ کو طواف شروع کرنا ہو تو خانہ کعبہ کے اس کونے کی طرف آئیں جس کونے پر حجر اسود

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۱۳۸

(۲) أخبار مکۃ للفاکہی، حدیث نمبر: ۲۹۲

(۳) سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۰۵۸

ہے۔ حجر اسود خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب والے کونے میں لگا ہوا ہے۔ وہیں سے آپ کو طواف شروع کرنا ہے، اس کے بالمقابل مطاف میں اپنی داہنی جانب دیکھیں گے تو آپ کو گرین لائٹ بھی دکھے گی۔ یہاں پر آپ تلبیہ پڑھنا روک دیں اور طواف شروع کرنے کی تیاری کریں۔

سب سے پہلے آپ ''اضطباع'' کرلیں، یعنی اپنے احرام کی چادر کو داہنے کندھے سے ہٹا کر بغل کے نیچے سے گزارتے ہوئے بدن پر ڈال لیں۔ چادر کا اس طرح رکھنا عمرہ کے طواف کے ساتوں چکروں میں مسنون ہے، لیکن طواف کے بعد کی نماز اور سعی میں ایسا نہیں رکھنا ہے۔

طواف شروع کرنے کے لیے بہتر ہوگا کہ بھیڑ سے الگ اور دور رہیں تاکہ آپ اس وقت کے اعمال صحیح سے انجام دے سکیں، آپ حجر اسود کی طرف چہرہ کرکے اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ آپ کا داہنا کاندھا حجر اسود کے سامنے ہو، اس وقت سب سے پہلے طواف کی نیت کرلیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ طَوَافَ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّيْ

اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ میں آپ کے محترم گھر کا طواف کرنے کا اِرادہ کرتا ہوں، اسے میرے لیے آسان فرما دیجئے اور میری جانب سے اِسے قبول فرما لیجئے۔

نیت کرنے کے بعد آپ اپنی داہنی جانب تھوڑا کھسک کر بالکل حجر اسود کے سامنے اس طرح آجائیں کہ آپ کا چہرہ اور سینہ حجر اسود کے بالکل سامنے ہو۔ اس طرح کھڑے ہو کر اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں، یعنی جس طرح نماز میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اس طرح ہاتھ اٹھائیں اور یہ پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اللہ ہی سب سے بڑا ہے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام ہو۔

اس کے بعد آپ کو اسی مقام پر کھڑے کھڑے حجر اسود کی طرف رخ کئے ہوئے حجر اسود کا اِستلام کرنا ہے، حجر اسود کو بوسہ دینے یا لکڑی یا ہاتھ سے چھو کر چُومنے یا اس کی جانب ہاتھوں کا اِشارہ کرکے

انھیں چُوم لینے کو ''اِستلام'' کہتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن یہ پتھر اُٹھایا جائے گا، اِس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا، زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا، جس نے حق کے ساتھ اُس کا ''اِستِلام'' کیا اُس کے لیے گواہی دے گا۔ (۱)

موجودہ دور میں حجر اسود کا استلام جس طریقہ پر ممکن ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنا چہرہ، سینہ اور دونوں ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کئے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر بِسۡمِ اللهِ اَللهُ اَكۡبَرۡ کہتے ہوئے حجر اسود کی جانب اشارہ کریں اور پھر اپنی ہتھیلیوں کو آواز کے بغیر بوسہ دیں۔ (۲)

اس طرح استلام کرنے کے بعد آپ اپنی داہنی جانب اس طرح کھسک جائیں کہ حجر اسود آپ کے سامنے نہ ہو پھر آپ اپنی داہنی جانب مڑ جائیں اور اس وقت یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِيۡمَانًا بِكَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ

الٰہی تجھ پر ایمان لا کر اور تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کی پیروی کرتے ہوئے یہ طواف کر رہا ہوں۔

اب آپ کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے طواف کو مکمل کرنا ہے۔

طواف کے دوران خانہ کعبہ کی طرف دیکھنا

عمرے کا طواف ہو یا حج کا طواف ہو یا کوئی نفلی طواف ہو، کسی بھی طواف میں طواف کے دوران بیت اللہ کی طرف دیکھنا پسندیدہ نہیں ہے، طواف کے وقت آدمی کی نظر چلنے کی جگہ (پیروں کی طرف اور اس سے کچھ آگے (۳) رہنی چاہیے۔ اور اگر بیت اللہ کو دیکھتے ہوئے سینہ بیت اللہ کی طرف ہو جائے تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر اسی حالت میں کچھ فاصلہ طے کیا گیا تو اس حصہ کے طواف کا اعادہ ضروری

(۱) سنن ترمذی: ۹۶۳

(۲) موجودہ زمانے میں ازدحام (بھیڑ) کی وجہ سے طواف کے وقت حجر اسو کو بوسہ دیتے ہوئے استلام کرنا یا کسی لکڑی وغیرہ سے اسے چھو کر اور اسے چوم کر استلام کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے صرف وہ طریقہ لکھا گیا ہے جو عملی طور پر ممکن ہے۔

(۳) ردالمحتار، کتاب الحج ۴:۵۰۶

ہو جاتا ہے [١]، اس لیے اپنے سامنے نظر رکھتے ہوئے طواف کریں، بیت اللہ کی طرف بار بار مڑ کر نہ دیکھیں۔ یہی ہماری عبدیت کا امتحان ہے کہ کبھی بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے تو کبھی نہ دیکھنے کا مطالبہ ہے اور ہماری کامیابی اطاعت میں ہے۔

طواف میں رمل

طواف کے پہلے تین چکروں میں ''رمل'' کرنا مردوں کے لیے مسنون ہے اور اخیر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا مسنون ہے۔ مونڈھے (شانے) کو ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم چلنے کو ''رمل'' کہتے ہیں، اگر بھیڑ (ازدحام) کی وجہ سے رمل کا موقع نہ ملے تو رمل کی خاطر نہ رکیں بلکہ بغیر رمل کے طواف کریں اور جہاں جہاں موقع ملے اتنی دور رمل کرلیں، رمل چھوٹنے کی وجہ سے کوئی صدقہ لازم نہیں ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ عورتیں رمل نہیں کریں گی۔ [٢]

طواف میں رکن یمانی کا استلام

حجر اسود کے کونے سے پہلے والے کونے کو ''رکن یمانی'' کہتے ہیں، طواف کے دوران اسے دونوں ہاتھوں سے یا صرف داہنے ہاتھ سے چھونا مستحب ہے، اس لیے جب طواف کرتے ہوئے یہاں پہونچیں اور کسی کو تکلیف پہونچائے بغیر اسے چھونا ممکن دکھے تو اسے ہاتھ لگائیں اور اس کے بعد ہاتھوں کو بوسہ نہ دیں، اور اسے چھونا ممکن نہ دکھے تو بغیر ہاتھ لگائے ہی وہاں سے گذر جائیں اور اس کی طرف ہاتھ کا اشارہ بھی نہ کریں، اسی طرح اگر اس پر خوشبو لگائی گئی ہو تو بھی اسے ہاتھ نہ لگائیں، آج کل عموما اس پر خوشبو لگائی جاتی ہے۔

بعض حضرات دور سے اس کی جانب اشارہ کرتے ہیں یعنی استلام کرتے ہیں اور ہاتھوں کو چومتے ہیں، یہ غلط طریقہ ہے اور خلافِ سنت ہے، رکن یمانی سے گذرتے ہوئے یہ دعا پڑھنی چاہئے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

---

[١] احسن الفتاوی ۴: ۵۵۷

[٢] الشرح الکبیر ۹/ ۱۳۵، ط: جمہوریۃ مصر العربیۃ

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے''۔

ہر چکر میں حجرِ اسود کا استلام

رکن یمانی سے آگے بڑھنے کے بعد جب حجرِ اسود کے سامنے پہونچیں تو پھر ''استلام'' کریں، یعنی اس کی طرف چہرہ اور سینہ کرکے کھڑے ہوجائیں اور دونوں ہتھیلیوں کو حجرِ اسود کی طرف کئے ہوئے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر حجرِ اسود کی جانب اشارہ کریں اور اپنی ہتھیلیوں کو اس طرح بوسہ دیں کہ بوسہ کی آواز نہ آئے۔ (۱)

استلام کے وقت تکبیر، تہلیل، حمد باری تعالی اور درود شریف پڑھنا چاہیے، مثلاً یوں کہے:

اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَلَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِيِّ الْکَرِیْمِ۔ (۲)

''اللہ سب سے بڑا ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر رحمت (درود) نازل فرمائی''۔

یہاں تک آپ کے طواف کا ایک چکر مکمل ہوگیا، اسی طرح بقیہ سات چکروں کو مکمل کریں، ہر چکر کے اخیر میں استلام کرنا ہے یعنی سات چکر میں جملہ آٹھ مرتبہ استلام ہوگا، ساتویں چکر کے اخیر میں استلام کرتے ہی آپ کا طواف مکمل ہوجائے گا۔

طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہو تو کیا کریں؟

خانہ کعبہ کے اطراف سات مرتبہ چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں چاہے طواف نفلی ہو یا عمرہ کا ہو یا حج کا ہو، طواف کے دوران چکر کی تعداد میں بہت سے لوگوں کو شک ہوجاتا ہے، اس لیے اسے شمار کرنے یا یاد رکھنے کا خاص اہتمام کریں، اس کے لیے سات دانوں والی تسبیح وغیرہ استعمال کی جاسکتی ہے۔

اگر فرض یا واجب طواف کے دوران چکروں کی گنتی میں شک ہوجائے تو احتیاطاً طواف دوبارہ

---

(۱) فإن لم یمکنه مسه بشيء استقبله مشیرا إلیه بباطن کفیه حال کونهما حذاء اذنیه ثم یقبلهما (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید: ۱/ ۴۷۱)

(۲) مجمع الانہر: ۱/ ۴۰۳

شروع سے کرنا چاہیے، لیکن یقین کے مطابق بھی پورا کر سکتے ہیں، مثلاً چھ اور سات میں شک ہو تو چھ مان کر مکمل کر لے، اور اگر طوافِ سنت یا طوافِ نفل کے چکروں کی گنتی میں شک وشبہ ہو جائے تو غور کر کے غالب گمان کے مطابق طواف مکمل کرنا چاہئے (۱)۔ یہ ذہن نشین رہے کہ عمرہ کا طواف فرض ہے، حج میں طواف زیارت فرض ہے اور طواف وداع میقات سے باہر والے حاجیوں پر واجب ہے۔

طواف میں کم یا زیادہ پھیرے لگائے

عمرہ کے طواف میں ایک، دو یا تین پھیرے (چکر) چھوٹنے کی وجہ سے دم لازم ہو جاتا ہے، کئی لوگ حجر اسود پر مکمل پہونچنے سے پہلے طواف سے نکل جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا ساتواں چکر مکمل نہیں ہو پاتا ہے۔ یہاں احتیاط ضروری ہے۔ اور اگر شک یا غلطی کی وجہ سے سات سے زائد پھیرے ہو جائیں تو اس کی وجہ سے کچھ بھی لازم نہیں ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص عمرہ کے طواف میں چار پھیرے یا اس سے زیادہ چھوڑ دیا اور سعی کر کے حلق کرا لیا تو اس کا عمرہ نہیں ہوا، اس پر عمرہ کی قضا اور کفارے کے طور پر ایک دم لازم ہوگا۔ (۲) لیکن اگر وہ حلق نہیں کرایا ہے تو احرام باقی ہے، اسی احرام میں پھر سے مکمل طواف کر کے واجب الطواف پڑھ لے، اس کے بعد دوبارہ سعی کر لے اور حلق کرا لے، اس کا عمرہ ہو جائے گا اور دم بھی لازم نہیں ہوگا۔

طواف حطیم سے باہر ہونا ضروری ہے۔

طواف ''حطیم'' کے باہر کرنا ضروری ہے اور عام طور پر اسے بند رکھا جاتا ہے، لیکن اگر کسی شخص کو اتفاق سے طواف کے دوران اس میں سے گزرنے کا راستہ کھلا مل جائے اور وہ کسی چکر میں اس کے اندر سے گزر جائے تو اس چکر کو دوبارہ کرنا لازم ہوگا، ورنہ طواف ناقص رہے گا اور دوبارہ نہ کرنے کی صورت میں اس نقصان کی تلافی کے لیے دم دینا ہوگا۔ (۳)

---

(۱) ردالمحتار: ۲/۴۹۶، تقریرات الرافعی، کتاب النوازل: ۷/۳۹۹

(۲) ہدایۃ: باب اضافۃ الاحرام الی الاحرام

(۳) فتح القدیر: باب الجنایات، فصل طاف طواف القدوم محدثا۔

طواف میں وضو ٹوٹ جائے

اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اسی جگہ طواف کا سلسلہ روک دیں اور اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں کہ آپ کا وضو طواف کرتے وقت کس مقام پر ٹوٹا ہے اور مطاف میں آنے والی سیڑھیوں کے نیچے بنے وضو خانوں میں جا کر وضو کرلیں اور وضو کے بعد جہاں پر وضو ٹوٹا تھا وہیں سے بقیہ طواف کی تکمیل کریں اور احتیاط یہ ہے کہ اس چکر کو حجر اسود سے شروع کریں۔ [۱]

طواف میں بار بار وضو توڑنے والی چیز پیش آئے

اگر کوئی خاتون ''لیکوریا'' (سیلان الرحم) (Likoria / Leukorrhea) یا ''استحاضہ'' (Bleeding) کے مرض میں مبتلا ہو یا کسی شخص کو گیس اتنی کثرت سے خارج ہوتی ہو یا پیشاب کے قطرے اتنی کثرت سے نکلتے ہوں کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کے بقدر بھی خالی وقفہ نہ ملتا ہو، تو وہ شخص شرعاً معذور ہے، اور ایسے معذور کو یہ رخصت حاصل ہے کہ وہ ایک نماز کے وقت میں وضو کرلے تو وقت کے اخیر تک اس کا وضو برقرار مانا جاتا ہے اور درمیان وقت میں وہ عذر پیش آجائے تب بھی وضو نہیں ٹوٹتا؛ بلکہ وقت کے ختم ہونے پر اس کا وضو ختم ہوتا ہے۔ اس لیے اگر کسی کی یہ کیفیت ہے تو ایک نماز کے وقت کے اندر مسلسل عذر پیش آنے کے باوجود وہ طواف جاری رکھ سکتا ہے، لیکن اگر طواف کے دوران ایک نماز کا وقت ختم ہوا تو طواف کے بقیہ چکروں کے لیے اسے پھر سے وضو کرنا ہوگا۔

لیکن اگر کسی کو اتنی کثرت سے وضو توڑنے والی چیز پیش نہ آتی ہو تو وہ شرعی طور پر معذور نہ ہوگا اور جب بھی وضو توڑنے والی چیز پیش آئے گی طواف روک کر وضو کرنا اس پر لازم ہوگا۔

طواف کے دوران ماہواری شروع ہوگئی

طواف کے دوران کسی عورت کی ماہواری شروع ہوجائے تو وہ طواف کو وہیں روک دے گی، اور مطاف سے نکل جائے گی، اور جب پاک ہوجائے گی تو ازسرنو مکمل طواف کرے گی۔

---

[۱] انوار مناسک: ۳۸۱، زبدۃ المناسک: ۱۲۳، فتوی دار العلوم دیوبند: سوال وجواب نمبر: 47966

طواف کے دوران نماز شروع ہوگئی

طواف کے درمیان بلا ضرورت کوئی دوسرا عمل کرنا مکروہ ہے، فرض، سنتیں یا نمازِ جنازہ پڑھنا ضرورت کے تحت داخل ہے، اس لیے اگر طواف کے دوران فرض نماز کی جماعت شروع ہو جائے تو نماز میں شریک ہو جائیں اور پھر طواف وہیں سے شروع کریں جہاں چھوڑا تھا، سنتوں کے بارے میں بہتر یہی ہے کہ فرض کے بعد انہیں پڑھ کر طواف کریں، لیکن طواف مکمل کرنے کے بعد بھی سنتیں پڑھنے کی گنجائش ہے۔[۱]

حرم شریف میں اکثر نمازوں کے بعد نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے، اگر نماز کے لیے طواف کو موقوف کیا ہے تو بہتر یہ ہے کہ نمازِ جنازہ پڑھ کر طواف شروع کریں، لیکن اگر کوئی عذر اور جلدی ہو تو نمازِ جنازہ پڑھے بغیر طواف مکمل کرنے کی بھی اجازت ہے۔ اور طواف کے دوران ان نمازوں کے لیے رکنے کی وجہ سے کوئی صدقہ وغیرہ لازم نہیں ہوتا ہے۔

نماز پڑھتے وقت ''اضطباع'' ختم کردیں

طواف کے دوران نماز پڑھنے کی صورت میں اس بات کا خیال رکھیں کہ طواف کے لیے آپ نے جو ''اضطباع'' کیا تھا، نماز پڑھنے کے وقت اسے ختم کر کے چادر کو کندھے پر ڈال لیں اور نماز کے بعد طواف شروع کرنے سے پہلے پھر سے اضطباع کرلیں۔

طواف میں موبائل کا استعمال

طواف کے دوران بوقت ضرورت ضروری بات کر سکتے ہیں، موبائل کال ریسیو کر سکتے ہیں، لیکن بلا وجہ سے اس کے استعمال سے مکمل بچنا چاہئے، بعض لوگ اپنے گھر والوں کو ویڈیو کال پر اپنے طواف کا منظر دکھانے لگتے ہیں، یہ بالکل ہی نامناسب عمل ہے؛ کیونکہ یہ وقت رب کی طرف خالص توجہ اور اس سے مناجات کا وقت ہے، اس وقت غیر اللہ سے کٹ کر اپنے گناہوں کا استحضار کر کے اپنے رب کو منانے میں مصروف رہیں، تاکہ آپ کی حاضری مفید اور مقبول ہو جائے۔

---

[۱] بدائع الصنائع: ۲/ ۱۳۰

اسی طرح بعض لوگ اس موقع پر موبائل میں ویڈیو بنانا شروع کردیتے ہیں، یہ اس مقام اور اس عبادت کے ادب واحترام کے بالکل خلاف ہے، یہ بہت بڑا فتنہ ہے، اس سے بچنا بہت ضروری ہے، یہاں کی یادگار موبائل میں قید کر کے نہ لے جائیں، اس سے آپ کو کیا مل جائے گا، آپ اسے کتنی بار دیکھیں گے، اور کسی کو دکھا کر کیا فائدہ ہوگا؟! بلکہ ریاکاری ہو جائے گی، یہ ایک گناہ بے لذت ہے، خدارا اس سے بچیں اور اس مقام کی حاضری کو اپنے نامہ اعمال میں اچھے انداز میں محفوظ کرانے اور اللہ کے یہاں مقبول بنانے پر توجہ دیں۔ یہ تصور رکھیں کہ ابھی آپ جس مقام پر ہیں یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قدمِ مبارک پڑے ہیں۔ آپ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ابھی اس مقام پر آپ طواف جیسی عظیم عبادت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس لیے اس قیمتی وقت اللہ کو منانے اور اس کی رضا حاصل کرنے میں گزاریں، اور چونکہ مطاف میں دعائیں قبول ہوتی ہے، اس لیے اس وقت اپنی مرادیں اللہ کے سامنے پیش کریں، احادیث میں منقول دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی زبان میں بھی دعاؤں کا اہتمام کر سکتے ہیں، اس لیے اپنے لیے، اپنے اہل وعیال، دوست واحباب، رشتے دار اور پوری امت مسلمہ کے لیے دنیا وآخرت کی بھلائیاں مانگنے کا اہتمام کریں۔

طواف میں دعا کا طریقہ

طواف کے دروان اجتماعی دعا کے بجائے آہستہ آہستہ انفرادی دعا کرنی چاہئے، نیز ہر زبان میں دعا کر سکتے ہیں اور زبانی دعائیں کرنے کے ساتھ کسی کتابچہ وغیرہ میں لکھی ہوئی دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ بس یہ خیال رہے کہ جس دعا یا ذکر میں خشوع زیادہ ہو، اسی کو پڑھیں، بعض حضرات طواف کے دوران بہت اونچی آواز میں دعائیں پڑھتے ہیں، ایسا کرنا مناسب نہیں ہے، عاجزی وانکساری اور اللہ عزوجل کی طرف کامل توجہ کے ساتھ تیسرا کلمہ، چوتھا کلمہ، درود شریف یا کوئی دعا جس میں دھیان لگے، طواف میں پڑھتے رہنا چاہیے۔

طواف کے ہر چکر کی الگ الگ مختلف دعائیں جو مشہور ہیں، یہ دعائیں خاص طواف کے وقت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول نہیں ہیں، اس لیے ان دعاؤں کو سنت سمجھ کر پڑھنا درست نہیں ہے۔ البتہ اس موقع پر انہیں سنت سمجھے بغیر پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''رکن یمانی'' اور ''حجر اسود'' کے درمیان رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھتے ہوئے سنا۔ (۱)

طواف کے دوران رک کر دعا مانگنا

طواف کے دوران کسی جگہ رک کر دعا مانگنا یا بیت اللہ سے چمٹ کر دعا مانگنا مکروہ ہے، طواف تسلسل کے ساتھ ہونا چاہیے۔ (۲) اور اگر آپ دوران طواف دعا مانگنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے رکنے کی ضرورت نہیں، طواف جاری رکھنے کے ساتھ دعا مانگتے رہیں۔ اور طواف کے علاوہ عام حالات میں اگر موقع ملے تو ملتزم سے چمٹ کر دعا کرنی چاہیے، وہ دعا کی قبولیت کی جگہ ہے۔

طواف کے دوران خانہ کعبہ کی دیوار کو چھونا

طواف کے دوران صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرنا مسنون ہے، ان کے علاوہ ''بیت اللہ'' کے کسی اور کونے یا دیوار کو ہاتھ لگانا یا استلام کرنا مکروہ ہے۔ (۳)

موجودہ حالات کے مطابق احرام کی حالت میں غلاف کعبہ، باب کعبہ، حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونے سے اجتناب کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ ان میں وافر مقدار میں خوشبو لگائی جاتی ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ احرام کی حالت میں ان کو چھونے کے بعد اگر ہاتھوں میں عطر کے آثار نہ دکھیں صرف مہک محسوس ہو تو اس کی وجہ سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی، نہ دم اور نہ صدقہ، البتہ اگر عطر کے آثار واجزاء اور اس کا سیال مادہ ہاتھوں میں دکھے تو ایسی صورت میں اگر معمولی خوشبو لگی ہو تو صدقہ لازم ہوگا اور اگر زیادہ خوشبو لگی ہو تو دم لازم ہوگا۔

---

(۱) السنن الکبریٰ، بیہقی: ۵/ ۸۴

(۲) غنیۃ الناسک، ص ۶۷، ردالمحتار: فصل فی الاحرام، مستحبات الطواف

(۳) حج کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا: ۱/ ۱۴۳

مقام ابراہیم، حطیم، دیوار کعبہ یا غلاف کعبہ کو چھونا اور بوسہ دینا

آج کل یہ دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ طواف کے دوران ''مقام ابراہیم'' کے پاس جب پہونچتے ہیں تو اسے چھونے کی کوشش کرتے ہیں بعض اسے بوسہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، بعض لوگ اپنے رومال وغیرہ کو اس پر ملتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ طواف کے دوران حطیم کی دیوار کو بھی چومنے اور بوسہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح طواف کے دوران غلاف کعبہ کو چومنا بھی ثابت نہیں ہے، کئی فقہاء نے ان کاموں کو بدعت کہا ہے، (۱) اس لیے ان سے مکمل بچیں۔ حضرت سفیان بن بشیرؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ''مقام ابراہیم'' پر کپڑا پھیرتے ہوئے دیکھا تو انہیں منع کیا اور فرمایا کہ تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے، بلکہ اس کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۲)

ہاں طواف کے علاوہ دیگر کسی موقع پر خانہ کعبہ کی تعظیم ومحبت میں اس کی دیواروں کو چھونا، بوسہ دینا، غلاف کعبہ کو پکڑنا یا اس سے رخسار لگانا درست ہے۔ (۳)

طواف میں قرآن کریم کی تلاوت

طواف کے دوران قرآن کریم کی تلاوت منقول نہیں ہے، اس کے بجائے ذکر ودعا میں مصروف رہنا زیادہ افضل ہے۔ (۴)

دورانِ طواف خشکی کی وجہ سے سونف کے دانے وغیرہ کھانا

طواف میں بوقتِ ضرورت کوئی چیز کھانے اور پینے کی اجازت ہے، لیکن اگر احرام کی حالت میں

---

(۱) الایضاح فی مناسک الحج والعمرۃ للنووی: ۳۹۲

(۲) الجامع لعلوم الامام احمد: ۶۱/۸

(۳) وأصحابه قد استلموا البيت من الباب إلى الحطيم وقد وضعوا خدودهم على البيت , ورسول الله صلى الله عليه وسلم وسطهم (السنن الكبرى للبيهقي: ۴۰۵۷)

شرح الوقایۃ: ۲/ ۲۶۵، رد المحتار: ۲/ ۵۲۴

(۴) الدر المختار: ۲/ ۴۹۷

طواف ہوتو اس میں خوشبودار چیزوں کا استعمال ممنوع ہے، جس میں سونف اور الائچی وغیرہ بھی شامل ہے، ہاں بغیر احرام کے طواف میں خشکی کی وجہ سے سونف کے دانے وغیرہ کھانے کی گنجائش ہے۔

طواف کے دوران کچھ دیر آرام کے لیے بیٹھنا

طواف کے پھیرے پے در پے لگانا مسنون ہے، لیکن اس دوران تھک جائیں تو آرام کے لیے رک سکتے ہیں۔

بغیر عذر کے وہیل چیئر یا الکٹرانگ گاڑی پر طواف

صحت مند چلنے پر قادر شخص کے لیے طواف میں پیدل چلنا واجب ہے، اگر کوئی شخص بغیر کسی عذر کے پیدل چلنے کو ترک کر کے کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرتا ہے، جیسے: وہیل چیئر یا الکٹرانگ گاڑی، یا الکٹرانگ وہیل چیئر پر طواف کرتا ہے، تو اس پر اس طواف کو لوٹانا ضروری ہو جاتا ہے اور نہ لوٹانے کی صورت میں اس پر دم دینا لازم ہو جاتا ہے، سعی کا بھی یہی حکم ہے۔ [۱]

طواف کے بعد کی دو رکعت

طواف کے بعد آپ کو دو رکعات نماز ادا کرنی ہے، ہر طواف کے بعد اس کو پڑھنا واجب ہے، چاہے فرض طواف ہو یا واجب طواف ہو یا نفلی طواف ہو۔ اگر کوئی شخص طواف کے بعد اسے پڑھنا بھول گیا تو جب تک نہ پڑھے یہ نماز اس کے ذمہ میں باقی رہتی ہے، اور جب بھی پڑھے گا ادا ہو جائے گی، حتی کہ اگر کوئی شخص بھولے سے اسے پڑھے بغیر وطن چلا گیا وہاں جا کر اسے ادا کیا تو بھی ادا ہو جائے گی، اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا مکروہ ہے، لیکن اس کی وجہ سے دم لازم نہیں ہوتا ہے۔ [۲]

جب عمرہ کے طواف سے آپ فارغ ہو جائیں تو بہتر ہوگا کہ آپ ''مقام ابراہیم'' کے پیچھے کسی ایسی جگہ پہونچیں جہاں آپ کسی کو تکلیف دئے بغیر دو رکعت ادا کر سکیں، اور وہاں سے نماز پڑھنے کے بعد آپ کے لیے حجر اسود تک آنا بھی آسان ہو، کیونکہ سعی کے لیے جانے سے پہلے بھی آپ کو حجر اسود کا

---

[۱] لو ترکه بلا عذر أعاده وإلا فعليه دم، لأن المشي واجب (ردالمحتار: ۲/ ۴۶۸)

[۲] لباب المناسک: ص ۲۱۸

استلام کرنا ہے، نماز پڑھنے سے پہلے اپنی چادر میں جو ''اضطباع'' کیا تھا اسے ختم کر کے احرام کی چادر کو اپنے مونڈھوں پر ڈال لیں، اس کے بعد دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کریں۔ ان دو رکعتوں میں مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں **سُوْرَۃُ الْکَافِرُوْنَ** اور دوسری رکعت میں **سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص** پڑھیں۔

واضح رہے کہ یہ نماز مقام ابراہیم ہی کے پاس پڑھنا ضروری نہیں ہے حرم شریف میں پڑھنا سنت ہے، اور مقام ابراہیم اور بیت اللہ کو سامنے لے کر پڑھنا افضل ہے[١] بعض لوگ اس کی کوشش کرنے میں طواف کرنے والوں کو تکلیف دیتے ہیں، اور ایسی جگہ نماز شروع کر دیتے ہیں کہ طواف کرنے والے ان کی گردن کے اوپر سے گزر جاتے ہیں، ایسا ہرگز نہ کریں، یہ خود کو خطرے میں ڈالنے کے ساتھ طواف کرنے والوں کو تکلیف دینا ہے، یہ نماز پورے حرم میں کہیں بھی ادا کر سکتے ہیں۔

ان اوقات میں دوگانہ طواف (واجب الطواف) نہ پڑھیں

طواف کے بعد کی دو رکعت (واجب الطواف) کو مکروہ اوقات میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح اگر آپ نے عصر کی نماز پڑھنے کے بعد طواف کیا اور مغرب سے پہلے آپ کا طواف مکمل ہوا تو مغرب کی سنت کے بعد ان دو رکعتوں کو ادا کریں اور اگر فجر کی نماز کے بعد طواف مکمل کیا تو سورج طلوع ہونے کے کم از کم دس منٹ بعد اس نماز کو ادا کریں۔[٢]

سعی کے بعد دوگانہ طواف (واجب الطواف) پڑھنا

مکروہ اوقات ہونے کی وجہ سے طواف کی دو رکعاتِ واجبہ کو طواف کے فوری بعد نہ پڑھنا بلکہ اس سے پہلے سعی کر لینا اور سعی کے بعد اسے پڑھنا بغیر کسی کراہت کے جائز ہے۔[٣]

ملتزم پر دعا کا اہتمام

کتابوں میں لکھا ہے کہ طواف کی دو رکعت نماز کے بعد مردوں کو چاہئے کہ ملتزم پر آ کر ملتزم سے چمٹ کر دعا کا اہتمام کریں؛ کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ عمل مسنون ہے،

---

[١] لباب المناسک: ص ٢١٨
[٢] مناسک ملا علی قاری: ١٥٧
[٣] بدائع الصنائع: ٢/ ٢٩٤

لیکن موجودہ زمانے میں بھیڑ کی وجہ سے وہاں تک پہونچنا اوراس سے چمٹ کر دعا کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے اور وہاں تک پہونچنے میں کئی شرعی ممنوعات کا ارتکاب ہوجاتا ہے، عورتیں بھی ملتزم اور بیت اللہ کے غلاف تک پہونچنے کی کوشش میں رہتی ہیں، اور بھیڑ میں دبی رہتی ہیں، جو بالکل ہی نامناسب اور تعلیم شریعت کے خلاف ہے، بارہا ایسا ہوتا کہ کہ مرد وعورت کا بدن ایک دوسرے سے چپک جاتا ہے، اور انسان بھیڑ میں دوسروں کی تکلیف کا باعث بھی بنتا ہے اور تکلیف اٹھاتا بھی ہے۔

اور اگر وہاں آسانی سے پہونچ بھی گئے تو بھی اس سے چمٹ کر دعا کرنے میں ایک روکاٹ یہ ہوتی ہے کہ اس پر وافر مقدار میں عطر لگی ہوتی ہے، جس کی وجہ احرام کی حالت میں اس کو ہاتھ لگانے اور اس سے چمٹنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ آپ ابھی وہاں نہ جائیں، بلکہ بعد میں کبھی بغیر احرام کے آسانی سے موقع مل جائے تو اس قبولیت کے مقام سے استفادہ کریں۔

ملتزم کے علاوہ خانہ کعبہ، غلاف کعبہ یا بیت اللہ کی چوکھٹ پکڑ کر دعا کرنا

ملتزم سے چمٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے اور یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے، البتہ ''بیت اللہ'' کی چوکھٹ یا غلاف کعبہ کو پکڑ کر یا ''بیت اللہ'' کے کسی بھی حصہ سے چمٹ کر دعا مانگنا بھی جائز ہے۔ [۱]
لیکن جب آپ احرام کی حالت میں ہوں تو اس طرح دعا کرنے سے بچیں؛ کیونکہ ملتزم کی طرح غلاف کعبہ، کعبہ کی چوکھٹ وغیرہ پر بھی وافر مقدار میں خوشبو لگائی جاتی ہے۔

طواف سے فارغ ہو کر زمزم پئیں

طواف کے بعد سعی کے لیے جانے سے پہلے آب زمزم پینا مسنون ہے، مطاف اور مسجد حرام میں وسیع پیمانے پر زمزم کے پانی کا انتظام ہے، طواف سے فراغت کے بعد خوب شکم سیر ہو کر زمزم پینے کا اہتمام کریں۔

زمزم بہت مبارک اور مقدس پانی ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس بجھانے کے لیے بحکم الٰہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے زمین پر پر مارنے سے جاری ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے:

---

[۱] ردالمحتار: ۲/ ۵۲۴

خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيهِ طَعَامُ الطُّعْمِ، وَشِفَاءُ السُّقْمِ ①

روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم ہے، اس میں غذائیت اور بیماری کی شفا ہے۔

ایک دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فضیلت منقول ہے:

زمزم ان تمام مقاصد کے لیے مفید ہے جن کے لیے اسے پیا جاتا ہے، اگر تم اسے شفایابی کے لیے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں شفا نصیب کریں گے، اگر اسے شکم سیری کے لیے پیو گے تو اللہ تعالیٰ شکم سیر کر دیں گے، اگر اسے پیاس بجھانے کے لیے پیو گے تو اللہ تعالیٰ پیاس دور کر دیں گے۔ ②

اس حدیث کی روشنی میں فقہاء نے وضاحت فرمائی ہے کہ دنیاوی واخروی مسائل کو حل کرنے کے لیے آبِ زم زم پینا مسنون ہے۔

آبِ زمزم کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر دونوں طرح پینا جائز ہے، چاہے حج وعمرہ کے دوران پیا جائے یا گھر میں، تاہم کھڑے ہو کر پینا مستحب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب تم زمزم کا پانی پیو تو کعبہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو اور اللہ کا نام لو، اور تین سانس میں پیو، اور خوب سیر ہو کر پیو، پھر جب فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو''۔ ③

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آبِ زمزم پیتے وقت یہ دعا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ ④

''اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والے علم اور فراخی والے رزق اور ہر مرض سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

---

① مجمع الزوائد: ۵۷۱۲
② دار قطنی: ۲۸۹/۲
③ سنن ابن ماجہ: ۳۰۶۱
④ سنن الدار قطنی: ۲۷۳۸

سعی کے لیے روانگی

سعی کے لیے صفا پر پہونچنے سے پہلے حجر اسود کے سامنے آئیں اور جس طرح طواف کے دوران استلام کر رہے تھے، اسی طرح پھر سے حجر اسود کا استلام کریں، یہ استلام سعی کی سنتوں میں سے ہے۔ اکثر لوگ اسے چھوڑ دیتے ہیں بلکہ یہ کرنا اکثر لوگوں کو معلوم ہی نہیں ہے، آپ کوشش کریں کہ یہ استلام کریں تا کہ یہ سنت نہ چھوٹے، لیکن اس کے نہ کرنے کی وجہ سے کوئی جزاء لازم نہیں ہوتی ہے۔

اس کے بعد سعی کے لیے صفا تک پہونچیں، حجر اسود اور مقام ابراہیم کے پچھلے حصہ میں مسجد حرام کے دو داخلی دروازوں پر لگی سنہری پٹی پر ''اِلَی الْمَسْعَی''، ''To SA'I AREA'' لکھا ہوگا، اس راستہ سے جائیں اور درمیان میں لگے ہوئے اشاروں کو دیکھتے جائیں، آپ صفا تک آسانی سے پہونچ جائیں گے، حسب ضرورت ''رِجَالُ الْاَمن'' (پولیس) سے یا کام کرنے والے عملے سے مدد لے سکتے ہیں۔

صفا پہاڑی کی تھوڑی نشانی ابھی بھی موجود ہے جسے شیشوں سے گھیر دیا گیا ہے، آپ اس مقام پر پہونچنے کے وقت یہ پڑھ لیں:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ

''میں اسی سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے، بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہے''۔

سعی کا آغاز

صفا پر پہونچ کر سب سے پہلے سعی کی نیت کر لیں کہ یا اللہ میں سعی کرنے جارہا ہوں اسے آسان کردے اور قبول فرمالے۔

اس کے بعد صفا پر خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ آپ کی نظر بیت اللہ پر ہو، پھر دعا میں ہاتھ اٹھانے کی طرح ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ ہلکی بلند آواز میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مقام پر یہ بھی پڑھنا منقول ہے، آپ بھی پڑھنے کی کوشش کریں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَئٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ [١]

"اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے پورے عالم کی فرمانروائی ہے اور وہی قابل تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی"۔

پھر آہستہ آواز میں درود شریف پڑھیں، اور عربی دعاوں کے علاوہ اپنی زبان میں جو دعائیں کرنی ہے وہ دعائیں کریں، جلد بازی نہ کریں، بلکہ یہاں اپنے لیے، اہل وعیال کے لیے، دوست واحباب کے لیے اور پوری امت مسلمہ کے لیے دعائیں کریں، اس مقام پر بھی دعا قبول ہوتی ہے۔

دعا سے فراغت کے بعد صفا سے اتر کر مروہ کی طرف روانہ ہوجائیں، صفا سے اترتے ہوئے یہ دعا پڑھنی ہے:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ عَلٰى سُنَّةِ نَبِيِّكَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

"اے اللہ مجھے اپنے نبی کی سنت پر زندہ رکھ اور ان کی شریعت پر مجھے موت دے اور اے ارحم الراحمین مجھے فتنوں کی گمراہیوں سے بچالے"

اب آپ کی سعی شروع ہوچکی ہے، معتدل رفتار سے چلتے ہوئے مروہ پہونچیں۔

میلین اخضرین کے درمیان تیز قدم چلنا ہے یا دوڑنا ہے؟

میلین اخضرین کے درمیان مردوں کے لیے جھپٹ کر تیز تیز قدم چلنا مسنون ہے، جب وہاں پہونچیں تو تیز قدم چلیں؛ کیونکہ اس مقام پر تیز تیز قدم نہ چلنا مکروہ ہے۔

آج کل "میلین اخضرین" کے حصہ کو سبز روشنی کے ذریعہ نمایاں کیا گیا ہے، اس حصہ میں سعی کے

[١] مسلم: باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوران یہ دعا زبان پر ہو:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ وَتَكَرَّمْ ، اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، (میری خطاؤں سے) درگزر فرما اور کرم فرما، بے شک تو ہی سب سے زیادہ عزت والا اور سب سے بڑا اکرم کرنے والا ہے۔''

واضح رہے کہ میلین اخضرین کے درمیان بہت زیادہ تیز دوڑنے اور دوسروں کو دھکے دینے سے بچیں؛ کیونکہ بہت زیادہ تیز دوڑنا بھی خلافِ سنت ہے۔ (۱)

میلین اخضرین کے درمیان عورتوں کے چلنے کا طریقہ

عورتوں کے لیے ''میلین اخضرین'' کے درمیان میں بھی عام ہیئت پر معتدل رفتار سے چلنا مسنون ہے، آج کل بہت سی خواتین بھی مردوں کی دیکھا دیکھی تیز قدم چلنے لگتی ہیں یا دوڑنے لگتی ہیں یہ برا اور خلافِ سنت عمل ہے، عورتوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ (۲)

مروہ پر بھی دعا کریں

سعی کرتے ہوئے جب آپ مروہ پہونچیں تو وہاں بھی خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جائیں اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کی طرح ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ بلند آواز میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہیں، اور یہ بھی پڑھنے کی کوشش کریں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ،

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (۳)

''اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے پورے عالم کی فرمانروائی ہے، وہی قابل تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے

---

(۱) رد المحتار: ۳/ ۵۸۸

(۲) حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی: ۷۳۸، ط: دار الکتب العلمیۃ

(۳) مسلم: باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔“

اس کے بعد درود شریف پڑھنے اور دعا کرنے کا اہتمام کریں، یہاں بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ صفا اور مروہ پر رک کر دعا کرنے میں جلد بازی نہ کریں؛ کیونکہ ان دونوں مقام پر دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے۔

صفا سے سعی کا آغاز اور مروہ پر اختتام

مروہ پہونچنے پر آپ کی سعی کا ایک چکر مکمل ہوگیا، اور جب مروہ سے صفا تک آئیں گے تو دوسرا چکر مکمل ہوگا، اس طرح جملہ سات چکر آپ کو مکمل کرنا ہے اور ہر بار صفا اور مروہ پر رک کر پہلے چکر کی طرح تکبیر و تہلیل، درود شریف اور دعا کا اہتمام کرنا ہے۔ یہ ذہن میں رکھیں کہ سعی صفا سے شروع ہوتی ہے اور مروہ پر ختم ہوتی ہے، اور سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے، اس کے خلاف کرنے پر دم لازم ہوجاتا ہے۔ (۱)

کیا سعی میں صفا اور مروہ کی بلندی تک جانا ضروری ہے؟

سعی میں مسنون یہ ہے کہ صفا اور مروہ پر اتنا چڑھا جائے کہ کعبہ معظّمہ نظر آجائے، اگر کوئی عذر نہ ہو جیسے زیادہ بھیڑ نہ ہو تو اس کا اہتمام کرنا چاہئے، عذر کے بغیر اسے چھوڑنا مکروہ ہے، لیکن سعی کے درست ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر چکر میں صفا اور مروہ کے درمیان کی پوری مسافت طے کی جائے، بلندی تک چڑھنا سعی کے درست ہونے کے لیے واجب نہیں ہے، اس لیے اگر ہر چکر میں بالکل آخر تک پہنچ جائیں، اور بالکل اونچائی تک چڑھے بغیر دوسری طرف مڑ جائیں تو بھی سعی درست ہوگی۔ (۲)

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۱۳۳

(۲) لباب المناسک: ۲۵۳

سعی کے لیے وضواور پاکی مستحب ہے

سعی کا باوضو ہونا مستحب ہے طواف کی طرح ضروری نہیں ہے، اس لیے اگر وضوٹوٹ جائے تو بہتر ہوگا کہ وضو بنانے کا اہتمام کریں، مروہ گیٹ سے باہر نکلتے ہی وضووغیرہ کا وسیع انتظام ہے۔

سعی پاکی کی حالت میں کرنا مسنون ہے، لیکن اگر کسی خاتون کو ماہواری آگئی تو وہ اس حالت میں سعی کرسکتی ہے۔

عذر کے بغیر وہیل چیر وغیرہ پر سعی کرنا

بلا عذر سواری پر یا ویل چیر پر یا الکٹرانگ گاڑیوں پر سعی کرنا درست نہیں ہے اور باعث گناہ ہے، اور ایسا کرنے پر دم واجب ہوجاتا ہے۔[۱] آج کل اکثر و بیشتر لوگ محض سہولت پسندی میں بغیر عذر کے الکٹرانک گاڑیوں پر سعی کرنے کو اختیار کرتے ہیں، یہ برا عمل ہے، آپ ایسا نہ کریں۔

سعی کے چکروں کو چھوڑنا

سعی میں پہلے چار چکر فرض ہیں اور ان کے بعد تین چکر واجب ہیں، اگر کسی نے تین یا اس سے کم چکر چھوڑ دیئے تو سعی ہوجائے گی، لیکن ہر چکر کے بدلے میں نصف صاع (ایک کلو چھ سو تینتیس گرام) گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر چار یا اس سے زیادہ چکر رہ گئے ہیں اور احرام کھول دیا ہے تو دم لازم ہوگا، اور اگر احرام کھولنے سے پہلے ان کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہوجائے گا۔

سعی کی تعداد میں شک

اگر سعی کے چکروں کی تعداد میں کچھ شک ہوجائے تو کم کا اعتبار کرکے پورا کریں۔

سعی کے درمیان وقفہ

سعی کے سارے چکروں کو پے در پے کرنا مسنون ہے، بلا عذر ان کے درمیان فاصلہ کرنا مکروہ ہے، لیکن سعی کے دوران تھک جانے کی صورت میں کچھ دیر آرام کے لیے رک سکتے ہیں، اور کوئی عذر ہو تو وقفہ کرسکتے ہیں، اس طرح نماز شروع ہوجائے تو درمیان میں رک کر نماز پڑھ لیں اور جہاں رکے تھے

---

[۱] غنیۃ الناسک: ص: ۱۳۳، ۱۳۴

بقیہ سعی وہیں سے مکمل کریں۔

سعی کے دوران ذکر ودعا

سعی کے دوران ذکر ودعا میں مصروف رہیں، عربی دعاؤں کے علاوہ اپنی زبان میں دعا کر سکتے ہیں، دعا آہستہ آہستہ انفرادی طور پر ہاتھ اٹھائے بغیر کرنی ہے، ذکر ودعا کے علاوہ بقدر ضرورت کسی سے ضروری بات کر سکتے ہیں، لیکن ایسی باتیں کرنا مکروہ ہے جو سعی میں ذکر ودعا سے غفلت کا ذریعہ بنے۔

عمرہ میں طواف مکمل کرنے سے پہلے سعی کر لینا

سعی کا طواف کے بعد ہونا واجب ہے، اگر کسی نے مکمل طواف یا طواف کے چار چکروں سے پہلے عمرہ کی سعی کی تو اس کے لیے طواف کے بعد دوبارہ سعی کرنا ضروری ہوگا، پہلے کی سعی معتبر نہیں ہوگی۔ (۱)

طواف کے بعد سعی چھوڑ دیا اور حلق کرا کر کپڑے پہن لیا

اگر عمرہ کرنے والا طواف کے بعد سعی سے پہلے حلق کرا کر سلے ہوئے کپڑے پہن لے تو اس پر دم لازم ہوگا، اور سعی بھی کرنی ہوگی۔ سعی کے لیے دوبارہ احرام باندھنا ضروری نہیں، وہ سلے ہوئے عام کپڑوں میں سعی کرے گا۔ (۲)

طواف کے بعد سعی اور حلق سے پہلے کپڑے پہن لیا

اگر کوئی شخص محض طواف کے بعد سعی اور حلق سے پہلے عام لباس پہن لیا تو اس پر لازم ہوگا کہ فوراً سلے ہوئے عام لباس کو اتار کر احرام کی چادریں بدن پر ڈال لے، اور سعی کر کے حلق کرائے۔ اب اگر اس نے سلے ہوئے کپڑے ایک گھنٹہ سے کم پہنا ہے تو ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ دے گا، اور اگر اس سے زیادہ لیکن ایک دن یا ایک رات (بارہ گھنٹوں) سے کم پہنا ہے تو صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ دینا واجب ہوگا، اور اگر اس سے زائد وقت تک پہنا ہے تو دم دینا واجب ہوگا۔ (۳)

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۲۷۷

(۲) شرح لباب المناسک: ۲۴۸

(۳) غنیۃ الناسک: ۲۵۱، کتاب المسائل: ۳/ ۱۷۲

سعی کئے بغیر مدینہ منورہ چلا گیا یا وطن واپس آ گیا

سعی کرنا واجب ہے، اگر کوئی شخص عمرہ میں طواف کے بعد سعی نہیں کیا اور حلق کرا کر عام لباس پہن لیا اور مکہ مکرمہ سے نکل کر مدینہ منورہ چلا گیا یا وطن کو واپس آ گیا تو اس پر سعی کو چھوڑنے کی وجہ سے ایک دم لازم ہوگا اور اس کا عمرہ ہو جائے گا۔ (۱)

سعی کے بعد دو رکعت نفل

سعی مکمل ہونے کے بعد مسجد حرام کے کسی حصہ میں آ کر دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے، اسے پڑھ کر اللہ کا شکر ادا کریں، عمرہ کے اعمال میں کمی کوتاہی کی معافی مانگیں اور عمرہ کی قبولیت کی دعا کریں۔

بہت سے لوگ سعی کے بعد کی اس کو نفل کو مروہ پر ہی پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، جس سے بسا اوقات سعی کرنے والوں کو بھی دشواری ہوتی ہے، یہ نماز مروہ پہاڑی پر نہ پڑھی جائے ورنہ ایک نئی بدعت شروع ہو جائے گی۔ (۲)

حلق یا قصر

اب آپ کو احرام سے نکلنے کے لیے حلق کرانا ہے یعنی استرے سے پورے سر کے بال نکلوانا ہے یا اپنے پورے سر کے بالوں کو چھوٹا کروانا ہے۔ اس کے بعد آپ احرام سے نکل جائیں گے اور آپ کا عمرہ مکمل ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ حلق کرانا افضل ہے؛ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلق کرانے والے کے لیے تین بار مغفرت کی دعا فرمائی ہے، جبکہ بال چھوٹا کروانے والے کے لیے ایک بار مغفرت کی دعا فرمائی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور بال کٹوانے والوں کے لیے بھی (دعا فرمائیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش دے۔ انہوں نے پھر عرض کیا: اور بال کٹوانے والوں کے لیے بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری مرتبہ فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں کو بخش

---

(۱) المبسوط: ۴/ ۵۰۔
(۲) غنیۃ الناسک: ۱۳۰

دے۔انہوں نے پھر عرض کیا:اور بال کٹوانے والوں کے لیے بھی؟تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:اور بال کٹوانے والوں کو بھی (بخش دے) [۱]

حلق کے بجائے پورے سر کا بال چھوٹا کرانے کی اجازت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کے سر کے بال انگلی کے ایک پوروے سے زیادہ بڑے ہوں،اور سر کے تمام حصہ سے کم از کم انگلی کے ایک پوروے کے برابر بال کٹیں،اگر بال بہت چھوٹے ہیں تو حلق کرانا ہی ضروری ہوگا۔ [۲]

سر کے مختلف حصوں سے صرف چند بالوں کو کاٹنا

آج کل بال رکھنے کا لوگوں کو ایسا شوق ہے کہ حرم میں آکر بھی اس شوق کی قربانی دشوار لگتی ہے،اس کے لیے وہ ایسا کرتے ہیں کہ سر کے مختلف حصوں سے چند چند بال کاٹ لیتے ہیں،ایسا کرنا درست نہیں ہے؛اِحرام کھولنے کے لیے کم سے کم چوتھائی سر کے بالوں کا ایک پوروے کی مقدار کاٹنا شرط ہے،اس لیے ادھر ادھر سے صرف چند بالوں کے کاٹ لینے سے احرام نہیں کھلتا ہے اور وہ احرام کی حالت میں ہی رہتے ہیں،پھر ممنوعات احرام کا ارتکاب کرنے پر دم لازم ہو جاتا ہے۔ [۳]

جن کے سر میں بال ہی نہ ہو یا ہلکے ہلکے بال نکلے ہوں

جن کے سر میں بال نہ ہوں،گنجا پن ہو یا انہوں نے عمرہ کرنے کے بعد حلق کرایا تھا اور ابھی ان کے سر میں بال ہلکے ہلکے ہی نکلے ہیں تو وہ اپنے پورے سر پر استرے پھیروائیں گے اور وہ احرام سے نکل جائیں گے۔ [۴]

بال بہت چھوٹے ہوں اور سر میں زخم اور دانے ہوں

اگر کسی کے بال انگلی کے ایک پوروے سے بھی چھوٹے ہوں تو حلق کرانا لازم ہوتا ہے لیکن سر میں زخم یا بہت زیادہ ایسے دانے ہیں کہ استرا چلانا تکلیف دہ اور مضر ہے تو ایسی صورت میں بال کٹوانے یا

---

[۱] مسلم:۱۳۰۲

[۲] بدائع الصنائع:فصل مقدار واجب الحلق والتقصیر

[۳] آپ کے مسائل اوران کا حل:۴/۱۳۰۔ فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوریہ:فتوی نمبر:144508102407

[۴] مصنف ابن ابی شیبہ:۳/۲۲۱،المحیط البرہانی:۲/۴۷۵

حلق کرانے کا حکم ساقط ہو جائے گا اور محض حلال ہونے کی نیت کرنے سے اس کا احرام کھل جائے گا یعنی حلال ہو جائے گا اور کچھ دم وغیرہ بھی لازم نہیں ہوگا۔ [1]

ہیئر ٹرانسپلانٹ [2] کروانے کے بعد حج عمرہ میں حلق کیسے کروائے؟

حج وعمرہ کرنے کا ارادہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ ہیئر ٹرانسپلانٹ (بالوں کی پیوند کاری) کرانے کو حج یا عمرہ سے فارغ ہونے تک مؤخر کیا جائے تا کہ حلق کرانے، بال کٹوانے یا صرف استرا پھروانے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے، لیکن اگر کسی شخص نے سر کے مخصوص حصہ میں ہیئر ٹرانسپلانٹ کرا رکھا ہے اور ڈاکٹر نے حلق کرانے یا اس حصہ کے بال کٹوانے کو نقصان دہ بتایا ہے تو ایسی صورت میں اگر چوتھائی سر سے زائد حصے میں انگلی کے ایک پورے کے برابر یا اس سے زیادہ قدرتی بال ہوں، اور ان کو کٹوانے میں کوئی ضرر نہ ہو تو صرف چوتھائی سر کے قدرتی بالوں کو ایک پورے کے برابر کٹوا لینے سے وہ احرام سے نکل جائے گا۔

لیکن اگر ان قدرتی بالوں کو حلق کرانا یا کٹوانا بھی اطباء کی نظر میں نا قابلِ تحمل نقصان کا باعث ہو اور انفیکشن کا قوی اندیشہ ہو تو بال کٹوانے یا حلق کرانے کا حکم ساقط ہو جائے گا اور محض حلال ہونے کی نیت کرنے سے وہ شخص احرام سے نکل جائے گا اور اس پر کوئی دم لازم نہیں ہوگا۔

اسی طرح اگر قدرتی بال بہت چھوٹے ہوں یا بالکل ہی نہ ہوں یا بہت معمولی تھوڑے (چوتھائی سے کم) ہوں، بقیہ سارے حصے میں ہیئر ٹرانسپلانٹ کیا ہوا ہو جسے کٹوانے میں نقصان ہو تو بھی بال

---

[1] غنیۃ الناسک: ۲۸۰

[2] ہیئر ٹرانسپلانٹ (Hair Transplant) ایک طبی عمل (سرجری) ہے جس میں سر کے ایسے حصے سے بال نکال کر جہاں بال زیادہ اور مضبوط ہوتے ہیں، سر کے اُس حصے میں لگائے جاتے ہیں جہاں بال کم یا بالکل نہیں ہوتے۔ اس میں کبھی بڑے زخم یا ٹانکے نہیں لگتے ہیں جبکہ کبھی سر کے پچھلے حصے کی جلد کی ایک پٹی نکالی جاتی ہے، پھر اس سے بالوں کی جڑیں نکال کر آگے لگائی جاتی ہیں، اس میں کبھی کبھی ٹانکے بھی لگتے ہیں۔ ہیئر ٹرانسپلانٹ کے بعد سر منڈانا (استرے سے حلق کرنا) بعض طبی وجوہات کی بنیاد پر فوراً ممکن نہیں ہوتا، لیکن ایک مخصوص مدت کے بعد یہ قدرتی بالوں کی طرح ہو جاتے ہیں، جو بڑھتے ہیں اور ان کو کٹانا یا حلق کرانا ممکن ہو جاتا ہے۔ گنج پن ایک عیب یا بیماری کی صورت ہے اور اسلام میں ایسی جراحی (سرجری) کی اجازت ہے جس کا مقصد کسی پیدائشی یا حادثاتی عیب کو دور کرنا ہو۔

کٹوانے کا حکم ساقط ہو جائے گا اور محض حلال ہونے کی نیت سے وہ شخص احرام سے نکل جائے گا، اور اس پر کوئی دم لازم نہیں ہوگا۔ [۱]

استرے کے بجائے ٹریمر مشین سے بال صاف کرنا

اگر کسی شخص کے بال انگلی کے پوروں سے بڑے ہیں اور ٹریمر مشین سے انگلی کے پورو ے کے بقدر بال کاٹ دئے جائیں تو یہ قصر ہوگا اور وہ شخص احرام سے نکل جائے گا، البتہ اگر کسی کے بال انگلی کے پوروں سے چھوٹے ہیں تو ایسی صورت میں مشین سے بال کاٹنا کافی نہیں ہوگا، چاہے زیرو نمبر ہی کیوں نہ استعمال کیا جائے، بلکہ ایسی صورت میں احرام سے نکلنے کے لیے استرے یا بلیڈ سے حلق کرانا ہی ضروری ہوگا؛ اس لیے کہ بال انگلی کے پوروں سے چھوٹے ہوں تو احرام سے نکلنے کے لیے حلق کرانا لازم ہوتا ہے اور حلق کہتے ہیں جڑ سے بال مونڈنے کو۔ اور زیرو مشین کے ذریعہ اس طرح بال جڑ سے نہیں کٹتے، یہی وجہ ہے کہ زیرو مشین استعمال کرنے کے بعد اگر استرا پھیرا جائے تو معمولی مقدار میں مزید بال کٹنے میں آتے ہیں، اس لیے زیرو مشین سے بال نکالنا حلق کے حکم میں نہیں ہوگا۔ [۲]

عورتوں پر بھی انگلی کے پورو ے کے بقدر بال کاٹنا لازم ہے

حج وعمرہ میں احرام سے نکلنے کے لئے عورتوں پر بھی بال کاٹنا لازم ہے، وہ جب تک بال نہ کاٹیں ان پر احرام کی پابندیاں باقی رہیں گی، وہ اپنے بالوں کو جمع کر کے بالوں کے سرے سے انگلی کے ایک پورو ے سے کچھ زیادہ بال کاٹ لیں گی یا کسی سے کٹوائیں گی، تاکہ چھوٹے بڑے سب بال کٹنے میں آجائیں۔ اور اگر کسی خاتون نے حج یا عمرہ میں بال کاٹنے سے پہلے ممنوعاتِ احرام میں سے کسی عمل کا ارتکاب کر لیا تو اس کے اعتبار سے ان پر دم یا صدقہ لازم ہوگا۔

حدودِ حرم میں ہی بال کاٹنا ضروری ہے۔

حدودِ حرم کے اندر ہی حلق کرانا یا بال کٹوانا ضروری ہے، اگر کوئی شخص عمرہ کر کے حلق کرائے بغیر حرم

---

[۱] غنیۃ الناسک: ۲۸۰

[۲] فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ البنوریہ، فتوی نمبر: 143811200090

کے باہر جیسے مدینہ یا جدہ وغیرہ چلا گیا اور وہاں جا کر حلق کرایا یا بال کاٹا تو اس پر دم لازم ہو جائے گا۔

عمرہ میں سعی کے بعد اور حج میں رمی اور قربانی کے بعد کسی کے بال کاٹنا

احرام میں کسی کے بال کاٹنے پر صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ لازم ہو جاتا ہے۔ [۱] اس لیے عمرہ کی سعی سے پہلے اور حج میں رمی اور قربانی سے پہلے کسی کے بال نہ کاٹیں، لیکن عمرہ کے تمام ارکان وافعال کی ادائیگی کے بعد، اسی طرح حج میں رمی اور قربانی کے بعد احرام سے نکلنے کے لئے اپنے بال خود بھی کاٹ سکتے ہیں، اور دوسروں کے بال بھی کاٹ سکتے ہیں، اس پر کوئی دم یا صدقہ لازم نہیں ہوتا ہے۔ [۲] اس وقت مرد کسی دوسرے مرد کے بال یا اپنی بیوی یا کسی محرم خاتون کے بال کاٹ سکتا ہے، اسی طرح عورتیں ایک دوسرے کے بال کاٹ سکتی ہیں۔

حلق کرانے یا بال کٹانے سے پہلے عام لباس پہن لیا یا کوئی ممنوع عمل کرلیا

عمرہ میں احرام کی پابندیاں طواف اور سعی کر کے حلق یا قصر کرانے کے بعد ختم ہوتی ہیں، اس لیے اگر کسی (مرد) نے سعی کے بعد حلق یا قصر کرانے سے پہلے سلا ہوا لباس پہن لیا اور ایک گھنٹہ سے کم پہنا تو ایک مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کر دے، اور اگر ایک گھنٹہ سے زائد لیکن بارہ گھنٹوں سے کم پہنا ہے تو صدقہ فطر کی مقدار میں صدقہ دے دے، اور اگر اس سے بھی زائد وقت پہنے رہا تو دم لازم ہوگا۔

اسی طرح حلق یا قصر سے پہلے تمام ممنوعات احرام سے بچنا ضروری ہے، اور اگر کسی نے اس سے پہلے کسی ممنوع عمل کا ارتکاب کیا تو اس کے اعتبار سے اس پر دم یا صدقہ لازم ہوگا۔

عمرہ میں طواف اور سعی دونوں وضو کے بغیر کر کے احرام سے نکل گیا

باوضو طواف کرنا واجب ہے اور سعی کے لئے وضو مسنون ہے، اگر کسی نے عمرہ کا مکمل طواف یا اس کے چند چکر بغیر وضو کر لیا، سعی بھی بغیر وضو کر لیا اور احرام سے نکل گیا تو وہ جب تک مکہ مکرمہ میں ہے دوبارہ باوضو طواف اور سعی دونوں کر لے، یا کم از کم دوبارہ باوضو طواف کر لے۔ اگر اس نے ایسا

---

[۱] مجمع الانہر: ۱/ ۲۹۳، الجوہرۃ النیرۃ: ۱/ ۱۶۹

[۲] غنیۃ الناسک: ۱۷۴

کرلیا تو دم وغیرہ لازم نہیں ہوگا۔

لیکن اگر وہ طواف اور سعی یا صرف طواف کا باوضو اعادہ کئے بغیر مکہ مکرمہ سے واپس آ گیا تو اب اس پر واجب (وضو) کے چھوٹ جانے کی وجہ سے دم دینا لازم ہوگا۔ [1]

عمرہ میں صرف طواف یا صرف سعی وضو کے بغیر کیا اور احرام سے نکل گیا

اگر کسی نے عمرہ میں طواف یا طواف کے چند چکر بغیر وضو کیا پھر وضو کر کے سعی کیا اور احرام سے نکل گیا، تو مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران طواف کا اعادہ کرلے گا، بصورت دیگر اس پر دم لازم ہوگا۔

اور اگر کسی نے سعی بغیر وضو کے کرلیا تو سعی ادا ہوجائے گی اور دم وغیرہ واجب نہیں ہوگا۔

نفلی طواف یا طوافِ وداع یا طوافِ قدوم بغیر وضو کرنا

اگر کسی نے نفلی طواف، طوافِ وداع یا طوافِ قدوم مکمل یا چند چکر بے وضو کیا تو ہر چکر کے بدلے ایک صدقہ فطر دینا ہوگا، مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے ایسے طواف کا اعادہ کرلینا مستحب ہے، اگر اعادہ کرلیا تو صدقہ دینا لازم نہیں رہے گا۔

مکہ مکرمہ میں مقاماتِ قبولیت

عمرہ یا حج کے لئے آپ کو مکہ مکرمہ آنے کی سعادت ملی ہے، یہ مقدس مقام ہے، یہاں کا ہر مقام وہ مقام ہے جہاں کی عبادتیں اور دعائیں بہت مقبول ہیں، لیکن چند مقامات ایسے ہیں جہاں بطور خاص دعائیں قبول ہوتی ہیں، قیام کے دوران ان مقامات پر دعاؤں کی کوشش کریں، علامہ ابن الہمامؒ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ان جگہوں پر دعائیں قبول ہوتی ہیں:

(۱) مطاف میں (۲) ملتزم کے پاس (۳) میزاب رحمت کے نیچے (۴) خانہ کعبہ کے اندر (۵) زمزم کے پاس (۶) مقام ابراہیم کے پیچھے (۷) صفا اور مروہ پر (۸) سعی کے دوران (۹) عرفات میں (۱۰) مزدلفہ میں (۱۱) منی میں (۱۲) جمرات کے پاس (۱۳) حطیم میں۔ [2]

---

[1] فتاوی ہندیۃ: ۱/ ۲۴۵، غنیۃ الناسک: ۲۷۶

[2] فتح القدیر: ۲/ ۵۰۸

حج بیت اللہ

حج کی فضیلت

''حج'' اسلام کے عظیم ترین شعائر میں سے ہے، جو ایمان کو تازگی، روح کو بالیدگی اور زندگی کو بندگی کا رخ دینے والی عبادت ہے، یہ محض چند اعمال کا مجموعہ نہیں بلکہ بندے اور اس کے رب کے درمیان عہدِ وفا کی تجدید ہے، جس میں انسان اپنے لباس، مقام اور امتیازات کو چھوڑ کر خالص ''عبد'' بن کر اللہ جل شانہٗ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔

''حج'' اخلاص، صبر، ایثار اور مساوات کا عملی درس ہے؛ یہاں امیر و غریب، عالم و عامی سب کے سب ایک ہی وقت میں ایک ہی حالت میں ایک ہی مقام پر جمع ہو کر ربِ واحد کی کبریائی کا اقرار کرتے ہیں اور اللہ کے سامنے اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار کرتے ہیں۔

حج بیت اللہ افضل ترین عبادتوں میں سے ایک ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل سب سے زیادہ فضیلت والا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، عرض کیا گیا: پھر کونسا ہے؟ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پھر عرض کیا گیا کہ پھر کونسا ہے؟ فرمایا کہ حج جو برائیوں سے پاک ہو۔ (۱)

''حج'' وہ عبادت ہے جو سابقہ گناہوں کی کامل معافی، دل و باطن کی حقیقی پاکیزگی اور اطاعت و تقویٰ پر مبنی ایک نئی زندگی کے آغاز کی واضح بشارت اور پیغام ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو رضائے الٰہی کے لیے اس طرح حج کرے کہ اس میں نہ کوئی بیہودہ بات ہو اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب ہو تو وہ ایسے لوٹے گا جیسے اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہو۔ (۲)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ نے میرے قلب کو نورِ ایمان سے منور کرنا چاہا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دست مبارک

---

(۱) صحیح بخاری: ۱۴۷۷

(۲) صحیح ابن خزیمہ: ۲۵۱۴، مشکوٰۃ المصابیح: ۲۵۳۵

دیں؛ تاکہ میں بیعت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک آگے بڑھادیا۔ پھر میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو! کیا ہوا؟ میں نے کہا: میری ایک شرط ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہاری کیا شرط ہے؟ میں نے کہا: میری مغفرت کردی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ؟ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا؟ وَأَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ"؟۔ (۱)

''کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام (قبول کرنا) پہلے کے تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے؟ ہجرت گزشتہ گناہوں کو مٹادیتی ہے اور حج پچھلے گناہوں کو مٹادیتا ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کرتے رہا کرو؛ کیوں کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح مٹاتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہا، سونا اور چاندی سے زنگ ختم کردیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (۲)

حج مبرور کیا ہے؟

''حج مبرور'' وہ حج ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے، جس میں ریا، دکھاوا، فسق وفجور، گناہ اور نافرمانی نہ ہو، اور جس کے بعد حاجی کی زندگی میں حقیقی تبدیلی نظر آئے۔

''حج مبرور'' کی علامت یہ ہے کہ حاجی جب واپس لوٹتا ہے تو اس کی زندگی کا رخ بدل چکا ہوتا ہے، اس کے دل میں اللہ کا خوف، زبان میں سچائی، معاملات میں دیانت، اور اخلاق میں بہتری پیدا ہوجاتی ہے، وہ عبادات کا پابند ہوجاتا ہے اور گناہوں سے نفرت اور نیکی سے محبت کرنے لگتا ہے۔

حج اکبر کسے کہتے ہیں؟

وقوف عرفہ جمعہ کو آجائے تو عوام میں ایسے حج کو ''حج اکبر'' کہا جاتا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے،

---

(۱) مسلم شریف: ۱۲۱

(۲) سنن ترمذی: ۸۱۰

شریعت میں ہر حج کو ''حجِ اکبر'' اور ہر عمرے کو ''حجِ اصغر'' کہتے ہیں۔ [۱]

حج کی فرضیت

حج ہر اس عاقل و بالغ آزاد مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے جس کے پاس بنیادی ضروریات سے زائد اتنا مال ہو کہ وہ حج کے ایام میں اپنا اور اپنے ماتحت گھر والوں کے نفقے (اخراجات) کو برداشت کرتے ہوئے حج کے اخراجات بھی سہولت سے ادا کر سکے۔ قرآن کریم میں حج کی فرضیت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا [۲]

''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں''۔

عورت پر حج فرض ہونے کے لیے یہ اضافی شرط بھی ہے کہ وہ اپنے ساتھ محرم کو لے جانے کے اخراجات کی استطاعت بھی رکھتی ہو۔

زیورات کی مالک خاتون پر حج کی فرضیت

اگر کسی عورت کے پاس اتنا زیور موجود ہو کہ اس کو فروخت کر کے اپنے اور محرم کے سفرِ حج کے اخراجات پوری کر سکتی ہو تو اس پر حج فرض ہے۔ [۳]

بیوی کے حج کے اخراجات شوہر پر لازم نہیں

اگر کسی خاتون کی ملکیت میں موجود زیورات یا مال کی وجہ سے اس پر حج فرض ہو جائے تو اس پر اپنے ہی مال سے حج کرنا فرض ہوگا، اس کے حج کے اخراجات کو پورا کرنا شوہر پر لازم نہیں ہوگا۔ ہاں اگر شوہر کے پاس مالی استطاعت ہے اور اس نے خوشی سے اپنے مال سے بیوی کے حج کے اخراجات کو پورا کیا تو بیوی کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔

---

[۱] العرف الشذی: ۲/۲۵۹
[۲] سورۃ آلِ عمران: ۹۷
[۳] فتح القدیر: ۲/۲۳۰

شوہر کے مالدار ہونے سے بیوی پر حج فرض نہیں

اگر شوہر کے پاس مال وزر کی کثرت ہے اور وہی اس کا مالک ہے، لیکن بیوی کی ملکیت میں حج فرض ہونے کے بقدر زیور یا مال نہیں ہے تو اس کی وجہ سے بیوی پر حج فرض نہیں ہوگا۔ اور ایسی صورت میں شوہر پر بیوی کو حج کرانا یا حج کے لیے ساتھ لے جانا بھی لازم نہیں ہوگا۔ ہاں اخلاقی تقاضا یہ ہے کہ مال و دولت اللہ نے عطا کر رکھا ہے تو جس طرح بیوی کو دنیاوی عیش وآرام کی چیزیں فراہم کرتا ہے اسی طرح اپنا مال بیوی کی عبادت اور حج میں بھی خوش دِلی سے خرچ کرے، یہ اس کے لیے بھی باعث ثواب ہوگا۔

زمین کے مالک پر حج کی فرضیت

اگر کسی کی ملکیت میں گھر کے علاوہ اتنی زمین ہے کہ اس کے بیچنے سے اس کے حج کے اخراجات اور اس کے ماتحت اہل وعیال کے اخراجات پورے ہو سکتے ہوں اور بیچنے کے بعد بھی اتنی زمین باقی بچ جاتی ہو کہ اس سے حج کے بعد اس کا اور زیر کفالت اہل وعیال (جیسے بیوی اور نابالغ بچے) کا گزر بسر ہو سکتا ہو، یا اس زمین کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی بھی ہو جس سے یہ اخراجات پورے ہو سکتے ہوں تو اس پر حج فرض ہے۔ (۱)

مشترکہ ملکیت کی صورت میں حج کی فرضیت کس طرح ہوگی؟

مشترکہ خاندان میں ایسا ہوتا ہے کہ کئی بھائی مل کر رہتے ہیں، مشترکہ کاروبار کرتے ہیں اور وہ سب مشترکہ طور پر جائیدادوں کے مالک ہوتے ہیں، ایسی صورت میں مشترکہ جائیداد کی فرضی تقسیم کرنے پر جس جس شریک کا حصہ اتنا بنتا ہے جس سے اس کے اور اس کے ماتحتوں کے ضروری اخراجات پورے ہونے کے ساتھ اس کے حج کے اخراجات بھی پورے ہو سکتے ہیں تو پھر ان شریکوں پر حج فرض ہوگا۔ (۲)

حج کی فرضیت کے بعد ادائیگی میں تاخیر نہ کریں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۷، فتاوی خانیہ: ۱/ ۱۷۴

(۲) فتاوی فریدیہ: ۴/ ۲۱۸

تَعَجَّلُوا إِلَى الحجِّ - يَعْنِي: الْفَرِيضَةَ - فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي مَا يَعْرِضُ لَهُ۔ (۱)

’’حج یعنی فرض حج کی ادائیگی میں جلدی کرو؛ کیوں کہ تم میں سے کوئی یہ نہیں جانتا کہ اسے کیا عذر پیش آنے والا ہے‘‘۔

اس لیے حج فرض ہونے کے بعد بلا وجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے بلکہ اولین فرصت میں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، بہت سے لوگوں کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ استطاعت وقدرت کے باوجود حج کرنے میں تاخیر کرتے، بلکہ بعض استطاعت رکھنے والے عمرہ کر کے آجاتے ہیں کہ حج بعد میں کریں گے، اور پھر حالات بدل جاتے ہیں، مال ختم ہوجاتا ہے یا صحت خراب ہوجاتی ہے، ایسے میں وہ حج کرنے سے قاصر ہوجاتے ہیں، لیکن ان پر حج کی فرضیت باقی رہتی ہے اور اسی حال میں دنیا سے جانے کا وقت آجاتا ہے۔ یہ ذہن نشین رہے کہ اگر کسی پر ایک بار حج فرض ہوجائے اور وہ ادا نہ کرے پھر بعد میں حالات بدل جائیں، مال ختم ہوجائے یا صحت خراب ہوجائے تو بھی اس پر حج فرض رہتا ہے۔

حج فرض ہونے کے باوجود حج کے بدلے عمرہ کے لیے جانا

بعض لوگ جو صاحب استطاعت ہوتے ہیں اور ان پر ان کی استطاعت کی وجہ سے حج فرض بھی ہوتا ہے لیکن مختلف بہانوں کو بنیاد بنا کر کہتے ہیں کہ حج پر جانا تو مشکل ہے چلو کم سے کم عمرہ کر لیتے ہیں، یہ سوچ بالکل ہی غلط ہے، فرض حج کے بجائے عمرہ کرنے سے عمرہ تو ادا ہوگا اور درست ہوگا، لیکن وہ اس سے حج کے فریضہ سے بری الذمہ نہیں ہوسکتے، ان پر حج کرنا لازم رہے گا اور ادا نہ کرنے کی صورت میں فرض حج چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

حج کے فرائض

حج میں تین چیزیں فرض ہیں: (۱) احرام (۲) وقوف عرفہ کرنا (۳) طواف زیارت کرنا۔

---

(۱) مسند احمد، حدیث: ۲۸۶۷

حج کے واجبات

حج میں یہ چیزیں واجب ہیں: (۱) مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا (۲) رمی جمار (شیطان کو کنکریاں مارنا) (۳) حلق یعنی سر کے بال منڈوانا یا قصر یعنی سر کے بال کتروانا (۴) صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا (۵) آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے لوگوں کے لیے طواف وداع کرنا (۶) حج قران اور حج تمتع کرنے والے کے لیے دم شکر ادا کرنا (قربانی کرنا)۔

حج کی سنتیں

حج میں یہ امور مسنون ہیں: (۱) حج افراد کرنے والے آفاقی اور حج قران کرنے والے کا طواف قدوم کرنا (۲) طواف قدوم یا طواف زیارت میں رمل اور اضطباع کرنا (۳) آٹھویں ذی الحجہ کی صبح کو منی کے لیے روانہ ہونا اور وہاں پانچوں نمازیں پڑھنا (۴) نویں ذی الحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منی سے عرفات کے لیے روانہ ہونا (۵) عرفات سے غروب آفتاب کے بعد امام حج سے پہلے روانہ نہ ہونا (۶) عرفات سے واپس ہو کر رات کو مزدلفہ میں ٹھہرنا (۷) عرفات میں غسل کرنا (۸) منی میں شب گزاری۔

حج کی قسمیں

حج کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ **حج اِفْرَاد**: یعنی میقات سے صرف حج کی نیت کر کے احرام باندھ کر آنا اور حج کرنا۔ اور ''حج افراد'' کرنے والے کو ''مُفْرِدْ بِالْحَجِّ'' کہتے ہیں۔

۲۔ **حج قِرَان**: عمرہ اور حج دونوں کی ایک ساتھ نیت کر کے ایک ہی احرام باندھنا اور مکہ مکرمہ آ کر عمرہ کرنا، پھر احرام کھولے بغیر اسی احرام میں حج ادا کرنا۔ اس میں حج کی قربانی واجب ہے۔ اور ''حج قران'' کرنے والے کو ''قَارِنْ'' کہتے ہیں۔ حج قران سب سے افضل ہے۔

۳۔ **حج تَمَتُّعْ**: میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ آنا اور عمرہ کر کے احرام کھول دینا، پھر ۸ ذوالحجہ کو دوبارہ حج کے لیے احرام باندھ کر حج کرنا۔ اس میں بھی حج کی قربانی واجب ہے۔ اور ''حج تمتع'' کرنے والے کو ''مُتَمَتِّعْ'' کہتے ہیں۔ حج تمتع حج افراد سے افضل ہے۔

حج کا طریقہ

حجِ افراد کا طریقہ

حجِ افراد کرنے والا احرام باندھتے ہوئے صرف حج کی نیت اس طرح کرے گا:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ"

''یا اللہ میں حج کرنے کا ارادہ کررہا ہوں، اسے میرے لیے آسان کردے اور اسے میری طرف قبول فرمالے''

نیت کے بعد تلبیہ پڑھے گا جس سے اس کا احرام شروع ہوجائے گا۔ اگر وہ حج کرنے کے لیے حدودِ حرم کے باہر سے آیا ہے تو وہ سب سے پہلے مسنون ''طوافِ قدوم'' کرے گا، اور اگر حدودِ حرم میں پہلے سے رہائش پذیر ہو تو اس کے لیے طوافِ قدوم مسنون نہیں ہے۔

حجِ افراد کرنے والا وہ شخص جو پہلے سے حدودِ حرم میں رہائش پذیر ہو وہ آٹھ (۸) ذوالحجہ کی صبح منیٰ جانے سے پہلے پہلے تک احرام پہن سکتا ہے، البتہ آٹھ ذوالحجہ سے پہلے احرام باندھ لینا افضل ہے۔ [۱]

حدودِ حرم کے باہر سے آنے والا طوافِ قدوم کے بعد یا حدودِ حرم کے اندر رہنے والا جس کے لیے طوافِ قدوم مسنون نہیں ہے وہ نفلی طواف کے بعد چاہے تو حج کی سعی کرلے، ایسا کرنے کی صورت میں طوافِ زیارت کے بعد حج کی سعی کرنا اس پر لازم نہیں رہے گا۔ اور اگر نہیں کیا تو طوافِ زیارت کے بعد سعی کرے گا۔ احرام اور طوافِ قدوم کے بعد وہ عام حجاج کے ساتھ حج کے تمام مناسک ترتیب وار ادا کرے گا، نیز حلق یا تقصیر [۲] سے پہلے رمی کرلینا اس پر واجب ہے، ورنہ دم لازم ہوگا، البتہ اس پر حج کی قربانی (دمِ شکر) واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اور اگر قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو بہتر ہے کہ رمی اور قربانی کے بعد ہی حلق یا قصر کرائے، لیکن قربانی سے پہلے حلق یا قصر کرانے پر بھی کچھ لازم نہیں ہوگا۔ [۳]

---

[۱] غنیۃ الناسک

[۲] حلق: بال منڈوانا، تقصیر: بال کٹوانا، بال چھوٹے کروانا

[۳] ردالمحتار: ۶۶۹/۳، لباب المناسک: ۹۶

حج قران کا طریقہ

حج قران کرنے والا عمرہ اور حج دونوں کی ایک ساتھ نیت کرکے احرام باندھے گا، نیت اس طرح کرے گا:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْ ھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ"

''یا اللہ میں حج وعمرہ کرنے کا ارادہ کررہا ہوں، ان دونوں کو میرے لیے آسان کردے اور میری طرف قبول فرمالے''

نیت کرکے تلبیہ پڑھ لے، اس کا احرام شروع ہوجائے گا، وہ مکہ مکرمہ پہونچ کر سب سے پہلے ترتیب وار عمرہ کرے گا، لیکن عمرہ کی سعی سے فارغ ہونے کے بعد حلق نہیں کرائے گا، کیونکہ ابھی اسی احرام میں اسے حج کرنا ہے، پھر وہ عمرہ کی سعی کے فوری بعد یا بعد میں لیکن وقوف عرفہ سے پہلے پہلے ''طوافِ قدوم'' کرے گا، اور اگر وہ چاہے تو طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی کرلے۔ عمرہ اور طوافِ قدوم سے فارغ ہونے کے بعد احرام کی حالت میں احرام کی پابندی کرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرے پھر جب حج شروع ہو تو تمام حجاج کے ساتھ ترتیب وار حج کے تمام مناسک ادا کرے۔

اگر اس نے حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کرلی ہے تو طواف زیارت کے بعد حج کی سعی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی، اور اگر نہیں کیا ہے تو طوافِ زیارت کے بعد حج کی سعی بھی کرے گا۔

حج قران کرنے والے پر حج کی قربانی (دم شکر) واجب ہوتی ہے، اس لیے جب تک اس کی قربانی نہ ہوجائے اسے حلق کرانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ورنہ دم لازم ہوجاتا ہے۔

طوافِ قدوم کا وقت

طوافِ قدوم کا وقت، مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے لے کر وقوفِ عرفہ سے پہلے تک ہے، جس کے لیے طواف قدوم مسنون ہے اگر اس نے طوافِ قدوم نہ کیا اور وقوفِ عرفہ کرلیا، تو اب اُس پر سے طوافِ قدوم کی ادائیگی ساقط ہوجائے گی۔

طوافِ قدوم میں رمل اور اضطباع اور واجب الطواف

طوافِ قدوم میں اضطباع اور رمل اس وقت کیا جائے گا جب اس کے بعد حج کی سعی کرنے کا ارادہ ہو، اس لیے اگر کسی کو طوافِ قدوم کے بعد حج کی سعی نہیں کرنی ہے، تو اب اُس کے لئے طوافِ قدوم میں اضطباع اور رمل مسنون نہیں۔ ہاں طواف کے بعد کی دو رکعت واجب ہوگی۔ (۱)

طوافِ قدوم چھوڑ دینا

حج افراد کرنے والے اور حج قران کرنے والے کے لیے طوافِ قدوم سنت مؤکدہ ہے، بلا عذر اس کو چھوڑنا برا عمل ہے، اگر کسی نے طواف قدوم کو ترک کر دیا، تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہوگا، اور حج تمتع کرنے والے کے لیے طواف قدوم مسنون نہیں ہے۔ (۲)

حج تمتع کا طریقہ

عام طور پر ہندوستان و پاکستان اور دور دراز کے علاقوں سے آنے والے ''مکہ مکرمہ'' پہونچ کر سب سے پہلے عمرہ کرتے ہیں اور عمرہ کر کے احرام سے باہر آ جاتے ہیں اور پھر حج کے ایام میں حج کا احرام باندھ کر حج کرتے ہیں، اس کو ''حج تمتع'' کہتے ہیں، آپ اپنے وطن سے آ کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں، اور حج کرنے والے ہیں، اور وطن سے آ کر آپ نے عمرہ کیا ہے یا اسی سال حج کے مہینوں میں عمرہ کیا ہے، تو آپ کا یہ حج ''حج تمتع'' ہوگا۔ اس لیے اسی کے مطابق مسائل لکھے جا رہے ہیں:

مکہ سے منیٰ کو روانگی

حج کا پہلا دن آٹھ ذی الحجہ ہے، اس دن آپ کو مکہ مکرمہ سے فجر کی نماز کے بعد منیٰ کے لیے روانہ ہونا ہے اور منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نو ذی الحجہ کی فجر ادا کرنی ہے۔

لیکن آج کل تعداد کی کثرت کی وجہ سے معلم کی گاڑیاں حاجیوں کو ساتویں اور آٹھویں ذی الحجہ کی

---

(۱) لباب المناسک: ۱۸۳، ہدایۃ: ۱/۱۴۵

(۲) البحر العمیق: ۲/۱۱۰۴

درمیانی رات میں ہی بلکہ شام سے ہی منتقل کرنا شروع کردیتی ہیں، اوران کے ساتھ منی چلے جانے میں ہی عافیت وسہولت ہوتی ہے ورنہ بہت پریشانی پیش آجاتی ہے، اس لیے آپ اپنے گروپ کے ذمہ داروں کی ہدایت کے مطابق منی جانے کے لیے تیار ہوجائیں، سارا سامان ہوٹل میں ہی رہنے دیں، صرف چند ضروری چیزیں جن کی آپ کو حج کے پانچ دنوں میں ضرورت پڑسکتی ہے، جیسے اضافی احرام، ایک دوعدد سلے ہوئے کپڑے، چھتری، پانی کا بوتل، کھانے کی خشک مختصر چیزیں، دوائیں، مزدلفہ میں رات گزارنے کے لیے کوئی چادر یا چٹائی جیسی کوئی چیز وغیرہ کسی چھوٹے بیگ میں رکھ کر ساتھ لے لیں، کوشش ہو کہ یہ مختصر ہو لیکن کافی ہو۔

اپنی ہوٹل میں ہی احرام باندھ لیں، اگر حرم شریف کے قریب ہیں تو وہاں جاکر یا قریب کی مسجد میں جاکر یا اپنی ہوٹل میں نماز احرام پڑھ لیں اور حج کی اس طرح نیت کرلیں:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ"

''یا اللہ میں حج کرنے کا ارادہ کررہا ہوں، اسے میرے لیے آسان کردے اور اسے میری طرف قبول فرمالے''

اس کے بعد تین بار تلبیہ پڑھ لیں، بس آپ کے حج کا احرام شروع ہوگیا۔

اب آپ تلبیہ اور ذکر ودعا میں خود کو مصروف رکھیں، اور ذہن میں رکھیں کہ آپ کے ساتھ لاکھوں بندگان خدا اس وقت اس مقام پر اس عبادت کو انجام دینے کے لیے موجود ہیں، اس لیے گاڑیوں کے آنے میں تاخیر ہوسکتی، منی پہونچنے میں آپ کو دیر ہوسکتی ہے، صبر کا مظاہرہ کریں، اور گروپ کے ذمہ داروں سے کسی بھی تاخیر یا بدنظمی پر نہ الجھیں؛ کیونکہ وہ بھی بہت سے انتظامات میں حالات کی وجہ سے بے بس ہوتے ہیں۔

منی میں آپ کو مقررہ خیمہ میں معلم کی گاڑی لے کر جائے گی، یہاں پہونچ کر سب سے پہلے اپنا خیمہ نمبر نوٹ کرلیں، محل وقوع کو ذہن نشین کرلیں، یہاں آپ کو سونے کے لیے بہت ہی مختصر جگہ دی جائے گی، آپ کو جیسی بھی جگہ ملے اور جہاں ملے اسی پر قناعت کریں، صبر کریں، دوسروں کی جگہ نہ لیں، شکوہ شکایات سے خود کو بچائیں اور لایعنی باتوں سے بچتے ہوئے خود کو ذکر ودعا میں مصروف رکھیں۔

یہاں عام طور پر گروپ والے افراد مل کر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، اسی میں شریک ہو کر نمازیں ادا کریں، البتہ اگر آپ ''مسجد خَیف'' کے قریب ہوں تو کوشش کریں کہ منی میں قیام کے دوران آپ کی نمازیں وہاں ادا ہوں۔

حج کے دنوں میں نمازوں میں قصر

اگر منیٰ کے لیے روانگی سے پہلے مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام پندرہ دن یا اس سے زیادہ بن رہا ہو تو وہ مکہ مکرمہ، منی، مزدلفہ اور عرفات میں آپ مقیم شمار ہوں گے اور چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر نہیں کریں گے، بلکہ پوری پڑھیں گے۔

اور اگر منیٰ روانگی تک مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام پندرہ دن نہ بنتا ہو تو آپ مکہ مکرمہ میں بھی مسافر ہوں گے اور منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں بھی مسافر ہوں گے اور مسافر ہونے کی صورت میں اگر آپ امامت کر رہے ہوں یا تنہا نماز پڑھ رہے ہوں تو چار رکعات والی فرض نمازوں میں قصر کریں گے، یعنی انہیں صرف دو رکعات ادا کریں گے۔

عرفات کو روانگی

حجاج کرام کے لیے ۹؍ ذوالحجہ کی فجر منی میں پڑھنا اور سورج کی روشنی کچھ پھیلنے کے بعد منی سے نکل کر عرفات جانا مسنون ہے، لیکن آج کل بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے فجر سے پہلے رات ہی سے منتقلی شروع کر دی جاتی ہے اور بہت سے حجاج کرام فجر سے پہلے ہی عرفات پہونچ چکے ہوتے ہیں، آپ کو جب بھی وہاں معلم اور منتظم کی طرف سے لے جایا جائے چلے جائیں، وہاں جاتے ہوئے تلبیہ، تکبیر، ذکر و تسبیح، درود شریف اور دعاؤں کا اہتمام جاری رکھیں۔

جب میدان عرفات کے قریب پہونچ جائیں تو اس وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَوَجْهَكَ أَرَدْتُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، وَأَعْطِنِي سُؤَالِي، وَوَجِّهْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ تَوَجَّهْتُ، سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ۔

اے اللہ! میں نے تیری ہی طرف رخ کیا، تجھ ہی پر بھروسا کیا، اور تیری ہی رضا کو چاہا۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، میری توبہ قبول فرما، میری دعا قبول کر لے، اور جدھر بھی میں رُخ کروں، میرے لیے خیر و بھلائی مقدر فرما۔ اللہ پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

اس دعا کو پڑھنے کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات میں داخل ہو جائیں۔

میدانِ عرفات میں

عرفات پہونچنے کے بعد آرام کرلیں، اگر فجر سے پہلے پہونچ گئے ہیں تو باجماعت فجر کی نماز پڑھیں، یہ دن بہت اہم ہے، اس لیے اسے اذکار و تسبیحات، درود شریف اور دعاؤں کے اہتمام کے ساتھ گزاریں، خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے میدان عرفات میں جو دعائیں کی ہیں ان میں سب سے افضل ترین دعا ''دعائے توحید'' ہے، دعائے توحید یہ ہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اسی کے ہاتھ میں ساری بھلائیاں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ سو مرتبہ پڑھیں، اسی طرح سو بار درود شریف بھی پڑھیں، اللہ سے خوب دعائیں کریں؛ کیونکہ عرفات کی دعائیں ساری دعاؤں میں سب سے افضل ہیں اور وہ مقبول ہوتی ہیں۔

زوال کے بعد آپ کو وقوف عرفہ کرنا ہے جو کہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے، اس لیے زوال سے پہلے آرام کرلیں، غسل کرنا مستحب ہے، اور اس کے لیے انتظامات بھی ہیں، اس لیے اگر غسل کرنا ہے تو کرلیں یا وضو کرلیں اور وقوف عرفہ کے لیے خود کو تیار رکھیں تاکہ طبعی بشاشت کے ساتھ آپ طویل وقوف عرفہ کرسکیں، اسی لیے حاجیوں کے لیے عرفہ کا روزہ نہ رکھنا بہتر ہے، نبی اکرم ﷺ اور خلفاء

راشدین نے بھی حج کے موقع پر عرفات کا روزہ نہیں رکھا۔ (۱)

عرفات میں ظہر وعصر کی ادائیگی

جب نماز کا وقت ہو جائے اور آپ کا خیمہ مسجد نمرہ کے قریب ہو تو اس میں نماز ادا کریں اور اگر آپ کا خیمہ دور ہو تو اپنے خیمہ میں ہی باجماعت ظہر اور عصر کی نماز ادا کرلیں، اس دن ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو جمع کر کے عصر کو ظہر کے وقت میں الگ الگ دو اقامتوں کے ساتھ پڑھتے ہیں، اس طرح ادا کرنا مسنون ہے۔اور عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک کوئی نفل ومسنون نماز درست نہیں ہے۔

واضح رہے کہ عرفات میں خیمے میں نماز ادا کرنے کی صورت میں ظہر اور عصر کو جمع کرنے کا مسئلہ فقہاء کرام کے نزدیک مختلف فیہ ہے، امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس کی اجازت نہیں ہے، بلکہ ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کو عصر کے وقت میں پڑھنا لازم ہے، جبکہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں کو جمع کرنے اور عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنے کی اجازت ہے، عام فقہاء احناف نے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے قول کو ہی راجح قرار دیا ہے، لیکن موجودہ زمانے کے حالات کی روشنی میں بہت سے فقہاء صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر عمل کی اجازت دیتے ہیں، استاذ محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری نور اللہ مرقدہ اسی طرح مفتی شبیر احمد قاسمی مدظلہ اور دیگر مفتیان کرام کی یہی رائے ہے۔ (۲)

وقوف عرفہ کا مسنون طریقہ

وقوف کا معنی ہے: ٹھہرنا، وقوف عرفہ کا مطلب ہے عرفہ میں ٹھہرنا، اس کا وقت ۹/ذوالحجہ کے سورج کے زوال سے دس (۱۰) ذوالحجہ کی صبح صادق تک ہے، البتہ زوال سے سورج کے غروب ہونے کے درمیان حاجی کے لیے عرفات کی حدود کے اندر رہنا واجب ہے، اس لیے اگر کوئی حاجی غروبِ آفتاب سے پہلے عرفات کی حدود سے نکل جائے اور واپس نہ آئے تو اس پر دم واجب ہو جاتا ہے۔

ظہر اور عصر سے فارغ ہونے کے بعد اگر ممکن ہو تو وقوف کے لیے جبل رحمت کے قریب چلے جائیں لیکن اس پر چڑھنے سے گریز کریں، بھیڑ میں لوگوں کے گرنے اور پھسلنے کے واقعات بکثرت ہوتے

---

(۱) مسلم: ۱۱۲۴

(۲) انوار مناسک، صفحہ نمبر: ۴۲۷

ہیں۔اس موقع پر رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جبلِ رحمت پر نہیں چڑھے تھے، بلکہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پہاڑ کے دامن میں وقوف فرمایا تھا، اس لیے عرفہ کے روز اس پر چڑھ کر ذکر ودعا کرنے اور نماز ادا کرنے کو باعث ثواب سمجھنا بے اصل ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔ (۱)

جبل رحمت کے قریب جا کر کسی ایسی جگہ پر پہونچنے کی کوشش کریں کہ جبل رحمت آپ کی داہنی جانب میں ہو اور اگر آپ کا خیمہ جبل رحمت سے دور ہو یا وہاں پہونچنے میں زحمت ہو تو یہاں آنے کے بجائے جہاں آپ ہوں وہیں وقوف کرلیں، پورے میدان عرفات میں کہیں بھی وقوف کر سکتے ہیں۔

عرفات میں دُعا کھڑے کھڑے مانگنا سُنّت ہے، البتہ اگر کوئی عذر ہو تو بیٹھ کر بھی دعاؤں کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ جہاں بھی ہوں قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو جائیں، دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھالیں اور تکبیر وتہلیل، اللہ کی حمد وثنا، درود شریف، استغفار اور تلبیہ پڑھتے ہوئے حضور قلبی اور قبولیت کے یقین کے ساتھ اپنے لیے، اپنے اہل وعیال، رشتہ دار، دوست واحباب اور عام مسلمانوں کے لیے رو رو کر اللہ سے خوب دعائیں مانگیں اور مانگتے رہیں بلکہ کوشش کریں یہ پورا وقت اسی میں گزر جائے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس دن ظہر کے ساتھ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد سورج غروب ہونے تک مسلسل قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا کا اہتمام فرمایا۔ (۲)

مزدلفہ کو روانگی

نو (۹) ذوالحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر آپ کو میدان عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہونا ہے۔ یہاں سے بہت سے لوگ پیدل نکلتے ہیں تو بہت سے لوگ معلم کی جانب سے فراہم کردہ بسوں کے ذریعہ جاتے ہیں۔ مزدلفہ عرفات سے مغرب کی طرف تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ حاجیوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے مزدلفہ پہونچنے میں بہت طویل وقت لگ جاتا ہے بلکہ بہت سی مرتبہ لوگ رات کے ایک دو بجے تک بھی مزدلفہ نہیں پہونچ پاتے ہیں، آپ کو صبر کا مظاہرہ کرنا ہے، اور بہتر ہوگا کہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں ساتھ رکھیں۔

---

(۱) غنیۃ الناسک ۱۶۰، البحر العمیق ۳/ ۱۵۲۷، رد المحتار: ۳/ ۵۰۶
(۲) صحیح مسلم: ۱۲۱۸

عرفات سے مزدلفہ جاتے ہوئے کثرت سے تلبیہ پڑھتے رہیں، ذکرودعا اور استغفار میں مصروف رہیں، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ بھی کثرت سے پڑھیں، نیز اس دعا کو پڑھنے کا بھی اہتمام کریں:

اللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَفَضْتُ، وَمِنْ عَذَابِكَ أَشْفَقْتُ، وَإِلَيْكَ رَغِبْتُ، وَمِنْ سَخَطِكَ رَهِبْتُ، فَاقْبَلْ نُسُكِي، وَأَعْظِمْ أَجْرِي، وَتَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَارْحَمْ تَضَرُّعِي، وَاسْتَجِبْ دُعَائِي، وَأَعْطِنِي سُؤَالِي، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اے اللہ! میں تیری ہی طرف روانہ ہوتا ہوں، اور تیرے عذاب سے خوف زدہ ہوں، اور تیری رحمت کی رغبت رکھتا ہوں، اور تیرے غضب سے ڈرتا ہوں، پس میرے مناسک حج کو قبول فرما، اور مجھے عظیم ترین ثواب عطا فرما، اور میری توبہ قبول فرما، اور میری عاجزی پر رحم فرما، اور میری دعا قبول فرما، اور مجھے میری مراد عطا فرما، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے!

حدودمزدلفہ

مزدلفہ کا میدان کہاں سے شروع ہوتا ہے اور کہاں ختم ہوتا ہے اسے واضح طور پر بڑے بورڈ میں نمایاں طور پر لکھا گیا ہے، اس پر ایک جانب "بِدَايَةُ مُزْدَلِفَة" اور دوسری جانب "نِهَايَةُ مُزْدَلِفَة" لکھا ہوا ہے، جس سے مزدلفہ کی حدود معلوم ہوتے ہیں، کئی لوگ مزدلفہ سے پہلے ہی ٹھہر جاتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ چناں چہ اگر کوئی شخص حدود مزدلفہ سے پہلے ہی کہیں ٹھہر گیا اور وہیں ٹھہرا رہا حتی کہ سورج طلوع ہونے تک بھی حدود مزدلفہ میں داخل نہ ہو سکا تو اس پر دم واجب ہو جائے گا۔ ہاں اگر اپنے ٹھہرنے کی جگہ سے ایسے وقت میں روانہ ہوا کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ کی حدود میں داخل ہو گیا تو پھر وہ وقوف مزدلفہ کو پانے والا شمار ہوگا اور اس پر دم لازم نہ ہوگا۔[1]

مزدلفہ میں کہاں ٹھہرنا مناسب ہوگا؟

وہاں شب گزاری اور وقوف کے لیے ایسی جگہ ٹھہریں کہ راستے بند نہ ہوں تاکہ دوسرے حجاج کو

[1] انوار مناسک: ۴۳۹

تکلیف نہ ہو اور وہ آگے جا سکیں، بہتر ہوگا کہ مَسْجِدُ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ کے قریب تک پہونچنے کی کوشش کریں اور وہاں پر کوئی مناسب جگہ دیکھ کر ٹھہریں۔

آپ ایسی غلطی ہرگز نہ کریں جو عام لوگ کرتے ہیں کہ مزدلفہ کے آغاز سے قبل بیت الخلاء وغیرہ بنے ہوئے ہیں انہیں مزدلفہ میں سمجھ لیتے ہیں اور وہیں ٹھہر جاتے ہیں، آپ اس بات پر اچھی طرح غور کر لیں کہ آپ جہاں ٹھہر رہے ہوں وہ علاقہ مزدلفہ کی حدود میں ہو، اس سے باہر نہ ہو۔

مغرب اور عشاء کی نماز کب اور کیسے ادا کریں؟

آج آپ پر مغرب کی نماز مزدلفہ پہونچنے کے بعد ہی عشاء کی نماز کے وقت میں عشاء کے ساتھ ادا کرنا واجب ہے، اس لیے مزدلفہ کی حدود میں پہونچنے سے پہلے ان نمازوں کو نہ پڑھیں ورنہ گناہ ہوگا۔ مزدلفہ میں آپ جہاں ٹھہرنا چاہتے ہیں وہاں پہونچ جانے کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہو جائیں، اس کے بعد دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں، پہلے مغرب کی فرض نماز پڑھیں اس کے بعد عشاء کی فرض نماز پڑھیں، ان دونوں کے بعد پہلے مغرب کی سنت، پھر عشا کی سنت، پھر وتر پڑھیں۔

نماز سے فراغت کے ذکر و تسبیح اور تلبیہ میں خود کو مصروف رکھیں اور بقدرِ ضرورت آرام بھی کر لیں۔ بہتر ہوگا کہ یہیں سے پہلی رمی کے لیے سات کنکریاں یا مکمل رمی کے لیے ستر کنکریاں جمع کر لیں، یہ کنکریاں چنے کے دانے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر ہونی چاہئے۔ اس سے بڑے پتھروں اور ڈھیلوں کو نہ لیں؛ کیونکہ ان سے رمی ہو تو جائے گی لیکن ایسے بڑے پتھروں اور ڈھیلوں کا استعمال مکروہ ہے۔ (۱)

مزدلفہ میں شب گزاری اور وقوف کا وقت

نو اور دس ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں گزارنا مسنون ہے، اور وقوف مزدلفہ واجب ہے، اس کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو صبح صادق کے طلوع سے سورج کے طلوع ہونے تک ہے۔ (۲)

---

(۱) البحر الرائق: ۲/ ۳۴۳

(۲) غنیۃ الناسک: ۱۶۵

صبح صادق ہوتے ہی مَسجِدُ الْمَشْعَرِ الْحَرَام میں فجر کی اذان دی جاتی ہے، اذان کے بعد فجر کی نماز ادا کریں، اس کے بعد قبلہ رو کھڑے ہو کر اللہ کی حمد وثنا کریں، اس کی بڑائی بیان کریں اس کی کبریائی کا اقرار کریں، درود شریف پڑھیں اور خوب توجہ کے ساتھ اللہ سے دعا کریں۔

وقوف مزدلفہ چھوڑنا

واضح رہے کہ بغیر عذر کے وقوف مزدلفہ چھوڑنے پر دم واجب ہوتا ہے، اس لیے اگر کوئی مزدلفہ آئے بغیر منیٰ یا مکہ چلا گیا اور وقوف مزدلفہ کو چھوڑ دیا تو اس پر دم لازم ہوگا، ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے وقوف مزدلفہ چھوٹ جائے تو یہ معاف ہے، دم لازم نہیں ہوگا، جیسے عرفات سے مزدلفہ کو نکلے لیکن بھیڑ کی وجہ سے وہاں پہونچنے سے پہلے ہی سورج طلوع ہوگیا، تو کوئی کفارہ یا دم لازم نہ ہوگا۔ اسی طرح ضعیف ومعذور لوگوں کے لیے اور کمزور عورتوں کے لیے بھی اس کو چھوڑنے کی گنجائش ہے۔ [۱]

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

وقوف مزدلفہ کے بعد منیٰ کے لیے سورج طلوع ہونے سے پہلے روانہ ہونا ہے، دو رکعت کے بقدر طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوجانا مسنون ہے۔ چاہے منیٰ کی حدود میں پہونچنے کے بعد سورج طلوع ہو یا حدود منیٰ میں پہونچنے سے پہلے ہی طلوع ہوجائے۔ [۲]

مزدلفہ سے منیٰ جانے کے متعدد راستے ہیں، آپ جس راستے سے بھی جارہے ہوں انتظامی حصار کو توڑنے، بند راستوں کو کھولنے یا انتظامی پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے سے مکمل پرہیز کریں، لاکھوں کے مجمع میں آپ کی تھوڑی سے غلطی بڑی خطرناک ہوسکتی ہے۔

آج کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو منیٰ پہونچنے کے بعد آپ کو ترتیب وار یہ چند کام کرنے ہیں:

(۱) جمرہ عقبہ (آخری جمرہ، بڑا شیطان) کی رمی کرنی ہے۔ (۲) اگر آپ حج تمتع یا حج قران کر رہے ہیں تو قربانی (دم شکر) ادا کرنی ہے۔ (۳) قربانی کے بعد سر کے بالوں کا حلق کرانا ہے۔ (۴) مکہ جا کر طواف زیارت کرنا ہے۔

---

[۱] غنیۃ الناسک: ۲۳۹

[۲] فتح القدیر: ۲/ ۴۸۴

ان اعمال کو اسی ترتیب سے ادا کریں۔ان میں بے ترتیبی کرنا مثلا رمی سے پہلے قربانی کرنا، یا قربانی سے پہلے بال کٹانا ممنوع ہے اور ایسا کرنے پر دم لازم ہو جاتا ہے، لیکن موجودہ زمانے کے حالات اور ازدحام کی وجہ سے علماء کہتے ہیں کہ اگر ترتیب کے مطابق انہیں انجام دینے میں بہت مشقت اور تکلیف ہو تو ترتیب کی رعایت ضروری نہیں ہے۔ (۱)

جمرات کی رمی

رمی (کنکریاں مارنے) کا تاریخی پس منظر

رمیِ جمار، یعنی شیطان کو کنکریاں مارنے کا عمل، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو حجاج کرام پر واجب ہے، اس کا تعلق اس عظیم واقعے سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کریں، حضرت ابراہیم علیہ السلام اس حکم پر عمل کرنے کے لیے روانہ ہوئے، تو شیطان مختلف مقامات پر آیا تا کہ انہیں اس حکم پر عمل کرنے سے روکے، وسوسہ ڈالے اور ان کے ارادے کو کمزور کرے، لیکن ابراہیم علیہ السلام نے ہر بار اسے پہچانا اور کنکریاں مار کر بھگا دیا، انہی تین مقامات پر آج منیٰ میں تین جمرات (جمرہ اُولیٰ، جمرہ وسطیٰ، اور جمرہ عقبہ) کے نام سے موجود ہیں۔

مکہ مکرمہ کی طرف سے آتے وقت پہلا مقام جمرہ عَقَبہ ہے، یہاں شیطان پہلی مرتبہ آیا تا کہ ابراہیم علیہ السلام کو قربانی سے روک دے، آپ علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں، جس سے وہ زمین میں دھنس گیا۔

دوسرا مقام جمرہ وسطیٰ ہے، یہاں شیطان دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے آیا، آپ علیہ السلام نے پھر سات کنکریاں مار کر اسے دور کیا اور وہ زمین میں دھنس گیا۔

تیسرا مقام، جمرہ اولی ہے، جب شیطان تیسری مرتبہ آیا، تو آپ علیہ السلام نے پھر کنکریاں ماریں، اور اسے ہمیشہ کے لیے نامراد کر دیا، اس بار بھی وہ زمین میں دھنس گیا۔ (۲)

---

(۱) رفیق حج وعمرہ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی: ۹۲
(۲) مستدرک حاکم: ۱/ ۶۳۸

اسی یادگار کو ''رمی'' کے نام سے مناسکِ حج میں شامل کیا گیا، تاکہ شیطان اور گناہوں کے خلاف نفرت، نیز صبر، استقامت اور اطاعتِ الٰہی کا جذبہ ہمیشہ زندہ رہے۔

رمی کا عمل محض کنکریاں مارنے کا ظاہری عمل نہیں، بلکہ یہ ایک روحانی تربیت ہے کہ مؤمن اپنی زندگی میں ہر اس وسوسے اور گناہ کو ٹھکرا دے جو اسے اللہ کے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرے۔ ''رمی'' دراصل باطل کے خلاف بغاوت اور حق کے ساتھ وفاداری کا عملی اعلان ہے۔ ہر کنکری مارتے وقت گویا حاجی یہ اقرار کرتا ہے: ''میں اپنے دل کے شیطان کو، اپنے نفس کی خواہشات کو اور دنیا کی گمراہیوں کو مسترد کرتا ہوں۔ اسی جذبے اور عہد کے ساتھ ''رمی'' کرنی چاہئے۔

دس ذوالحجہ کو آخری جمرہ کی رمی

دس ذی الحجہ کو صرف جمرہ عَقَبَہ (بڑا شیطان، منی سے مکہ جاتے ہوئے آخری جمرہ) کی رمی کرنی ہے، اس دن طلوع آفتاب کے بعد سے ۱۱/ ذی الحجہ کی صبح صادق تک رمی کرنے کی گنجائش ہے، البتہ طلوع آفتاب کے بعد اور زوال سے پہلے رمی کرنا مسنون ہے۔ ۱۰/ ذوالحجہ کو صبح صادق کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے رمی کرنا مکروہ ہے، لیکن بیمار، معذور اور ضعیف لوگوں کے لئے اس وقت رمی کرنا مکروہ نہیں ہے۔

رمی کرنے میں یہ احتیاط کریں

آج کل رمی میں بالخصوص زوال سے پہلے بہت زیادہ بھیڑ ہوتی ہے، جس کی وجہ سے رمی میں بہت دشواری ہوتی ہے اور کئی حادثات پیش آجاتے ہیں، جانیں چلی جاتی ہیں، بلکہ بہت سے لوگ صحیح سے رمی بھی نہیں کر پاتے؛ کیونکہ رمی کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ پھینکی گئی کنکریاں بنے ہوئے حصار کے اندر گریں، بہت سے لوگ کنکریاں دور سے پھینکتے ہیں تو وہ باہر ہی گر جاتی ہیں یا بہت دور سے زور سے کنکریاں پھینکتے ہیں تو وہ دیوار سے ٹکرا کر واپس آکر حصار کے باہر لوگوں کے درمیان گر جاتی ہیں، ایسی صورت میں یہ کنکریاں معتبر اور کافی نہیں ہوتی ہیں۔

کس وقت رمی کرنے میں آسانی ہوگی؟

موجودہ زمانے کے ازحادم (بھیڑ) کی وجہ سے آپ ایسے مناسب وقت کا انتخاب کریں جب کہ بھیڑ کچھ کم ہو جائے، آپ ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ مزدلفہ سے پہلے اپنے خیمے میں چلے جائیں، کچھ دیر آرام

کرلیں، اور جب بھیڑ کچھ کم ہو جائے تب رمی کے لیے جائیں، آج کل بھیڑ کو کنٹرول کرنے کے لیے بعض ضابطے اور شیڈول بھی مقرر کئے جاتے ہیں، اس کی معلومات حاصل کریں اور اس کی پیروی کریں۔

بہت سے لوگ جلدی جلدی کرنے کے چکر میں پریشان ہوتے ہیں، یہ بھی خیال رکھیں کہ قربانی، حلق اور طواف زیارت دس ذی الحجہ کو ہی کرنا ضروری نہیں ہے، آپ کے پاس ان اعمال کے لیے ۱۲/ذی الحجہ کے غروب تک کا وسیع وقت ہے، اس لیے بہت سے زیادہ ازدحام (بھیڑ) سے بچتے ہوئے اطمینان سے آپ انہیں انجام دے سکتے ہیں۔

رمی سے پہلے تلبیہ روک دیں

حج میں احرام باندھنے کے بعد سے پہلی رمی کرنے تک ہی تلبیہ پڑھنا ہے، رمی شروع کرنے سے پہلے تلبیہ روک دیں۔

رمی کا طریقہ

بہتر ہوگا کہ رمی کرنے کے لیے کنکری مارنے کی جگہ سے پانچ ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہوں، اور کنکری کو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھا اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر پھینکیں۔ [۱]

رمی میں جوتے یا چپل پھینکنا

بعض لوگ یہ سوچ کر کہ میں شیطان کو مار رہا ہوں، جذبات میں اتنے مغلوب ہو جاتے ہیں کہ جوتے، چپل وغیرہ بھی پھینک دیتے ہیں، ایسا کرنا مکروہ ہے، کنکری مٹی یا پتھر وغیرہ کی ہو یعنی زمین کی جنس کی ہو، رمی میں جوتے یا چپل پھینکنا کافی نہیں ہے۔ [۲]

کنکری پھینکتے وقت کی دعا

ہر کنکری کے پھینکتے وقت ''اللہ اکبر'' کہیں، یہی حضرات صحابہ سے منقول ہے، البتہ اس کی جگہ

---

[۱] فتح القدیر: ۴۸۷/۲، رمی کے لیے کنکریوں کو خاص طریقے سے پکڑ کر پھینکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔
[۲] العنایہ مع الفتح: ۴۸۶/۲

''سُبۡحَانَ اللّٰہ'' یا ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' پڑھنا بھی کافی ہے۔ رمی کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھنی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا، وَسَعْيًا مَّشْكُوْرًا، وَذَنْبًا مَّغْفُوْرًا، وَتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ.

اے اللہ! اس (حج) کو ایک مقبول حج بنا، اس کوشش کو قابلِ قدر (مقبول) بنا، گناہوں کو بخش دے، اور اسے ایسی تجارت بنا جس میں کبھی خسارہ نہ ہو۔

رمی کے بعد دعا

۱۰/ذی الحجہ کو رمی کے بعد اسی طرح گیارہ (۱۱) اور بارہ (۱۲) ذی الحجہ کی رمی میں بھی آخری جمرہ کی رمی کے بعد وہاں ٹھہر کر دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اس لیے رمی کے بعد رک کر دعا کرنے کے بجائے مقررہ راستے سے وہاں سے نکل جائیں۔

رمی میں نیابت

اگر کوئی شخص خود سے رمی کرنے سے عاجز ہے، جیسے بہت بیمار، معذور، یا سن رسیدہ وضعیف ہو، یا کسی وجہ سے رمی کرنا اس کے لیے بہت دشوار ہو تو ایسے شخص کی نیابت کرتے ہوئے دوسرا شخص اس کی رمی کرسکتا ہے۔ لیکن محض سستی اور آسانی کے لیے یا تھکاوٹ سے بچنے کے لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ نیز اگر کوئی شخص ازدحام کے وقت میں تو قادر نہ ہو لیکن دوسرے اوقات میں جب ازدحام (بھیڑ) کم ہو خود سے رمی کرنے پر قادر ہو تو اس کے لیے کسی کو رمی کے لیے نائب بنانا درست نہیں ہے، اور بغیر عذر کے دوسرے سے رمی کرانے پر رمی ادا نہیں ہوگی اور رمی چھوٹنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔[1]

رمی میں نیابت کرنے والا کیسے رمی کرے؟

جو شخص معذور کی طرف سے رمی کا وکیل بنایا گیا ہے اس کے لیے افضل یہ ہے کہ پہلے اپنی طرف سے کنکریاں مارے، اس کے بعد معذور کی طرف سے رمی کرے اور رمی کے دوسرے اور تیسرے دن میں افضل یہ ہے کہ سب سے پہلے ترتیب وار تینوں جمرات پر اپنی رمی کرے، اس کے بعد واپس لوٹ

---

[1] بدائع الصنائع: ۲/۱۳۷، لباب وشرح لباب: ۳۵۱، مطبوعہ پشاور

کر معذور کی طرف سے ترتیب وار رمی کرے۔ لیکن اگر واپسی ممکن نہ تو ہر جمرہ پر پہلے اپنی رمی کر لے اس کے بعد معذور کی رمی کرے۔

اور اگر ایسا کیا گیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری، پھر دوسری کنکری معذور کی طرف سے ماری اور اسی طرح سب جمرات پر کیا تو اس سے بھی دونوں کی طرف سے رمی معتبر ہو جائے گی؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (۱)

رمی کی کنکریاں کہاں سے لینا ہے؟

کنکریاں لینے کے لیے کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے، مزدلفہ سے مزدلفہ اور منی کے راستے سے اور منی اور اس کے آس پاس کے علاقے سے کنکریاں لے سکتے ہیں۔

کنکریاں جمرات کے حصار سے باہر گر گئیں

اگر کسی شخص نے دور سے رمی کی، جس کی وجہ سے چند کنکریاں ہی جمرات کے بنے ہوئے حصار کے اندر پہونچیں، چار یا اس سے زائد کنکریاں باہر گر گئیں، تو انہیں شمار نہیں کیا جائے گا اور دوبارہ ان کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا، اعادہ نہ کرنے کی صورت میں رمی کو چھوڑنے والا شمار کیا جائے گا اور دم لازم ہو جائے گا۔ (۲)

البتہ اگر چار یا اس سے زائد کنکریاں جمرات کے حصار میں پہونچ گئیں صرف دو تین اس سے باہر گر گئیں تو ایسی صورت میں ہر ایک کنکری کے عوض میں ایک صدقہ فطر یا اس کی قیمت دینا لازم ہوگا۔ (۳)

ساتوں کنکریاں ایک ساتھ پھینکنا

اگر کسی شخص نے ساتوں کنکریاں یا چند کنکریاں ایک ساتھ مار دیں تو اسے ایک ہی شمار کیا جائے گا۔

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۱۸۸

(۲) ردالمحتار: ۳/ ۵۳۲

(۳) غنیۃ الناسک: ۱۸۹، ردالمحتار: ۳/ ۵۳۲

قربانی

دس ذی الحجہ کی رمی سے فارغ ہونے کے بعد اگر آپ حج تمتع یا حج قران کرر ہے ہیں تو آپ پر حج کی قربانی واجب ہے اور اگر حج افراد کرر ہے ہیں تو قربانی مستحب ہے، قربانی کے لیے وسیع انتظامات ہیں، اس کے لیے اپنے گروپ کے ذمہ داروں سے رابطہ رکھیں، معلومات حاصل کریں اور ان کی رہنمائی میں قربانی ادا کریں۔ حج کی قربانی حدود حرم میں ہونا ضروری ہے۔

قربانی بکرے یا دنبہ کی بھی کی جاسکتی ہے اور بڑے جانور: بیل، بھینس اور اونٹ وغیرہ میں بقرعید کی قربانی کی طرح حصہ بھی لیا جاسکتا ہے، ایک بڑے جانور میں سات حجاج شریک ہوسکتے ہیں۔

بینکوں اور مختلف کمپنیوں کے ذریعہ قربانی کرنا

عام حالات میں رمی، حج کی قربانی اور حلق یا قصر کے درمیان ترتیب کی رعایت کرنا حجاج کرام پر لازم ہے، اور حج کی قربانی کا حلق سے پہلے ہوجانا واجب ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص قربانی ہونے سے پہلے حلق یا قصر کروالے تو واجب ترتیب چھوڑنے کی وجہ سے دم لازم ہوجاتا ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہوگا کہ اگر کسی ضرر کے بغیر ممکن ہوسکے تو اپنے طور پر یا گروپ کے ذمہ داروں کے ذریعہ قربانی کا کوئی ایسا نظم بنایا جائے کہ قربانی ہوجانے کا یقینی علم حاصل ہو، تاکہ اس کے بعد حلق یا قصر کرایا جائے۔

اور اگر بینک یا حکومت کی طرف سے مقررہ کسی ادارہ یا کمپنی میں قربانی کی بکنگ کرانا ہی قانونی طور پر لازم ہو، خود سے قربانی کرنے کی اجازت نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر کمپنی یا ادارہ کی جانب سے مقررہ وقت پر مذبح خانوں تک پہونچ کر یا کسی باوثوق ذریعہ سے قربانی ہوجانے کی معلومات حاصل کرنا ممکن ہو تو پہلے قربانی ہوجانے کا یقینی علم حاصل کرلیا جائے، اس کے بعد ہی حلق یا قصر کروایا جائے۔

اور اگر براہ راست یا کسی باوثوق ذریعہ سے قربانی ہوجانے کا یقینی علم حاصل کرنا بھی ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں ان اداروں کی جانب سے قربانی کے لیے مقررہ وقت کے بعد ان پر اعتماد کرتے ہوئے حلق یا قصر کروانا جائز ہوگا، اس سے پہلے کرانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اور اگر ایسے حالات ہوں کہ قربانی اور حلق یا قصر میں ترتیب کا خیال رکھنا ممکن ہی نہ ہو یا اس میں شدید حرج، شدید مشکلات اور قانونی پابندیاں ہوں تو پھر ترتیب کی رعایت نہ ہو پانے کی وجہ سے

حضرات صاحبین: امام ابو یوسف، امام محمد رحمہا اللہ کی رائے کے مطابق دم لازم نہیں ہوگا، تاہم اگر کوئی حاجی اس صورت میں احتیاطاً دم دینا چاہے تو دے دینا بہتر ہی ہوگا۔ واللہ اعلم [۱]

حج کی قربانی کا گوشت خود کھانا

حج قران یا تمتع میں حاجی پر بہ طور شکر جو قربانی واجب ہوتی ہے، اس کے گوشت کا حکم عام قربانی کی طرح ہے، یعنی: اس کا گوشت صاحب قربانی خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے خواہ وہ مال دار ہوں یا غریب، البتہ دم کی قربانی کا گوشت غریبوں کو ہی دینا ضروری ہے۔

حاجی پر بقر عید کی قربانی؟

واضح رہے کہ جو حاجی حج کے دنوں میں مسافر کے حکم میں ہیں ان پر بقر عید کی قربانی واجب نہیں ہوتی ہے، ہاں اگر کوئی حاجی حج کے دنوں میں مقیم کے حکم میں ہیں یعنی منی کو روانگی سے پندرہ دنوں پہلے مکہ مکرمہ آ گئے ہیں اور ان کو قربانی کے واجب ہونے کے لیے مطلوبہ مالی استطاعت [۲] بھی حاصل ہے تو ان پر حج کی قربانی کے ساتھ یہ قربانی بھی واجب ہوتی ہے، یہ قربانی کہیں بھی کی جا سکتی ہے۔

حج تمتع یا حج قران کرنے والے کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو

اگر کوئی شخص حج تمتع یا قران کر رہا ہے اور وہ بہت محتاج ہے، قربانی نہیں کر سکتا ہے تو اس کے بدلے اسے دس روزے رکھنے ہوں گے، جن میں سے تین روزے حج کے ایام میں یوم النحر (دس ذوالحجہ) سے پہلے پہلے اور سات روزے حج سے فراغت کے بعد رکھنے ہوں گے۔ اگر یوم النحر سے پہلے تین روزے نہیں رکھ سکا تو اسے بہر صورت قربانی کرنی ہوگی، پھر روزہ رکھنے سے واجب ادا نہیں ہوگا۔

---

[۱] المبسوط: ۴/۴۲، نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۹۷، فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ: 144708101883

[۲] قربانی واجب ہونے کے لیے مالی استطاعت یہ ہے کہ وہ شخص قربانی کے دنوں میں نصاب کا مالک ہو، یعنی ساڑھے سات تولہ سونا (87.4875 گرام) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (612.4125 گرام) یا اس کی قیمت کے برابر رقم اس کی ملکیت میں موجود ہو، یا اس کی ملکیت میں ضرورت واستعمال سے زائد اتنا سامان ہو، جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، یا رہائش کے مکان سے زائد مکان یا جائیداد وغیرہ ہو، یا استعمال سے زائد گھریلو سامان ہو، جس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو، یا مالِ تجارت، شیئرز وغیرہ ہوں، تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

حلق یا قصر

جب آپ کی قربانی ہو جائے اور یقینی طور پر آپ مطمئن ہو جائیں کہ آپ کی قربانی ہوگئی تو اب آپ کو حلق کرانا (سر منڈوانا) ہے یا قصر کرانا (بال کٹوانا) ہے۔ البتہ حلق کرانا افضل ہے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ قربانی ہوگئی تو آپ ابھی ہی حلق کرا کر یا بال کٹوا کر احرام سے باہر آجائیں، قربانی ہونے کے بعد آپ حلق کرا سکتے ہیں، لیکن اسے مؤخر بھی کر سکتے ہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ ۱۲/ذی الحجہ کی شام تک احرام کی حالت کو قائم رکھیں۔ [۱] لیکن ایسا کرنے کی صورت میں احرام کی پابندیوں سے بچتے رہنا ضروری ہوگا۔

بال کٹانے یا حلق کرانے کے بعد احرام ختم ہو جاتا ہے، اس لیے اس کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن سکتے ہیں، نہانے میں خوشبو والا صابن استعمال کر سکتے ہیں، عطر استعمال کر سکتے ہیں، البتہ بیوی سے جسمانی تعلق اب بھی ممنوع ہے، یہ پابندی طواف زیارت کے بعد ختم ہوتی ہے۔

طوافِ زیارت

''طواف زیارت'' جسے ''طواف اِفاضہ'' بھی کہتے ہیں حج میں فرض ہے اور حج کا نہایت اہم رکن ہے، اسے ادا کیے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا ہے، حاجی جب تک طوافِ زیارت نہیں کر لیتا، اس کے ذمہ یہ طواف باقی رہتا ہے اور وہ مکمل طور پر احرام سے باہر نہیں نکلتا۔ اگر چہ وہ بال کٹوا کر کپڑے پہن لے، لیکن بیوی کے ساتھ تعلقات اس وقت تک حرام رہتے ہیں جب تک وہ ''طوافِ زیارت'' نہ کر لے۔

طواف زیارت کا وقت

۱۰/ذوالحجہ کی صبح صادق سے ۱۲/ذوالحجہ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک ''طواف زیارت'' کر سکتے ہیں؛ البتہ اگر دشواری نہ ہو تو ۱۰/ذوالحجہ کو ''طواف زیارت'' کرنا افضل ہے۔ اور ۱۲/ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے کے بعد ''طواف زیارت'' کرنے سے ''طواف زیارت'' ادا تو ہو جاتا ہے لیکن بلا عذر تاخیر کی وجہ سے دم لازم ہو جاتا ہے۔

---

[۱] البحر الرائق: ۳۴۶/۲

''طواف زیارت''، رمی، قربانی اور حلق کرانے سے پہلے بھی کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے وقت اور سہولت کے مطابق ان ایام کے درمیان طواف زیارت کے لیے مکہ مکرمہ جانے کی ترتیب بنائیں اور وہاں جا کر طواف زیارت کر لیں، عام طور پر بہت سے حجاج پیدل ہی چلے جاتے ہیں، اور اس میں سہولت بھی محسوس کرتے ہیں، سواری سے بھی جانے کی سہولت ہوتی ہے، لیکن پھر بھی بڑا حصہ پیدل چلنا ہی پڑتا ہے۔

طواف زیارت میں اضطباع اور رمل اور اس کے بعد سعی کا حکم

اگر احرام کی حالت میں طوافِ زیارت کیا جا رہا ہے اور اس کے بعد سعی کرنے کا بھی ارادہ ہے، تو طوافِ زیارت کے سب چکروں میں اضطباع (کندھا کھولنا) اور شروع کے تین چکروں میں رمل کیا جائے گا۔

اور اگر احرام کھول کر کپڑے پہن کر طوافِ زیارت کیا جا رہا ہے، (جیسا کہ افضل اور مسنون ہے) اور بعد میں سعی کرنے کا ارادہ ہے تو اضطباع نہیں ہوگا، صرف رمل کیا جائے گا۔

اور اگر کوئی حج افراد یا حج قران کر رہا ہو اور طواف قدوم کے ساتھ اس نے سعی کر لی تھی، یا وہ حج تمتع کر رہا ہو اور زحمت سے بچنے کے لیے حج کا احرام باندھنے کے بعد نفلی طواف کر کے اس نے سعی کر لی تھی، اور احرام کھول کر عام کپڑے پہن لیا ہے، یا احرام میں ہی ہے، تو بھی طواف زیارت میں نہ تو رمل کرے گا اور نہ ہی اضطباع کرے گا؛ کیوں کہ رمل و اضطباع صرف اسی طواف میں ہوتا ہے جس کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہو۔[۱] طواف زیارت کے بعد بھی دو رکعت واجب الطواف ادا کرنی ہے۔

طواف زیارت سے پہلے حیض آ گیا

خواتین اگر دسویں تاریخ کو ماہواری کی حالت میں تھیں اور بارہویں تاریخ یا اس کے بعد بھی ماہواری آتی رہی تو ان کے لیے خصوصی رعایت ہے کہ جب پاک ہوں، طواف زیارت کر لیں، اس عذر کی وجہ سے تاخیر پر دم لازم نہ ہوگا، ہاں اگر دسویں تاریخ کو اتنا مناسب وقت مل گیا کہ اس میں وہ طواف کر سکتی تھیں، مگر بلا عذر نہ کیا اور ماہواری شروع ہوگئی، یا بارہویں تاریخ کو ماہواری بند ہوگئی اور

---

[۱] لباب المناسک: ۱۸۳

طواف کے لیے مناسب وقت موجود تھا، مگر بلا عذر طواف نہ کیا اور بارہ تاریخ گزر گئی تو پاک ہونے کے بعد طواف زیارت بھی کرنا ہوگا اور بلا عذر تاخیر کرنے کی وجہ سے دم بھی واجب ہوگا۔ (۱)

اور اگر پاک ہونے سے پہلے روانگی کا وقت آجائے جسے مؤخر کرنا ممکن نہ ہو تو اسی حال میں طواف زیارت کرلے، طواف زیارت کا فریضہ ادا ہوجائے گا، لیکن ایسی صورت میں حدودِ حرم میں بڑے جانور (اونٹ، بیل، بھینس وغیرہ) کی قربانی واجب ہوگی۔

طواف زیارت کئے بغیر وطن واپسی

اگر کسی حج کرنے والے نے طواف زیارت تو نہیں کیا، لیکن وقوفِ عرفہ کے بعد کوئی بھی طواف کیا ہے، مثلاً طوافِ وداع، یا عام نفلی طواف کیا تو وہ طوافِ وداع یا نفلی طواف طوافِ زیارت بن جائے گا، اور اس کی بیوی اس پر حلال ہوجائے گی (یعنی وہ احرام سے مکمل نکل جائے)۔ البتہ اگر یہ طواف بارہ (۱۲) ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے کے بعد کیا ہو تو طواف میں تاخیر کی وجہ سے ایک دم دینا لازم ہوگا۔

اور اگر اس نے وقوف عرفہ کے بعد کوئی بھی طواف نہیں کیا، اور اپنے ملک واپس آگیا تو وہ شرعی طور پر اب بھی ''محرِم'' ہے، (یعنی بیوی کے حق میں احرام کی حالت میں ہے) اور اسے اسی پرانے احرام کی حالت میں مکہ واپس آکر طواف زیارت کرنا ہوگا۔ پرانے احرام کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حج کے دوران اس نے جو احرام کی چادریں استعمال کی تھیں وہی استعمال کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اب بھی پہلے والے احرام میں باقی ہے، طواف زیارت کے لیے مکہ جاتے وقت اسے احرام نہیں باندھنا ہے، حتی کہ جاتے وقت عمرہ کا احرام باندھ کر بھی نہیں جاسکتا ہے؛ کیونکہ اس کا حج مکمل نہیں ہوا ہے۔ نیا احرام باندھے بغیر مکہ مکرمہ چلا جائے اور طواف زیارت کرلے۔ (۲)

اس درمیان بیوی سے جنسی تعلق سے دور رہے، چاہے وہ بیوی حج سے پہلے سے اس کی زوجیت میں ہو یا اس سے حج بعد شادی کیا ہو؛ کیونکہ طوافِ زیارت ادا کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کرنے پر ایک بدنہ (اونٹ یا اونٹنی) دینا لازم ہوجاتا ہے۔ اور پہلی بار ازدواجی تعلق کے بعد مزید جتنی بار تعلق قائم

---

(۱) البحر الرائق: ۲/ ۳۴۸

(۲) ارشاد الساری علی مناسک الملا علی القاری: ۴۹۰

کرے گا ہر بار کے بدلے ایک ایک دم لازم ہوگا۔ (۱)

حج کی سعی کا وقت اور سعی بھول جانے کی صورت میں کیا کرے؟

حج کی سعی واجب ہے، جو طوافِ زیارت کے بعد کی جاتی ہے۔ البتہ حجِ افراد اور حجِ قران کرنے والا اسے طوافِ قدوم کے بعد، اور حجِ تمتع کرنے والا ۸/ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد نفلی طواف کرکے یہ سعی کرسکتا ہے۔ ایسی صورت میں طوافِ زیارت کے بعد سعی نہیں کی جائے گی۔

اس سعی کا اصل وقت ۱۲/ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک ہے، تاہم اگر کوئی اس کے بعد بھی سعی کرے تو سعی ادا ہو جائے گی اور تاخیر کی وجہ سے کوئی دم لازم نہیں ہوگا۔ اس لیے اگر کوئی طوافِ زیارت کے بعد سعی کرنا بھول جائے تو جب تک مکہ مکرمہ میں ہے، سعی کرسکتا ہے؛ البتہ اگر سعی کیے بغیر وطن واپس آجائے تو اس واجب کے چھوٹنے کی وجہ سے اس پر دم لازم ہوگا۔ (۲)

منیٰ کے دنوں میں منیٰ میں قیام نہ کرنا

دس، گیارہ، اور بارہ ذوالحجہ کی راتوں میں منیٰ میں قیام کرنا سنت ہے، حاجی کے لیے ان ایام میں منیٰ کے علاوہ کہیں اور قیام کرنا خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، اس مقدس عبادت میں خلاف سنت اور مکروہ اعمال سے بھی بچنے کا مکمل اہتمام ہونا چاہیئے تاکہ اس کی قبولیت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، البتہ اگر کسی نے اس میں کوتاہی کی اور مکہ مکرمہ آکر ہوٹل میں مقیم ہوگیا تو یہ عمل سنت کے خلاف اور مکروہ ہوگا، لیکن اس کی وجہ سے دم لازم نہ ہوگا۔ (۳) ہاں اگر طواف زیارت کے لیے مکہ مکرمہ آتے وقت کسی ضرورت سے ہوٹل جائے اور ضرورت پوری کرکے منیٰ کو چلا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

منیٰ کے اوقات کیسے گزاریں؟

منیٰ میں قیام کے اوقات کو ذکر و عبادت، تلاوت میں گزارنے کا خاص اہتمام کریں، عموما دیکھا جاتا ہے کہ لوگ وہاں بھی مختلف دنیاوی موضوعات پر بات چیت اور تبصرے میں لگ جاتے ہیں، جس

---

(۱) غنیۃ الناسک: باب الجنایات، بدائع: ۲/ ۱۳۳

(۲) بدائع الصنائع: ۲/ ۱۳۵

(۳) ردالمحتار: ۲/ ۵۲۰

میں غیبت، جھوٹ اور بدکلامی وغیرہ بھی ہو جاتی ہے، اسی طرح بہت سے لوگ آج کل موبائل میں لگ جاتے ہیں اور شوشل میڈیا ایپس میں مصروف ہو جاتے ہیں، جن میں میں بہت سی نامناسب چیزیں بھی نظروں کے سامنے آتی ہیں، یہ سب اس مقام کے تقدس اور عبادت کی روح کے خلاف ہے، اس لیے ان چیزوں سے بچنے کا خاص اہتمام کریں، اور اپنے اوقات کو اللہ کی یاد اور اس کے قرب والے اعمال میں گزارنے پر پوری توجہ دیں۔ تاکہ آپ اس حدیث کے مصداق بن سکیں:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ، فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ[1]

''جو شخص اللہ کے لیے حج کرے، پھر وہ دورانِ حج کوئی فحش بات نہ کرے اور نہ گناہ کرے، تو (وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر) ایسے لوٹتا ہے جیسے اُس دن تھا جب اُس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا''۔

۱۱/ذوالحجہ اور ۱۲/ذوالحجہ کی رمی

۱۱/ذوالحجہ اور ۱۲/ذوالحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کرنی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ سب سے پہلے جمرۂ اولیٰ پر سات کنکریاں ماریں، پھر کہیں کنارے کچھ دیر ٹھہر کر دعا کریں، اس کے بعد درمیانی جمرہ پر سات کنکریاں ماریں، اور کنارے ٹھہر کریں دعا کریں، اس کے بعد جمرہ عقبہ (آخری جمرہ) پر سات کنکریاں ماریں، اس رمی کے بعد ٹھہر کر دعا نہیں کرنی ہے، اس لیے رمی کے بعد رُکے بغیر یہاں سے نکل کر مقررہ راستہ سے اپنے خیمے کو چلے جائیں۔

ان دونوں دنوں میں رمی کرنے کا افضل وقت زوال کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک ہے، اور عام طور پر اگر آپ ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر کچھ تاخیر سے بلکہ عصر کے قریب رمی کرنے آئیں تو آسانی سے رمی ہو جاتی ہے۔

ان دونوں دنوں میں رمی کا وقت زوال کے بعد شروع ہوتا ہے اور اگلی تاریخ کی صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے، ان ہی اوقات میں رمی کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی نے شدید مجبوری اور دشواری کی وجہ سے زوال سے پہلے رمی کر لیا تو رمی ہو جائے گی، اور دم لازم نہیں ہوگا۔ نیز عذر اور مجبوری کی صورت

---

[1] صحیح بخاری: ۱۵۲۴

میں غروب کے بعد رمی کرنا بلا کراہت جائز ہے، موجودہ زمانے کا ازدحام بھی عذر ہے، لیکن کوئی عذر نہ ہو تو زوال سے پہلے اور غروب کے بعد رمی کرنے سے بچنا چاہیے۔ ①

۱۳/ذوالحجہ کی رمی کا حکم

آج کل ۱۲/ذی الحجہ کو ہی منی کا میدان تقریباً خالی ہو جاتا ہے، معلم کی گاڑیاں حجاج کرام کو مکہ مکرمہ منتقل کرنے کے لیے ظہر کے بعد سے آنے لگتی ہیں، اس لیے آج زوال ہونے کے بعد رمی سے جلد فارغ ہونے کی کوشش کریں۔

اگر کسی شخص کے منی سے نکلنے سے پہلے ۱۳/ذوالحجہ کی صبح طلوع ہو گئی تو اس پر ۱۳/ذوالحجہ کی رمی واجب ہو جاتی ہے اور رمی نہ کرنے کی صورت میں دم واجب ہوتا ہے۔

اگر ۱۳/ذوالحجہ کی رمی نہیں کرنی ہے تو بہتر ہوگا کہ یہ کوشش کریں کہ ۱۲/ذوالحجہ کو غروب سے پہلے منی کے حدود ② سے نکل جائیں، لیکن اگر معلم کی گاڑی آنے میں تاخیر ہو گئی اور غروب ہو گیا، تو کوشش کریں کہ رک جائیں اور ۱۳/ذوالحجہ کی رمی کر کے جائیں، اور اگر رکنا ممکن نہ ہو تو گنجائش ہے کہ آپ غروب کے بعد بھی صبح صادق سے پہلے پہلے نکل جائیں۔

۱۳/ذوالحجہ تک رکنا تھوڑا مشکل تو ہوتا ہے لیکن رک کر ۱۳/ذوالحجہ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنا افضل ہے، البتہ اس دن زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی کرنے کی گنجائش ہے۔ ③

کسی دن رمی نہ کرسکیں تو کیا کریں؟

کسی دن کی رمی کا مکمل وقت ختم ہو جائے اور اگلے دن کی صبح صادق ہو جائے، مثلاً دس کی رمی نہیں کیا اور گیارہ کی صبح ہو گئی، یا گیارہ کی رمی نہیں کیا حتی کہ بارہ کی صبح ہو گئی یا بارہ کی رمی نہیں کیا اور تیرہ کی صبح ہو گئی تو ایسی صورتوں میں رمی کے وقت میں اس دن کی رمی کرنے کے ساتھ پچھلے دن کی رمی کی قضا بھی

---

① فتح القدیر: ۲/۴۹۹، جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۱۳۸-۱۳۹

② مکہ مکرمہ کی طرف منی کا آخری حد جمرہ عقبہ ہے۔

③ العنایہ شرح الہدایہ: ۲/۴۹۸

کی جائے گی اور تاخیر کی وجہ سے دم بھی دینا ہوگا۔ ①

البتہ ۱۳؍ذوالحجہ کا سورج غروب ہوتے ہی رمی کرنے اور رمی کی قضاء کرنے کا وقت ختم ہوجاتا ہے، اب چھوٹی ہوئی رمی کی قضا نہیں کی جاسکتی، بلکہ رمی چھوٹنے کی وجہ سے دم دینا لازم ہوگا۔

ایک دن کی رمی میں تاخیر ہوئی اور دوسرے دن اس کی قضا کی گئی، یا ہر دن کی رمی میں تاخیر ہوئی اور سب کو اکٹھے بارہ یا تیرہ ذوالحجہ کو کیا، یا سرے سے رمی ہی نہیں کیا، ساری رمی چھوٹ گئی اور ۱۳؍ذوالحجہ کو سورج غروب ہوگیا، ان تمام صورتوں میں صرف ایک دم ہی لازم ہوتا ہے۔ ②

ترتیب کے برخلاف رمی کرنا

تینوں جمرات کی رمی میں مسنون ترتیب یہ ہے کہ پہلے جمرۂ اولی کی رمی کی جائے، اس کے بعد جمرۂ وسطی پھر اس کے بعد جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے، لیکن اگر کوئی شخص بھولے سے جمرۂ عقبہ سے شروع کرے اور اخیر میں جمرۂ اولی کی رمی کرے تو اس ترتیب کے بدلنے کی وجہ سے دم وغیرہ لازم نہیں ہوگا۔ ③

طواف وداع

''طوافِ وداع'' اس طواف کو کہتے ہیں جو مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کے وقت بیت اللہ شریف سے رخصت ہونے کے لیے کیا جاتا ہے، یہ طواف آفاقی حجاج کرام پر واجب ہے، اس کو ''طواف صدر'' بھی کہتے ہیں، اس کا وقت ''طوافِ زیارت'' کے بعد شروع ہوجاتا ہے، اس لیے اگر کسی حاجی نے طواف زیارت کے بعد کوئی نفلی طواف کیا تو اس کا طوافِ وداع ادا ہوگیا اور اس کے ذمہ طوافِ وداع واجب نہیں رہا، لیکن افضل یہ ہے کہ عین واپسی کے ارادے کے وقت باقاعدہ مستقل ''طوافِ وداع'' کی نیت سے یہ طواف کیا جائے؛ تاکہ بیت اللہ سے آخری ملاقات کرکے واپسی ہو۔ ④

---

① واضح رہے یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے؛ کیونکہ اس نے اس کی ادائیگی میں تاخیر کی ہے، جبکہ حضرات صاحبینؒ کہتے ہیں کہ دوسرے دن قضاء کرلینے کی صورت میں تاخیر سے ادائیگی کی وجہ سے دم لازم نہیں ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۷۹)

② غنیۃ الناسک: ۲۷۹

③ غنیۃ الناسک: ۱۸۵

④ ردالمحتار: ۲/ ۵۲۳، فتح القدیر: ۲/ ۵۰۴

طواف وداع کن حجاج کرام پر واجب ہے اور کن پر نہیں؟

طوافِ وداع آفاقی یعنی میقات کے باہر سے آنے والے حاجی پر واجب ہے، مکہ مکرمہ میں رہنے والے پر اسی طرح ان لوگوں پر جو حدودِ حرم سے باہر اور میقات کے اندر (جیسے جدہ وغیرہ) کے رہنے والے ہیں، طواف وادع واجب نہیں ہے۔ سعودی عرب کے وہ شہر جو میقات سے باہر ہیں جیسے: مدینہ منورہ، طائف، ریاض وغیرہ وہاں سے حج کے لیے آنے والوں پر طواف وداع واجب ہے۔

طواف وداع کے بعد مزید نفلی طواف کرنا

''طوافِ وداع'' کے بعد مزید طواف کرنا جائز ہے، جو بھی آخری طواف ہوگا وہ ''طوافِ وداع'' بن جائے گا۔ چناں چہ ایک حاجی مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران نفلی طواف کرتا ہے اور اس کا ارادہ تھا کہ جانے سے پہلے ''طواف وداع'' کرے گا لیکن کسی وجہ سے اسے اس کا موقع نہ مل سکا تو اس کے نفلی طوافوں میں سے جو آخری طواف ہوگا وہ ''طواف وداع'' کے قائم مقام ہوجائے گا اور اس کا ''طواف وداع'' ادا ہوجائے گا۔

طواف وداع کے بغیر وطن واپسی

اگر کوئی حج کرنے والا ''طواف زیارت'' کے بعد کوئی نفلی طواف نہیں کیا اور طواف وداع بھی نہیں کیا اور اپنے وطن کو واپس ہو گیا تو ''طواف وداع'' چھوٹ جانے کی وجہ سے اس پر دم لازم ہوگا۔

طواف وداع میں رمل نہیں

''طواف وداع'' کے بعد بھی دو رکعت واجب الطواف ادا کی جائے گی، البتہ اس میں رمل نہیں ہے اور اس کے بعد سعی بھی نہیں ہے۔

''طواف وداع'' کے بعد زم زم پئیں اور اگر بآسانی ممکن ہو تو بیت اللہ کے پاس آکر اس کی دہلیز کو بوسہ دیں اور ملتزم (حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیانی حصہ) پر چہرہ اور سینہ دیوار سے لگا کر خوب گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں، اور بیت اللہ سے جدائی میں حزین وغمگین مسجد حرام سے باہر آئیں، کوشش کریں کہ آنکھوں سے حسرت وافسوس کے چند آنسو ٹپک جائیں۔

طواف وداع کے وقت حیض آ گیا

اگر کوئی عورت مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے وقت حالت حیض میں ہو تو وہ ''طواف وداع'' کو چھوڑ دے، حیض کی وجہ سے ''طوافِ وداع'' چھوڑنے سے کوئی کفارہ، دم یا قضاء لازم نہیں ہوتی ہے۔

حج کے بعد طواف وداع سے پہلے میقات سے باہر جانا

آج کل بہت سے لوگ حج کے بعد طائف یا دیگر علاقوں کی زیارت کے لیے جاتے ہیں، یہ خیال رہے کہ میقات سے باہر رہنے والے آفاقی لوگوں پر میقات سے باہر جانے سے پہلے ''طواف وداع'' کرنا واجب ہے، اس لیے میقات سے باہر جیسے طائف یا مدینہ وغیرہ جانے کا ارادہ ہو تو اس سے پہلے ''طواف وداع'' کرلیں۔ اگر کوئی حاجی ''طواف ودا ع'' کئے بغیر یا طواف زیارت کے بعد کوئی نفلی طواف کئے بغیر میقات سے باہر طائف وغیرہ چلا گیا، تو اس پر دم لازم ہو گیا، لیکن اگر وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر واپس آیا اور عمرہ کرلیا اور پھر مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے سے پہلے طواف وداع کرلیا تو دم ساقط ہو جائے گا، البتہ ایسا کرنا بُرا ہے۔ (۱)

حج کے بعد طواف وداع سے پہلے حرم سے باہر جانا

اگر کوئی حاجی ''طواف وداع'' سے پہلے مکہ مکرمہ کے اطراف، حل کے علاقوں میں یعنی میقات کے اندرونی علاقوں میں جانا چاہتا ہے، جیسے کسی سے ملاقات کے لیے جدہ جانا ہے، اور پھر وطن واپسی سے پہلے اسے مکہ مکرمہ واپس آنا ہے تو یہ طواف وداع سے پہلے وہاں جا سکتا ہے، اس کی وجہ سے کوئی دم لازم نہیں ہوگا۔ لیکن اگر کسی حاجی کا واپسی کا ارادہ نہ ہو بلکہ وہیں سے وطن جانے کا ارادہ ہو تو پھر اس پر ضروری ہوگا کہ طواف وداع کر کے ہی جائے، اور اگر وہ اس کے بغیر چلا گیا تو اس پر لازم ہوگا کہ بغیر احرام کے واپس آئے اور طواف وداع کرے، بصورت دیگر طواف وداع چھوٹنے کی وجہ سے دم لازم ہو جائے گا۔ (۲)

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۳۰۶

(۲) غنیۃ الناسک: ۳۰۶، فتح القدیر: ۲/ ۵۰۳

حج کے متعلق بعض اہم مسائل

نیت کر کے تلبیہ پڑھنے کے بعد نیت تبدیل کرنا

ایک احرام باندھنے کے بعد اس کو مکمل کیے بغیر دوسرے احرام میں تبدیل کرنا[١] جائز نہیں ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص ''حج افراد'' کی نیت سے مکہ مکرمہ آیا اور وہ یہ چاہتا ہے کہ حج کا طواف قدوم وغیرہ کرنے کے بجائے عمرہ کر کے حج سے پہلے احرام سے نکل جائے تو اس کے لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔[٢]

اسی طرح اگر کوئی شخص ''حج قران'' کی نیت سے آیا ہے، لیکن وہ عمرہ کے طواف وسعی کے بعد حلق کرا کر احرام سے نکل جانا چاہے تاکہ بعد میں حج کے لیے حج کے وقت احرام باندھے، تو اس کے لیے ایسا کرنا درست نہیں ہے، حلق کرنے پر بھی وہ احرام سے نہیں نکلے گا اور اس پر دو دم لازم ہوگا۔[٣]

دل کی نیت کچھ اور ہو اور زبان سے نیت کچھ اور کر لیا

ایک آدمی حج تمتع کرنے والا تھا، اس کے دل میں یہی خیال تھا کہ میں حج تمتع کروں گا، لیکن نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرتے وقت اس سے غلطی ہوگئی اور اس نے ناسمجھی اور غلطی کی وجہ سے میقات پر حج تمتع یا صرف عمرہ کی نیت کے الفاظ ادا کرنے کے بجائے یہ کہہ دیا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ (یا اللہ میں حج کرنا چاہتا ہوں) ایسی صورت میں نیت کے الفاظ کے بجائے اس کے دل کی حقیقی نیت کا اعتبار کیا جائے گا؛ کیونکہ نیت قلبی ارادہ کا نام ہے نہ کہ الفاظ کا، اور چونکہ اس کا ارادہ حج تمتع کرنے کا ہے، اس لیے وہ مکہ مکرمہ پہونچ کر عمرہ کر کے احرام سے نکل سکتا ہے اور اس کے بعد حج کر سکتا ہے۔ ایسی غلطی کی وجہ سے اس پر دم لازم نہیں ہوگا۔[٤]

---

[١] احرام سے مراد یہاں احرام کی چادریں نہیں ہیں، احرام کی چادروں کو تبدیل کرنا جائز ہے۔

[٢] درمختار: ٢/ ٥٠٢

[٣] درمختار: ٢/ ٥٣٢۔

[٤] فتاوی فریدیہ: ٤/ ٢١٣

عمرہ کا احرام باندھا لیکن عمرہ کے بجائے اس احرام سے حج کیا

عمرہ کے احرام کے ذریعہ سے عمرہ نہ کر کے حج کر لینا اور حج کے لیے الگ سے احرام نہیں باندھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو اس احرام کے ذریعہ سے فریضۂ حج مکمل تو ہو جائے گا، لیکن ایسا کرنے کی وجہ سے اس کے اوپر ایک عمرہ کی قضا اور ایک دم بھی لازم ہوگا۔ [۱]

ہوٹل سے نیت کے بغیر منی چلا گیا اور منی میں حج کی نیت کیا

جو لوگ مکہ مکرمہ پہونچ کر عمرہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ میں حج کے لیے موجود ہیں ان کے لیے افضل یہ ہے کہ حج کا احرام باندھ کر منی جائیں، لیکن اگر منی جا کر حج کا احرام باندھا تو یہ بھی جائز ہے، کیونکہ ان لوگوں کے حج کا احرام باندھنے کی جگہ پورا حرم ہے اور منی بھی حرم کا ہی حصہ ہے۔

حج تمتع کرنے والا عمرہ کر کے مکہ مکرمہ سے باہر چلا گیا، واپسی میں کیا کرے؟

ایک شخص حج کے مہینوں میں اپنے وطن سے نکل کر سے مکہ مکرمہ پہونچا اور عمرہ کر لیا اور اس کے بعد وہ اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسرے مقام کو جو کہ میقات سے باہر ہے جیسے: مدینہ منورہ یا ریاض وغیرہ چلا گیا، ایسی صورت میں حج کے لیے وہاں سے واپس آتے وقت اس کے لیے ''حج قران'' کی نیت کر کے آنا درست نہیں ہے، وہ یا تو عمرہ کی نیت کر کے مکہ مکرمہ آئے اور عمرہ مکمل کر کے مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھے، یا صرف حج کی نیت کر کے آئے اور حج کرے، بہر صورت اس کا یہ حج ''حج تمتع'' ہوگا؛ کیونکہ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک ''متمتع'' کا وطن اصلی کے علاوہ کسی دوسری جگہ جانے سے اس کا سفر اور تمتع باطل نہیں ہوتا ہے۔ [۲]

یہی حکم ان لوگوں کا ہے جو اپنے وطن سے حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ گئے اور عمرہ کر کے وہاں سے دوسرے کسی مقام کو جو میقات سے باہر ہے ملازمت کے لیے چلے گئے اور وہاں چند دنوں قیام کر کے اسی سال حج کے لیے ملازمت کی جگہ سے آرہے ہوں تو ان کے لیے بھی ''حج قران'' کی نیت سے آنا

---

[۱] فتاوی قاسمیہ: ۱۲/ ۱۹۶

[۲] اعلاء السنن: ۱۰/ ۳۴۷

درست نہیں ہے، وہ بھی یا تو عمرہ کی نیت کر کے مکہ مکرمہ آئیں اور عمرہ مکمل کر کے مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھیں، یا صرف حج کی نیت کر کے آئیں اور حج کریں، بہر صورت ان کا یہ حج ''حج تمتع'' ہوگا۔ (۱)

اور اگر کوئی شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے اپنے وطن اور اپنے اہل وعیال کے درمیان واپس چلا گیا پھر اسے وہاں سے دوبارہ حج کے لیے اسی سال واپس آنے کی سعادت ملی تو اسے اختیار ہوگا، وہ حج قران، حج تمتع اور حج افراد میں سے کسی بھی حج کا احرام باندھ سکتا ہے۔

حج تمتع کی نیت سے گیا اور حج قران کر لیا

ایک شخص حج تمتع کی نیت سے مکہ مکرمہ پہونچا اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا تو اب وہ مکی کے حکم میں ہے اس کے لیے ''حج قران'' کرنے کی اجازت نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود اس نے ''حج قران'' کر لیا یعنی عمرہ کیا اور احرام کھولے بغیر اسی احرام میں حج کیا تو ایسی صورت میں اس کا حج تو ہو جائے گا لیکن اس پر دم لازم ہوگا۔ (۲)

حج تمتع میں عمرہ کسی اور کے نام سے کیا اور حج خود اپنی طرف سے

اگر ایک شخص نے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے عمرہ کسی اور کے نام سے ایصال ثواب کے لیے کیا، اس کے بعد اس نے حج کیا تو اس کا یہ حج ''حج تمتع'' ہوا۔ اور عمرہ کا ثواب اسے بھی ملے گا جس کی طرف سے عمرہ کیا ہے۔ (۳)

حج تمتع کرنے والا عمرہ کر کے احرام سے نہیں نکلا

ایک شخص حج تمتع کی نیت کر کے مکہ مکرمہ پہونچا اور عمرہ کا طواف وسعی کرنے کے بعد حلق یا قصر نہیں کرایا اور پھر حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا اور حج کا احرام باندھ لیا تو اس کی اجازت ہے اور اس کی وجہ

---

(۱) غنیۃ الناسک: ۲/ ۲۲۸

(۲) الدر المختار: ۲/ ۵۳۹

(۳) فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ البنوریہ: فتویٰ نمبر: 144602102664

سے دم لازم نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ حج تمتع کرنے والا شمار ہوگا۔ (۱)

حج تمتع کرنے والے کا حج سے پہلے متعدد عمرہ کرنا

تمتع کرنے والا حاجی جو میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آتا ہے اور عمرہ کر کے حلال ہو جاتا ہے، اس کے لیے حج سے قبل مسجد عائشہ، مسجد جعرانہ یا حل کے کسی مقام (جدہ وغیرہ) یا کسی میقات (جیسے طائف یا ذوالحلیفہ وغیرہ) سے احرام باندھ کر متعدد عمرے کرنا جائز ہے۔ (۲)

حج قران کرنے والے کا حج سے قبل مزید عمرہ کا احرام باندھنا

حج قران کرنے والے نے میقات سے حج وعمرہ کا احرام باندھا اور مکہ معظّمہ آ کر عمرہ کے ارکان ادا کر لئے، پھر اس نے مسجد عائشہ یا حل کے کسی مقام پر جا کر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے اس نئے احرام کو ترک کر کے حج کے بعد عمرہ کی قضا کرے اور دم بھی دے، لیکن اگر اسی وقت عمرہ کر لیا تو اس نے برا کیا، اور اس پر احرام پر احرام باندھنے کی بنا پر ایک دم لازم ہوگا اور اگر کئی مرتبہ یہی عمل کیا تو ہر مرتبہ کے عوض دم دینا ہوگا۔ (۳)

حج قران کرنے والے کا حالت احرام میں حدود حرم سے باہر جانا

ایک شخص حج قران کے لیے مکہ مکرمہ جائے اور عمرہ کر لے لیکن احرام کھولے بغیر حج سے پہلے وہ حدودِ حرم کے باہر کہیں جائے جیسے جدہ وغیرہ یا میقات سے باہر کہیں جائے تو اس کی وجہ سے اس پر دم لازم نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ یہ احرام کے ممنوعات میں سے نہیں ہے۔ البتہ یہ بہتر نہیں ہے۔

حج قران کی نیت سے احرام باندھ کر صرف حج کر سکا

اگر کسی شخص نے میقات سے قران (حج وعمرہ دونوں) کا احرام باندھا مگر عذر کی وجہ سے حج سے قبل عمرہ نہ کر سکا، تو وہ اسی احرام سے حج کر لے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے اور وقت پر عمرہ نہ کرنے کی

---

(۱) ردالمحتار: ۲/ ۵۳۷، فتح القدیر: ۳/ ۵

(۲) جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۹۶۔ لیکن بعض علماء اسے ناپسندیدہ کہتے ہیں (کتاب النوازل: ۷/ ۶۳۶)

(۳) غنیۃ الناسک: ۲۳۱

وجہ سے ایک دم بھی دے؛لیکن اس کا یہ حج ’’حج افراد‘‘ ہوگا اور اس پر قران کا دمِ شکر لازم نہ ہوگا۔ [۱]

حج کے بعد عمرہ کرنا

حاجی چاہے حج افراد کرے یا حج قران یا حج تمتع کرے، حج کے مناسک کی تکمیل اور عمرہ کے ممنوع ایام کے بعد متعدد عمرے کرسکتا ہے اور اس کی وجہ سے حج افراد حج تمتع نہیں بنتا ہے۔

حج وعمرہ کا احرام باندھ کر حج وعمرہ ادا کیے بغیر واپس آجانا

اگر ایک شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھ چکا تھا یعنی احرام کا کپڑا پہن کر حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ چکا تھا، اس کے بعد بغیر عذر کے واپس ہوگیا تو وہ احرام سے نہیں نکلے گا، جب تک حدودِ حرم میں ایک دم نہ دے، جب اس کی طرف سے حدودِ حرم میں جانور ذبح کرلیا جائے تو اس کے لئے احرام کھولنا جائز ہوگا، اور آئندہ اس حج یا عمرہ کی قضا بھی لازم ہوگی۔ [۲]

اگر کوئی دوران حج بیہوش ہوجائے

اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت بے ہوش ہوجائے تو ساتھی کو چاہیے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا بعد میں بے ہوش کی طرف سے بھی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔ جب ساتھی نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تو بے ہوش کا احرام بندھ گیا، واضح رہے کہ بے ہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لیے اس کے سلے ہوئے کپڑے نکالنا ضروری نہیں ہے کپڑے نکالے بغیر بھی احرام صحیح ہوجائے گا۔ [۳]

اگر کوئی شخص حج کے دوران بے ہوش ہوجائے تو شریعت کی نظر میں وہ معذور ہے، اور معذور کے لیے شریعت میں عام لوگوں کی بہ نسبت رعایتیں ہیں، اس لیے ایسے شخص کے لیے یہ حکم ہے کہ وقوف عرفہ تو اسی حال میں کرادیا جائے، کیونکہ وقوف عرفہ کے لیے نیت ضروری نہیں، اور یہی حج کا رکن اعظم

---

[۱] انوار مناسک: ۳۰۲

[۲] ردالمحتار: ۲/ ۵۵۳

[۳] معلم الحجاج

ہے، باقی افعال کے لیے دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ اسی حالت میں ویل چیئر وغیرہ پر اس کو طواف اور سعی کرا دیا جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ رفقاء میں سے کوئی اور شخص اس کی طرف سے ان افعال کو انجام دے دے، فقہاء نے دونوں صورتوں کا ذکر کیا ہے، رمی اور قربانی اس کی طرف سے نیابۃً کی جا سکتی ہے، اس طرح انشاء اللہ اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ (۱)

جو شخص خود بھی احرام باندھے اور بے ہوش کی طرف سے بھی اس نے احرام باندھا ہے اگر وہ ممنوعات احرام میں سے کوئی ممنوع عمل کر لے گا تو صرف ایک ہی جزا واجب ہوگی۔

جس وقت اس کو ہوش آجائے تو تعیین احرام کر کے باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے۔ (۲)

حج بدل

حج فرض ہونے کے بعد جب تک اسے ادا نہ کیا جائے اس وقت تک وہ فریضہ ذمہ میں باقی رہتا ہے، حتی کہ اگر استطاعت باقی نہ رہے اور حالات بدل جائیں تو بھی یہ فریضہ ساقط نہیں ہوتا، اس لیے حج فرض ہونے کے بعد جلد از جلد اسے ادا کرنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔ (۳)

بعض مرتبہ بعض لوگوں کے ساتھ ایسے حالات آتے ہیں کہ ان پر حج فرض ہو چکا ہوتا ہے لیکن کسی عذر جیسے مرض یا قانونی پابندیوں وغیرہ کی وجہ سے وہ جانے پر قادر نہیں ہوتے، ایسے حالات میں اس فریضہ کو ذمہ سے ساقط کرنے کے لیے کسی دوسرے سے اپنا حج کرانے کو ''حج بدل'' کہتے ہیں۔ جس کی طرف سے حج بدل کیا جا رہا ہے اسے ''آمر'' کہتے ہیں، اور حج کرنے والے کو ''مامور'' کہتے ہیں۔

کب حج کی وصیت کرنا فرض ہو جاتا ہے؟

جس شخص پر استطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو گیا اور اس نے حج کا زمانہ پایا مگر کسی وجہ سے حج نہ کر سکا، پھر کوئی ایسا عذر پیش آگیا جس کی وجہ سے خود حج کرنے پر قدرت نہیں رہی مثلاً ایسا بیمار ہو گیا

---

(۱) کتاب الفتاوی
(۲) معلم الحجاج
(۳) رد المحتار: ۲/ ۴۵۸

جس سے شفا کی امید نہیں یا نابینا ہو گیا یا اپاہج ہو گیا یا فالج ہو گیا یا بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کمزور ہو گیا کہ خود سفر کرنے پر قدرت نہیں رہی، تو اس آدمی کے لیے اپنی طرف سے کسی دوسرے آدمی کو بھیج کر ’’حج بدل‘‘ کروانا یا اپنے مرنے کے بعد اپنے ترکے سے اپنی طرف سے حج بدل کروانے کی وصیت کرنا فرض ہے، وصیت کے الفاظ یہ ہیں کہ ’’میرے مرنے کے بعد میری طرف سے میرے مال سے حج بدل کرا دیا جائے‘‘۔ (۱)

وصیت کرنے کی صورت میں وصیت کرنے والے ’’آمر‘‘ کے چھوڑے ہوئے مال کے تہائی مال سے وصیت پوری کی جائے گی، اگر کل ترکہ کے تہائی مال میں اتنی گنجائش ہو کہ اس آمر کے وطن سے کسی کو بھیجنے کے اخراجات پورے ہو سکتے ہوں تو وارثین پر آمر کے وطن سے حج کرانا لازم ہوگا۔ اور اگر تہائی مال اتنا نہ ہو تو میقات سے پہلے جہاں سے ہو سکے وہاں سے کسی کو بھیج کر ’’حج بدل‘‘ کرا دیا جائے، اور اگر تہائی مال اتنا بھی نہ ہو تو وصیت باطل ہو جائے گی اور اس کے ذمہ حج باقی رہے گا۔

حج کی وصیت کے بغیر حج کرنا یا کرانا

اگر کسی پر حج فرض تھا لیکن نہ حج کر سکا اور نہ وصیت کیا پھر بھی اس کے وارث یا کسی اجنبی نے اس کی طرف سے خود حج کر لیا یا کسی سے کروا دیا تو فرض اداء ہو جانے کی اُمید کی جا سکتی ہے۔ (۲)

حج بدل کے شرائط

’’حج فرض‘‘ کسی دوسرے سے کرانے کے لیے ان چند شرائط کی رعایت بھی ضروری ہے، اگر ان شرائط کے بغیر ’’حج فرض‘‘ دوسرے سے کرایا جائے گا تو ’’حج فرض‘‘ ادا نہ ہوگا، اور اس شخص کے ذمہ ’’حج فرض‘‘ باقی رہے گا:

۱۔ جو شخص اپنا حج کرائے اس پر حج فرض ہو، یعنی حج کے مصارف کے بقدر مال ہو اور صحیح و تندرست بھی ہو، پس اگر کسی شخص نے حج فرض ہونے سے پہلے حج کرا دیا اور بعد میں مالدار ہو گیا تو پھر دوبارہ حج

---

(۱) ردالمحتار: ۴/ ۹۰

(۲) ردالمحتار: ۲/ ۶۰۰

کرنا یا عذر کی صورت میں دوسرے سے کرانا فرض ہوگا، پہلا حج فرض حج نہیں ہوگا بلکہ نفلی حج ہوگا۔

۲۔ حج فرض ہونے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے خود حج کرنے سے عاجز ہوجائے، اگر کسی نے حج فرض ہونے کے بعد عذر پیش آنے اور عاجز ہونے سے پہلے کسی سے حج کرادیا تو حج فرض ادا نہیں ہوا، دوبارہ حج کرانا لازم ہوگا۔ (۱)

۳۔ جس عذر کی وجہ سے دوسرے سے حج کرارہا ہو وہ موت تک مستقل باقی رہے، چناں چہ ایک شخص نے کسی عذر کی وجہ سے کسی کو حج پر بھیج دیا لیکن بعد میں وہ عذر بھی ختم ہوگیا اور وہ خود حج کے لیے جانے پر قادر ہوگیا تو دوسرے سے کرایا ہوا حج ''فرض حج'' نہیں ہوگا بلکہ ''نفلی حج'' شمار ہوگا، اور اس پر ''حج فرض'' کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

۴۔ حج کے سارے یا اکثر ضروری اخراجات حج کروانے والے کے مال سے پورے کیے جائیں۔ یہاں یہ واضح رہے کہ اجرت پر حج کرنا، کرانا جائز نہیں، اس لیے ایسے الفاظ کے ذریعہ کسی کو حج کا حکم نہ دے کہ جس سے ''اجارہ'' (۳) سمجھا جائے، لیکن اگر کسی نے اجرت پر حج کیا تو حج آمر کا ہی ہوگا اور مأمور سے حج کے مصارف کے علاوہ اجرت واپس لی جائے گی، ہاں ورثہ سب بالغ ہوں اور واپس نہ لینا چاہیں تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ (۴)

حج بدل کرنے والے کو کتنا خرچ دینا چاہئے؟

حج بدل کرانے والا حج بدل کرنے والے کو جانے سے آنے تک کا تمام خرچہ دے گا، بلکہ واپسی تک اس کے ماتحت زیر کفالت گھر والوں کا خرچہ بھی دینا چاہیے، لیکن حج بِدل کرنے والے کو جو خرچہ دیا جائے اس میں اس پر انتہائی ایمان داری، دیانت داری اور احتیاط لازم ہے، ورنہ حق العباد کا مؤاخذہ

---

(۱) ردالمحتار: ۲/ ۵۹۹

(۲) الاصل لمحمد بن الحسن الشیبانیؒ: ۲/ ۵۰۵

(۳) اجارہ کا مطلب ہے کسی چیز (جائیداد، مشین، یا کسی شخص کی محنت) کو ایک مخصوص مدت کے لیے کرایہ یا معاوضے کے بدلے میں استعمال کرنا۔

(۴) ردالمحتار: ۲/ ۶۰۱

ہوگا، سفر کے بعد جو رقم بچے وہ واپس کردے اور بہتر یہ ہے کہ بھیجنے والا پہلے ہی کہہ دے کہ اگر خرچ میں کوئی بے احتیاطی اتفاقاً ہوجائے تو وہ میری طرف سے معاف ہے۔

حج بدل کی نیت

احرام باندھنے کے وقت جس میت یا زندہ معذور آدمی کی طرف سے حج کررہا ہے اس کی طرف سے حج کی نیت کرنی چاہیے، یعنی احرام باندھتے وقت زبان سے یہ کہے کہ میں فلاں شخص کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں اور اگر نام بھول جائے تو یہ کہے کہ ''جس شخص کی طرف سے مجھ کو حج کے لیے بھیجا گیا ہے میں اس کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں''۔

اگر حج بدل کا احرام باندھتے وقت اس آدمی کی طرف سے حجِ بدل کرنے کی نیت نہیں کیا تو حجِ بدل ادا نہیں ہوگا اور ضمان لازم آئے گا؛ کیوں کہ اس نے حج بدل کے لیے پیسہ لینے کے باوجود حج بدل نہیں کیا۔

حج بدل کرنے والا حج افراد کرے یا حج تمتع یا حج قران؟

حجِ بدل کرنے والے کو حج افراد کرنا چاہیے، البتہ حجِ بدل کے لیے بھیجنے والے کی اجازت سے حجِ بدل میں حجِ تمتع اور حجِ قران کرنا بھی جائز ہے، اور اگر کسی وجہ سے اس نے اس سے اجازت نہیں لی تو بھی حج تمتع کے عرف وعادت کے پیش نظر حج تمتع کی اجازت ہوگی۔[۱] حجِ تمتع یا قران کرنے کی صورت میں جو دمِ شکر (قربانی) لازم ہوتی ہے اگر بھیجنے والا اپنی خوشی سے اس قربانی کی قیمت ادا کردے تو بہتر، ورنہ حج بدل کرنے والا اپنے پیسے سے قربانی کرے گا اور یہ قربانی حج بدل کرنے والے کے نام سے ہوگی۔ حج بدل کرانے والے کو چاہیے کہ حجِ بدل کرنے والے کو ہر قسم کا اختیار دے دے، تاکہ تمتع، قران، قربانی یا کوئی حادثہ، بیماری یا عذر وغیرہ کے سلسلہ میں مزید اجازت کی ضرورت پیش نہ آئے، عام اجازت اس طرح دے کہ ''میری طرف سے جس طرح چاہو حج کرلینا''۔

حجِ بدل کرنے والا آمر (جس کے حکم سے حج کررہا ہے) کے حکم کی مخالفت نہ کرے، اور دی گئی ہدایات کے مطابق حج کرے۔

---

[۱] نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۹۸

حج بدل میں دم کی ادائیگی کس کے ذمہ ہوگی؟

حج کے دوران حج بدل کرنے والے کی کسی غلطی کی وجہ سے دم لازم ہو جائے تو یہ دم حج بدل کرنے والے کے ذمہ ہوگا، ہاں اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی غیر اختیاری رکاوٹ پیش آجائے جس کی وجہ سے حج کے مکمل کرنے سے پہلے ہی اسے احرام سے نکلنے کے لیے دم دینا پڑے تو یہ دم حج کرانے والے (آمر) پر ہوگا۔ ①

حج بدل پر کس کو بھیجنا چاہئے؟

حجِ بدل کرنے کے لیے باشعور عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے، نابالغ بچے اور پاگل حجِ بدل نہیں کر سکتے۔ افضل یہ ہے کہ ''حج بدل'' کے لیے ایسے شخص کو بھیجا جائے جو حج کے مسائل کا جانکار، تجربہ کار اور دیانت دار ہو اور اپنا حج پہلے کر چکا ہو؛ کیونکہ حج کی استطاعت رکھنے والے شخص کا اپنا حج فرض ادا کئے بغیر دوسرے کی طرف سے حج بدل کے لیے جانا مکروہ تحریمی ہے، اور جس شخص پر حج کی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے حج فرض نہ ہوا اور اس نے پہلے حج بھی نہ کیا ہو اسے حج بدل کے لیے بھیجنا خلاف اولیٰ ہے۔ لیکن ان دونوں صورتوں میں ''حج بدل'' ادا ہو جائے گا۔ ②

حج بدل مرد سے کرانا افضل ہے اور عورت کے لیے بھی افضل یہ ہے کہ حج بدل کسی مرد سے کرائے، لیکن کسی مرد یا کسی عورت کی طرف سے عورت کے لیے بھی حج بدل کرنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ محرم ساتھ ہو اور شوہر اجازت دے۔ واضح رہے کہ محرم کا خرچہ حج بدل کرانے والے پر نہیں ہوگا۔ ③

نفلی حج بدل

اگر کوئی شخص اپنے کسی عزیز کی طرف سے نفلی حج کرنا چاہے تو وہ اس کی طرف سے نفلی حج کر سکتا ہے اور اس کا ثواب اسے ملتا ہے۔

---

① منحۃ السلوک: ۳۳۴، الاختیار لتعلیل المختار: ۱۷۱/۱

② غنیۃ الناسک: باب الحج عن الغیر، رد المحتار: ۶۰۳/۲

③ بدائع الصنائع: ۲۱۳/۲

نفلی حج ہر شخص کی طرف سے کیا جا سکتا ہے، چاہے اس پر حج فرض ہو یا نہ ہو، اسی طرح زندوں اور مرحومین دونوں کی طرف سے نفلی حج کر سکتے ہیں۔

نفلی حج میں یہ لازم نہیں ہے کہ جس کی طرف سے حج کرنا ہے اس کے مال سے یا اس کے وطن سے حج کیا جائے۔

اللہ موقع دے تو اپنے ساتھ ساتھ اپنے والدین وغیرہ کی طرف سے نفلی حج کر کے انہیں ثواب پہونچانے کی کوشش کرنی چاہئے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے قرض ادا کرے، قیامت کے دن اسے ابرار کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (۱) اور حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کریگا تو اس کا حج مقبول ہوگا اور اُن کی رُوحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (جل شانہ) کے نزدیک نیکوکار لکھا جائے گا۔ (۲)

کیا حج بدل کرنے کی وجہ سے حج فرض ہو جاتا ہے؟

اگر کسی شخص کے پاس خود اپنے حج کی استطاعت نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص اسے حج بدل کے لیے بھیجے تو حج بدل کے لیے مکہ مکرمہ جانے سے اس شخص پر خود اپنا حج فرض نہیں ہوگا۔ (۳)

کیا حج بدل پر مامور شخص خود حج بدل نہ کر کے کسی دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے؟

جس شخص کو حج بدل کرنے پر مامور کیا گیا ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ خود حج بدل نہ کرے اور کسی دوسرے شخص سے حج بدل کرائے، ہاں اگر اصل مؤکل (جس نے حج بدل کا حکم دیا ہے) اس کی اجازت دے دے تو ایسا کرنا درست ہے۔ (۴)

---

(۱) سنن الدارقطنی: ۲۶۰۸

(۲) سنن الدارقطنی: ۲۶۰۷

(۳) غنیۃ الناسک جدید: ۳۶

(۴) الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۵/ ۴۰۸۷

مکہ مکرمہ کے مقدس تاریخی مقامات

مکہ مکرمہ کے مقدس اور تاریخی مقامات دراصل ایمان افروز، روح پرور اور تاریخِ اسلام کے زندہ و تابندہ نشانات ہیں۔ مسجدِ حرام کے قریب اور اس کے اطراف میں کئی تاریخی مقامات واقع ہیں۔ ان میں سے بہت سے مقامات حرم شریف کی توسیع کے دوران مسجدِ حرام میں شامل ہو گئے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کی ظاہری نشانیاں مٹ گئیں۔ البتہ بعض مقامات مکہ مکرمہ کے مختلف اطراف میں آج بھی موجود ہیں، کچھ اپنی اصل حالت پر برقرار ہیں، جبکہ کچھ کی تاریخی حیثیت اور عظمت کے تحفظ کے لیے وہاں یادگار یا علامتی عمارتیں تعمیر کر دی گئی ہیں۔ عام طور پر زائرین ان مقامات کی زیارت اور برکت کے حصول کے لیے وہاں جاتے ہیں:

بیت اللہ (خانہ کعبہ)

خانۂ کعبہ، اللہ ربّ العزّت کا مقدّس ترین گھر ہے، یہ صرف پتھروں کی عمارت نہیں، بلکہ یہ عشق و ایمان کا مرکز، توحید کا مظہر، اور تمام اہلِ ایمان کا قبلہ ہے، جو ایک بار اسے دیکھ لے، وہ ہمیشہ کے لیے اس کے حسن و جلال کا اسیر ہو جاتا ہے، وہ سادہ مگر ایسی پرکشش تعمیر ہے جسے دیکھنے کی آرزو ہر مومن کی تمنا ہے، اور دیکھتے رہنے کو جی چاہتا ہے؛ کیونکہ اس کو دیکھ کر انسان اللہ کی رحمتوں کا حقدار بنتا ہے، دنیا میں یہی وہ واحد عمارت ہے جس پر نظر پڑتے ہی انسان اس میں ایسا محو ہو جاتا ہے کہ وہ دنیا و مافیہا سے غافل ہو جاتا ہے۔

یہی بیت اللہ جسے ''کعبہ'' بھی کہتے ہیں، قیامت تک مسلمانوں کا قبلہ ہے، یہی وہ پہلا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کیلئے زمین پر بنایا، جیسا کہ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ [۱]

اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے جو تمام دنیا کیلئے

---

[۱] سورہ آل عمران: ۹۶

برکت وہدایت والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روئے زمین پر جو جگہ سب سے پہلے بنائی گئی وہ ''بیت اللہ'' کی جگہ ہے، یہیں سے روئے زمین کو پھیلایا گیا۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بیت اللہ کو زمین سے دو ہزار سال قبل بنایا گیا، پھر وہیں سے زمین پھیلائی گئی۔ (۲)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ''بَیْتُ الْمَعْمُوْرِ'' کے مثل، اسی کے سائز اور مقدار میں ایک گھر روئے زمین پر بنائیں، تو انھوں نے بیت اللہ کی تعمیر کی، اللہ عزوجل نے روئے زمین پر بسنے والی مخلوق کو خانۂ کعبہ کے طواف کا ایسا ہی حکم دیا جیسا کہ اہل آسمان ''بیت المعمور'' کا طواف کرتے ہیں۔ (۳)

خانۂ کعبہ کی تعمیر و مرمت مختلف ادوار میں ہوتی رہی، انسانوں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی، ان کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانۂ کعبہ کی تعمیر اس کی قدیم بنیادوں پر کی جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں رکھی گئی تھیں، مگر طوفانِ نوح کے بعد مٹ گئی تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر میں خانہ کعبہ میں دو دروازے تھے: ایک مشرقی جانب (جہاں آج کا دروازہ ہے) اور دوسرا مغربی جانب (پیچھے کی طرف) اور دونوں زمین کی سطح کے برابر تھے، اور خانہ کعبہ مستطیل تھا جس میں حطیم والا حصہ بھی شامل تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل قریش نے دیواروں کے کمزور ہوجانے اور گرجانے کی وجہ سے اس کی تعمیر کا ارادہ کیا، لیکن مالی وسائل کی قلت کی وجہ سے حطیم والے حصہ کو چھوڑ کر تعمیر کیا، اور دروازہ زمین سے اوپر کردیا تاکہ صرف اجازت یافتہ افراد ہی داخل ہوسکیں۔

(۱) شعب الایمان للبیہقی: ۷/ ۵۴۳، حدیث: ۳۶۹۸

(۲) مستدرک حاکم: ۲/ ۸۵

(۳) مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن: ۱/ ۳۹۳

جب خانۂ کعبہ کو حجاج بن یوسف کے حملے میں نقصان پہنچا، تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے ۶۴ھ میں دوبارہ تعمیر کیا، انہوں نے دروازہ زمین کے برابر کر دیا (جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش تھی) دو دروازے بنائے، ایک اندر جانے کے لیے، ایک باہر نکلنے کے لیے اور حطیم کو شامل کر کے کعبہ کو اصل ابراہیمی بنیاد پر بنایا۔

جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے، تو حجاج بن یوسف نے ۷۴ھ میں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے حکم پر خانۂ کعبہ کی تعمیر بدل دی، ایک دروازہ بند کر دیا، دوسرا دروازہ دوبارہ اونچا کر دیا اور حطیم کو موجودہ صورت میں باہر چھوڑ دیا، جو آج بھی اسی طرح ہے۔

۱۶۲۹ء (۱۰۳۹ھ) میں سیلاب کے باعث خانۂ کعبہ کو شدید نقصان پہنچا تو سلطنت عثمانیہ کے سلطان مراد چہارم کے حکم پر خانۂ کعبہ کو پوری طرح مضبوط بنیادوں کے ساتھ دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ پتھروں کو مضبوط کیا گیا، لکڑی کے شہتیر بدلے گئے، اور دیواروں کو خوبصورت سنگِ مرمر سے آراستہ کیا گیا۔

موجودہ سعودی حکومت نے کئی بار خانۂ کعبہ کی مرمت، اور اندرونی تزئین کا کام انجام دیا، اندرونی دیواروں پر سنگِ مرمر لگایا، چھت کو مضبوط اسٹیل بیم سے بنایا، شاذروان، دروازہ، غلافِ کعبہ، اور اندرونی سیڑھیاں جدید انداز میں تیار کیا۔

خانۂ کعبہ کی شکل تقریباً مکعّب (چوکور) ہے، مگر ہلکی سی مستطیل ہے۔ بیت اللہ کی اونچائی تقریباً 13.1 میٹر ہے، اور چوڑائی (شمال سے جنوب) تقریباً 12.86 میٹر اور (مشرق سے مغرب) تقریباً 11.03 میٹر ہے، دروازہ کعبہ کی شمال مشرقی دیوار پر زمین سے 2.13 میٹر (7 فٹ) کی بلندی پر ہے، جسے ''باب الرحمۃ'' (رحمت کا دروازہ) کہا جاتا ہے۔ وہ دروازہ سونے سے بنا ہوا ہے اسے ۱۹۷۹ء میں مصور احمد بن ابراہیم بدر نے تین سو کلو سونے سے تیار کیا، اس سے پہلے ۱۹۴۲ء میں ان کے والد: ابراہیم بدر نے چاندی سے یہ دروازہ تیار کیا تھا۔

خانۂ کعبہ کی چھت سے بارش کا پانی نیچے جس نالی سے گرتا ہے اسے ''میزابِ رحمت'' کہتے ہیں، یہ

بھی سونے سے بنا ہوا ہے۔

خانۂ کعبہ کی بنیاد کو بارش سے بچانے کے لیے خانۂ کعبہ کے نچلے حصے میں سنگِ مرمر کی ابھری ہوئی پٹی لگی ہوئی ہے، جو خانۂ کعبہ کے نچلے حصے کے گرد باہر کی تین جانب لگی ہوئی ہے، اسے شاذ روان کہتے ہیں، غلافِ کعبہ اس کے اوپر ہوتا ہے۔

خانۂ کعبہ کے دروازے اور حجرِ اسود کے درمیان کا حصہ ملتزم کہلاتا ہے، وہاں پر دعا قبول ہوتی ہے، ملتزم پر کھڑے ہوکر اور اس سے چمٹ کر دعا کرنا ایسا ہے جیسے بندہ اللہ کے گھر کے دروازے سے لپٹ کر اپنی ساری پریشانیاں سنا رہا ہو۔

''غلافِ کعبہ'' وہ سیاہ رنگ کی چادر ہے جو خانۂ کعبہ پر چڑھائی جاتی ہے۔ یہ چادر خانۂ کعبہ کی زینت بھی ہے اور اس کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ اس پر قرآنِ پاک کی آیات سنہری دھاگوں سے خوبصورتی کے ساتھ لکھی جاتی ہیں۔ غلافِ کعبہ مکہ مکرمہ میں ایک خاص کارخانے میں تیار کیا جاتا ہے، جس کا نام ''کسوۂ کعبہ کمپلیکس'' (Kiswa Factory) ہے۔ اسے خالص ریشم سے تیار کیا جاتا ہے، اور اس پر آیات و دیگر نقوش کے لیے اصلی سونے اور چاندی کے دھاگے استعمال کئے جاتے ہیں، اسے ہر سال نو (۹) ذوالحجہ کو بدلا جاتا ہے۔

خانۂ کعبہ کے چاروں کونے الگ الگ ناموں سے موسوم ہیں، حجر اسود والے کونے کو ''رکن الحجر الاسود'' کہتے ہیں، اس کے بعد والے کونے کو ''رکن عراقی'' کہتے ہیں، اس کے بعد والے کونے کو ''رکن شامی'' کہتے ہیں اور اس کے بعد والے کونے کو جو حجر اسود سے پہلے ہے ''رکن یمانی'' کہتے ہیں۔

حطیم

کعبہ معظّمہ کی شمالی دیوار کے پاس آدھے دائرے کی شکل میں سفید سنگ مرمر کی دیوار کے اندر کا حصہ حطیم کہلاتا ہے۔ یہ دیوار 4 فٹ 4 انچ (1.32 میٹر) اونچی اور 2 فٹ 11 انچ (0.90 میٹر) چوڑی ہے۔ حطیم درحقیقت خانۂ کعبہ ہی کا حصہ ہے، قریش نے خانۂ کعبہ تعمیر کرتے وقت تعمیری اسباب

میں کمی کی وجہ سے اس حصہ کو چھوڑ دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کو اسی حال پر اس اندیشہ سے باقی رکھا کہ اس سے دشمنانِ اسلام کو اسلام مخالف فتنہ پیدا کرنے کا موقع مل سکتا تھا، حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے موافق اس کی تعمیر کی، بعد میں حجاج ابن یوسف نے اپنے عہد حکومت میں اس کو توڑ کر قریش کی بنائی ہوئی حالت پر تعمیر کر دیا ان حالات میں اس وقت کے علماء نے یہ فتوی دیا کہ اب اس کو اسی حال میں رہنے دیا جائے ورنہ خانۂ کعبہ بادشاہوں کا کھلونا بن جائے گا اور ہر ایک اپنی مرضی کے موافق اس کی تعمیر کرتا رہے گا جس سے اس کی عظمت پامال ہوگی۔

چونکہ حطیم خانۂ کعبہ کا ہی حصہ ہے اس لیے اس میں نماز پڑھنا مستحب ہے، اور اس میں نماز پڑھنا درحقیقت خانۂ کعبہ میں نماز پڑھنے کے برابر ہے، اس لیے اس میں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے بشرطیکہ کسی کو تکلیف دئے بغیر آسانی سے موقع میسر آجائے۔

مقام ابراہیم

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ خانۂ کعبہ تعمیر کر رہے تھے، تو جیسے جیسے دیواریں اونچی ہوتی گئیں، آپ علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہوکر اونچے حصے بناتے جاتے، حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاکر دیتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر جاری رکھتے، اسی وقت یہ پتھر نرم ہو گیا اور آپ علیہ السلام کے دونوں قدموں کے نشانات اس میں نقش ہو گئے، یہی وہ پتھر ہے جسے آج ''مقامِ ابراہیم'' کہا جاتا ہے۔

یہ پتھر خانۂ کعبہ سے قریب تھا، جب طواف کرنے والوں کو اس سے طواف میں دشواری ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس مقام پر منتقل کر دیا جہاں آج موجود ہے، وہ پتھر چوکور ہے جس کی چوڑائی، لمبائی اور اونچائی پچاس (۵۰) سینٹی میٹر ہے۔ اس کے درمیان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان ہیں، جو بیضوی شکل کے دو لمبے سوراخ ہیں، اس کا رنگ سفید، کالا اور پیلا ہے۔ اسے سنہری جالی دار گنبد میں محفوظ کر دیا گیا ہے تاکہ زائرین اسے دیکھ سکیں اور اس کی حفاظت بھی

رہے۔

مسجد حرام

خانۂ کعبہ کے صحن کے چاروں طرف بنی ہوئی عمارت مسجد حرام ہے، دنیا کی یہ سب سے بڑی اور وسیع مسجد ہے، موجودہ توسیع (2025 تک) کے بعد مسجد الحرام کا کل رقبہ تقریباً پندرہ لاکھ چونسٹھ ہزار مربع میٹر ہو چکا ہے، یہاں بیک وقت دس لاکھ سے زائد نمازی عبادت کر سکتے ہیں۔

زمزم کا کنواں

زمزم کا پانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس بجھانے کے بہانے اللہ تعالیٰ نے تقریباً چار ہزار سال قبل ایک معجزے کی صورت میں مکہ مکرمہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں جاری کیا جو آج تک جاری ہے۔

آبِ زمزم ایک زندہ جاوید معجزہ ہے، اور اس میں عقل کو حیران کرنے والی خوبیاں ہیں، روزانہ لاکھوں حجاج کرام اور زائرین حرمین جی بھر کر زمزم پیتے اور لاکھوں لیٹر روزانہ دوسرے ممالک کو لے جاتے ہیں اس کے باوجود یہ کنواں مسلسل جاری ہے۔

اس پر تحقیق کرنے والے کہتے ہیں کہ اس میں موجود نمکیات کی مقدار ہمیشہ یکساں رہتی ہے، اس کے ذائقے میں آج تک کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی، بلکہ روز اول سے آج تک اس کا وہی ذائقہ ہے، دوسرے کنوؤں میں کائی جم جاتی ہے اور دیگر نباتاتی اور حیاتیاتی افزائش ہوتی ہے، انواع واقسام کی جڑی بوٹیاں اور پودے اگ آتے ہیں یا کئی قسم کے حشرات بستے ہیں جس سے پانی کا رنگ اور ذائقہ متاثر ہوتا ہے، مگر آب زمزم دنیا کا واحد پانی ہے جو ہر قسم کی نباتاتی یا حیاتیاتی افزائش اور آلائش سے پاک وصاف ہے۔

موجودہ زمانے میں زمزم کا کنواں نہیں دکھتا ہے، وہ خانہ کعبہ کے جنوب مشرق میں (بیت اللہ کے دروازے اور حجر اسود کے کونے کے سامنے) بیت اللہ سے تقریباً 21 میٹر کے فاصلے پر مطاف کے

تہہ خانے میں واقع ہے۔اس کنویں کی گہرائی تقریباً 98 فٹ (30 میٹر) اوراس کے دھانے کا قطر تقریباً 3 فٹ 7 انچ تا 8 فٹ 9 انچ ہے۔1953ء تک یہ پانی ڈول کے ذریعے نکالا جاتا تھا۔

عَمُوْدُ اُم ھانی رضی اللہ عنھا (ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مکان کے پاس کا ستون)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفرمعراج کی رات حضرت ام ہانی فاختہ رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب کے گھر تھے، جہاں سے اس مبارک سفر پر روانہ ہوئے، اور روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتح مکہ کے موقع پر سب سے پہلے اسی گھر میں داخل ہوئے۔ (۱) یہ مکان خانہ کعبہ سے ایک سو بیس میٹر کے فاصلہ پر واقع تھا۔ (۲)

حرم شریف کی حالیہ توسیع میں اس مکان کے محل وقوع کی نشان دہی کے لیے وہاں پر ایک ستون (پلّر) گلابی (Pink) رنگ کے پتھر سے بنایا گیا جو کہ خانہ کعبہ کہ رکن شامی کے سامنے اور باب الملک فہد اور باب العمرہ کے درمیان ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جائے ولادت

مروہ کے قریب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیدائش کی جگہ ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے تھے۔اس جگہ پر اِن دنوں مکتبہ (لائبریری) قائم ہے۔

جَنَّتُ المُعَلّٰی

''جنت المعلّیٰ'' مکہ مکرمہ کا سب سے قدیم اور بابرکت قبرستان ہے۔اسے ''مقبرۂ معلیٰ''، ''مقبرۂ ابوطالب'' یا صرف ''المُعلّٰی'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔یہ مسجدِ حرام کے شمال مشرق میں، تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ وہی قبرستان ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اجداد، اہلِ بیت، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے متعدد بزرگ ہستیاں مدفون ہیں۔اسی قبرستان میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے۔

---

(۱) مسند اسحاق بن راہویہ: ۲۱۳۳، اخبار مکہ للفاکہی: ۳/۲۷۲، تحفۃ الاشراف: ۱۲/۴۴۹

(۲) التاریخ القویم: طاہر الکردی

جبلِ نور (غارِ حرا)

جبل نور مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں مسجد الحرام سے تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، اس کی اونچائی تقریبا دو ہزار فٹ ہے، موجودہ زمانے میں آبادی جہاں پر ختم ہوتی ہے وہاں سے چوٹی تک پہونچنے میں تقریبا ایک ہزار ترسٹھ سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہے، ۲۰۱۲ء میں راقم السطور نے چڑھتے ہوئے شمار کرنے کی کوشش کی تھی، اس کی چوٹی پر پہونچنے کے بعد دوسری سمت میں تقریبا ۲۲ ۔ ۲۳ سیڑھیاں نیچے اترتے ہیں، اس کے بعد دو بڑے چٹانوں کے درمیان سے گزر کے دوسری سمت جاتے ہیں تب ''غار حراء'' پر پہونچتے ہیں، یہی وہ جگہ ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت ملنے سے قبل کئی دنوں تک عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اور یہیں پر پہلی وحی: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ نازل ہوئی۔

جبلِ ثور (غارِ ثور)

جبل ثور مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے جنوب میں تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یہ پہاڑ سطح سمندر سے سات سو ساٹھ میٹر بلند ہے۔

ہجرتِ مدینہ کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی پہاڑ کے اوپری حصہ میں واقع غار میں تین دن تک پناہ گزین رہے۔

روایات میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے دہانے پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھوڑی دیر کے لیے وہیں پر روک دیا، خود اندر تشریف لے گئے، غار کو خوب اچھی طرح صاف کیا، کچھ سوراخ تھے، جس سے زہریلے جانور سے خطرہ تھا، ان سبھوں کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے گئے۔ تین چار میل کا سفر وہ بھی پہاڑی سفر، بڑا دشوار گزار رہا۔ زانوئے صدیقی پر سر رکھ کر سو گئے۔ اتنے میں ایک سوراخ نظر آیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنا انگوٹھا ہی اس پر رکھ دیا۔ ایک روایت کے مطابق اسی سوراخ سے کسی زہریلے سانپ نے آپؓ کو ڈس لیا، تکلیف کی شدت بڑھتی جا رہی تھی،

لیکن اس وقت، ماضی، حال اور مستقبل کی سب سے عظیم شخصیت آپ کے زانو پر سر رکھے ہوئی تھی، حرکت کرنے کی بھی زحمت نہ کی، لیکن شدت کی تاب نہ لا کر، آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور پر اس کے بعض حصے گرے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھلی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آبدیدہ دیکھ کر وجہ دریافت کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساری تفصیلات بتائی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن اس ڈسے ہوئے مقام پر لگا دیا، جس سے تکلیف مکمل ختم ہوگئی اور زہر بھی دور ہو گیا۔ (۱)

کفار قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کیا اور وہ غار ثور تک پہنچ بھی گئے، مگر اللہ کی حکمت سے وہ غار کے دھانے سے واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں اور وہ دیکھ نہیں پائے، بعض روایات میں مذکور ہے کہ اس غار کے دروازے پر مکڑی نے جالا بُن لیا جس سے کفار کو لگا کہ یہ غار تو برسوں سے ویران پڑی ہوئی ہے۔ (۲)

یہاں قیام کے دوران اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ چھپ چھپا کر کھانا لایا کرتے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک لوگوں کی خبریں بھی پہنچاتے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ (جنہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا تھا) دن بھر بکریاں چرا کر شام میں ان بکریوں کو غار کے پاس لاتے جن کا دودھ یہ حضرات پیتے تھے۔

تین دنوں تک غار ثور میں قیام کرنے کے بعد، حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے اطلاع دی کہ اب سب لوگ تھک ہار کر بیٹھ گئے ہیں، تب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے سے تیار کی ہوئی دونوں سواریاں منگوائیں، ایک حضور کی خدمت میں پیش کی، اور ایک پر خود سوار ہوئے، ساتھ میں حضرت عبداللہ اور حضرت عامر بن فہیرہ کو لیا اور راستے کی رہنمائی کے لیے ایک کافر مگر قابل اعتماد شخص عبداللہ بن اریقط (ارقد) کو لیا اور سب کے سب مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

---

(۱) دلائل النبوۃ: ۲/ ۳۵۱

(۲) دلائل النبوۃ: ۲/ ۳۵۴

عرفات

عرفات، مکہ مکرمہ سے تقریباً اکیس کلومیٹر مشرق کی طرف واقع ایک وسیع میدان ہے، جسے میدانِ عرفات یا صحرائے عرفات کہا جاتا ہے۔ یہ حرمِ مکہ کی حدود سے باہر واقع ہے، اور حدودِ حرم وحل کے درمیان سب سے اہم مقام ہے۔ میدان عرفات کا مرکزی حصہ وہ پہاڑ ہے جسے ''جبلِ رحمت'' (رحمت کا پہاڑ) کہا جاتا ہے۔

عرفات وہ مقام ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام زمین پر اترنے کے بعد پہلی مرتبہ ملے تھے۔ اسی لیے اسے عرفات کہا گیا، یعنی پہچاننے کی جگہ۔

یہی وہ مقام ہے جہاں حج کا اہم رکن ''وقوف عرفہ'' ادا کیا جاتا ہے، اور اسی میدان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع میں جامع ترین خطبہ دیا۔

منیٰ

منیٰ حدود حرم میں واقع ہے جو مکہ مکرمہ کے مشرق میں پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یہ دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے، اس کا رقبہ تقریبا بیس (۲۰) مربع کلومیٹر ہے۔ حجاج کرام آٹھ (۸) ذی الحجہ کو اور اسی طرح دس (۱۰) سے بارہ (۱۲) یا تیرہ (۱۳) ذی الحجہ تک منیٰ میں قیام کرتے ہیں۔ اور یہیں وہ تینوں جمرات ہیں جہاں حجاج کرام رمی کرتے ہیں، منی ہی میں ریلوے اسٹیشن سے کچھ پہلے پہاڑ کے اوپری حصہ میں ایک چھوٹا مینار نما علامتی نشان موجود ہے جو اس مقام کی نشاندہی کرتا ہے جہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لیے لٹایا تھا اور پھر اللہ کے حکم سے جنتی مینڈھا قربان کیا تھا۔

مَسجِد خَیف

مسجد خیف منیٰ کے جنوبی حصے میں جمرات (رمی والی جگہوں) کے قریب واقع ہے، یہ بہت بڑی عالیشان مسجد ہے، یہ مسجد بڑی بابرکت اور دعاؤں کی قبولیت کی جگہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے بھی حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں قیام کے دوران اسی مقام پر نماز ادا فرمائی ہے، ایک روایت میں ہے کہ مسجد خیف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور بشمول حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: مسجدِ خیف میں ستر انبیاءِ کرام علیہم السلام کی قبور ہیں۔ (۲)

مَسْجِدُ الْمَشْعَرِ الْحَرَام

مسجد المشعر الحرام وہ مسجد ہے جو مزدلفہ کے میدان میں واقع ہے، اس مسجد کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ عرفات کی تاریخی مسجد نمرہ اور منیٰ کی مسجد الخیف کے درمیان برابر فاصلہ پر واقع ہے۔ اس مسجد میں ایک ہی وقت میں بارہ ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔

مَسْجِدِ جِعِرَّانَہ

مسجد جعرانہ مکہ مکرمہ کے شمال مشرق میں مسجدِ حرام سے تقریباً چوبیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، یہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک مشہور وادی میں ہے جسے ''وادی جعرانہ'' کہا جاتا ہے۔

غزوۂ حنین کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دن یہاں قیام فرمایا، اور یہیں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اسی نسبت سے یہاں ایک مسجد تعمیر کی گئی جسے ''مسجد جعرانہ'' کہا جاتا ہے۔

''مسجد جعرانہ'' ایک خوبصورت، جدید طرز کی مسجد ہے۔ یہاں احرام باندھنے کے انتظامات ہیں، لیکن یہاں پر اتنا وسیع انتظام نہیں ہے جیسا کہ مسجد عائشہ وغیرہ کے پاس ہے اس لیے جو لوگ یہاں آ کر غسل کر کے احرام باندھنا چاہتے ہیں انہیں تھوڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔

---

(۱) المعجم الکبیر: ۱۲۲۸۳

(۲) المعجم الکبیر: ۱۳۵۲۵

زیارت مدینہ منورہ

اب آپ کا سفر ایک نئے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے، وہ مرحلہ جس کی تمنا ہر مومن کے دل میں زندگی بھر مچلتی رہتی ہے، اب آپ اس مقام کو جا رہے ہیں جہاں قدم رکھنے سے پہلے ہی دل لرز جاتا ہے، آنکھیں نم ہو جاتی ہیں، اور روح سراپا ادب و عشق بن جاتی ہے۔

اب آپ مدینہ طیبہ جا رہے ہیں، جس سے محبت ایمان کی نشانی ہے، اور جہاں قیام کے دوران پیش آنے والے ناگوار حالات پر صبر کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا حقدار بناتا ہے۔ (۱)

مدینہ منورہ وہ شہر ہے جہاں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں، یہاں کے ذرے ذرے میں برکت ہے، مٹی میں شفا ہے، اور فضا میں عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہک بسی ہوئی ہے۔ اسی شہر کو عظمت وفضیلت کی یہ سند حاصل ہے کہ اس کے بارے میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ **اِنَّهَا طَابَة** (یہ پاکیزہ مقام ہے) (۲) اور اسی سرزمین پر حجرۂ مبارک اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درمیانی حصہ وہ مقام ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کا باغ کہا ہے۔ (۳)

یہ شہر ایمان، محبت، سکون اور برکت کا گہوارہ ہے، یہاں عاشق اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لیے آتا ہے، یہاں درود و سلام کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں، یہاں ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد کا سرور حاصل ہوتا ہے اور اہل دل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت وصحبت کے احساس کی لذت محسوس کرتے ہیں۔

اہل علم لکھتے ہیں کہ جو شخص مدینہ میں داخل ہوتا ہے یا وہاں کچھ مدت قیام کرتا ہے، وہ اس کی مٹی، دیواروں اور گلیوں سے ایک روحانی سکون، دل کا اطمینان، اور قلبی خوشی محسوس کرتا ہے، جو دنیا کے کسی اور مقام پر نصیب نہیں ہوتی۔ (۴)

---

(۱) مسلم شریف: ۱۳۶۳

(۲) صحیح بخاری: ۱۷۷۳

(۳) مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (صحیح بخاری: ۱۱۳۷)

(۴) شرح البخاری لابن بطال: ۵۴۴/۴

یہ وہ مقدس اور روحانی شہر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کی ہجرت، اقامت اور مدفن کے لیے منتخب فرمایا، اسی لیے ہر مومن کی دلی آرزو یہی ہے کہ وہ زندگی میں ایک بار ضرور اس شہرِ محبوب ﷺ کی زیارت کرے، اور اسی مٹی میں جا کر سو جائے جہاں اللہ کے محبوب، رحمۃٌ للعالمین، سید الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین ﷺ آرام فرما ہیں۔

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ
فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

''میری جان اس قبر پر فدا ہو جس کے مکین آپ (ﷺ) ہیں۔ جو پاکدامی وحیاء، جود وسخا اور کرم کے تمام اوصاف اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں''۔

اس لیے آپ جب اس شہر کو جا رہے ہیں تو دل کو پاک وصاف کر لیں اور سیر وسیاحت اور دنیاوی اغراض کے بجائے نبی اکرم ﷺ کی زیارتِ مبارکہ اور درود وسلام کی ادائیگی کی نیت سے سفر کریں اور سفر کے دوران کثرت سے درود شریف پڑھنے اور استغفار کرنے کا اہتمام کریں۔ جو بھی درود یاد ہو اسے پڑھ سکتے ہیں، ایک مختصر اور جامع درود شریف یہ ہے اسے یاد کر لیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

مدینہ منورہ میں داخلہ

جب مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہو رہے ہوں تو دل میں عاجزی اور شکر کے جذبات پیدا کریں اور یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسے نا قابل اور گناہ گار بندے کو محض اپنے فضل وکرم سے یہ سعادت عطا فرمائی ہے۔ اللہ کی حمد وثنا اور درود شریف کے اہتمام کے ساتھ یہ دعا پڑھیں:

اللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ، فَاجْعَلْنِي فِيهِ مِنَ الآمِنِينَ، وَارْزُقْنِي فِيهِ زِيَارَةَ نَبِيِّكَ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي تَرْضَى بِهِ عَنِّي، يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

''اے اللہ! یہ تیرے نبی ﷺ کا حرم ہے، مجھے یہاں امن عطا فرما، اور اپنے نبی ﷺ کی زیارت ایسی مقبول صورت میں نصیب فرما جو تیری رضا کا باعث ہو''۔

مدینہ منورہ کی سرزمین پر

مدینہ منورہ کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی دل میں یہ یقین تازہ کرلیں کہ یہ زمین اللہ کے محبوب ﷺ کے قدموں کو بوسہ دینے کے شرف سے مشرف ہے۔ لہٰذا وہاں ہر قدم ادب سے رکھیں، آواز نیچی رکھیں، نگاہیں جھکائے رہیں، اور دل میں حضور ﷺ کی عظمت ومحبت تازہ رکھیں۔

مدینہ منورہ میں آپ اپنی ہوٹل اور قیام گاہ پر پہونچ کر اس کا نام لکھ کر اپنے پاس رکھ لیں اور خواتین وغیرہ کو بھی لکھوا دیں، بہتر ہوگا کہ غسل کرلیں، یا وضو کرلیں، پاکیزہ لباس پہن لیں، خوشبو لگالیں، اور پھر درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد نبوی کے لیے نکلیں۔

مسجد نبوی پہونچنے کے بعد اگر ممنوع وقت نہ ہو تو سب سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھیں، نماز کا وقت ہو تو نماز سے فارغ ہوجائیں اور پھر باوضو زیارت کے لیے جائیں، زیارت کے لیے جانے سے پہلے کچھ صدقہ کرلیں، اور اللہ سے دعا کرلیں کہ یا اللہ میں آپ کے محبوب ﷺ کے دربار میں حاضر ہونے جارہا ہوں، میری حاضری ادب وتعظیم کے ساتھ ہو، اور میری زیارت اور سلام مقبول ہو۔

زیارتِ روضۂ رسول اکرم ﷺ

روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے لیے باب السلام سے داخل ہوتے ہیں، وہاں سے سیدھے آگے بڑھتے ہیں تو بائیں جانب حجرۂ مبارک آتا ہے جہاں آپ کو سلام پیش کرنا ہے۔

باب السلام سے داخل ہونے کے بعد پورے وقار وسکون اور عاجزی کے ساتھ قدم بڑھائیں، عجلت یا ہجوم میں دھکا مکی سے بچیں، گناہوں پر ندامت اور مغفرت کی شفارش کی طلب کے لیے حاضری کا احساس دل میں رکھیں، زبان پر درود شریف کا ورد رکھیں، آہستہ آہستہ چلتے ہوئے حجرہ مبارک کے سامنے پہونچیں۔ اور یہ ذہن میں رکھیں کہ مسجد نبوی کی حدود میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ [۱]

وہاں پہونچنے کے بعد حجرہ کی جالی پر ترتیب وار تین حلقے نظر آئیں گے جن میں سے پہلا حلقہ بڑا

---

[۱] تذکرۃ الخلیل: ۳۰۷

ہے، اس بڑے حلقے کے اوپر سبز تختی لگی ہوئی ہے جس پر سنہرے رنگ میں ''هٰذَا اَلسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' لکھا ہوا ہے، یہی وہ مبارک مقام ہے جو روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے واقع ہے، جہاں عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ یہاں پر حجرہ کی طرف رخ کر کے باادب کھڑے ہو جائیں اور سلام عرض کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللهِ مِنْ خَلْقِهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ وَأَهْلِ بَيْتِكَ ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّكَ عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ، وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ، فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزٰى رَسُوْلاً عَنْ أُمَّتِهِ۔

یارسول اللہ! آپ پر سلام ہو، اللہ کی مخلوق میں سے برگزیدہ ہستی! آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے محبوب! آپ پر سلام ہو، تمام رسولوں کے سردار اور خاتم النبیین! آپ پر سلام ہو۔ آپ پر، آپ کے اہلِ بیت، آپ کے اصحاب اور آپ کے گھر والوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کے بندے اور رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے پیغام پہنچا دیا، امانت ادا کر دی، امت کی خیر خواہی فرمائی اور پریشانی و گمراہی کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے وہ بہترین جزا عطا فرمائے جو کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے دی جا سکتی ہے۔

آج کل ازدحام اور بھیڑ کی وجہ سے وہاں صحیح سے ٹھہرنے کا موقع نہیں دیا جاتا ہے، جس کی وجہ طویل سلام کا موقع نہیں مل پاتا اس لیے مختصر سلام کے جملے ذہن نشین رکھنا چاہیے، آپ ان الفاظ میں سلام پیش کر سکتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا خَيْرَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! آپ پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے وہ بہترین جزا عطا فرمائے جو کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے عطا کی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے بعد آگے بڑھیں گے تو جالی پر اگلے حلقے کے اوپر سبز تختی لگی ہوگی جس پر سنہرے رنگ میں لکھا ہوگا: هٰذَا اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، یہاں پر ٹھہر کر خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَبَابَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْكَ

رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ! آپ پر سلامتی ہو۔ اللہ آپ سے راضی ہوگیا۔

اس کے بعد داہنی جانب میں اگلا حلقہ دکھے گا جس کے اوپر سبز تختی میں سنہرے رنگ سے لکھا ہوگا: هٰذَا اَلسَّلَامُ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، یہاں پر ٹھہر کر خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْكَ

امیر المؤمنین عمر بن خطاب! آپ پر سلامتی ہو۔ اللہ آپ سے راضی ہوگیا۔

اس کے بعد اگر موقع ملے تو کسی قدر آگے بڑھ کر قبلہ رو کھڑے ہوجائیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ اللہ نے حاضری کی سعادت بخشی اور دعا کریں کہ اللہ میری اس حاضری میں جو بھی بے ادبی اور غفلت ہوئی ہو اسے معاف فرمادے، یہ حاضری قبول فرمالے اور بار بار باادب مقبول حاضری عطا فرمادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت حاصل ہوجائے۔

آج کل عام طور پر وہاں دعا کے لیے ٹھہرنے کا موقع بھی نہیں ملتا ہے، اس لیے شکر اور دعا کے کلمات کہتے ہوئے ''بَابُ الْبَقِیْعِ'' سے باہر آجائیں، اور اگر موقع ہو اور ممنوع وقت نہ ہو تو مسجد نبوی میں جا کر دو رکعت ادا کریں اور حاضری نصیب ہونے پر اللہ کا شکر ادا کریں اور اللہ سے دعا کریں۔

حج وعمرہ پر جانے والوں کو روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لیے کہنا

حج یا عمرہ کے لیے جانے والوں کو روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنے کے لیے کہنا کوئی رسمی رواج نہیں

ہے، بلکہ امتِ محمدیہ کا ایک متوارث مبارک سلسلہ ہے، اس لیے اگر کوئی حج یا عمرہ پر جانے والے کو روضۂ اطہر (عَلٰی صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفُ صَلَاةٍ وَ سَلَامٍ) پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں سلام اور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کا کہتا ہے اور وہ اسے قبول کرتا ہے تو اس پر کہنے والے کا سلام پہنچانا امانتًا واجب ہو جاتا ہے۔ اور وہ جب روضۂ اطہر پر پہنچے تو پہلے اپنی طرف سے سلام پیش کرے، پھر اس کے بعد ان لوگوں کی طرف سے سلام پیش کرے جنہوں نے یہ گزارش کی ہے۔

عام طور پر عمرہ اور حج پر جانے والوں کو مختلف افراد کی جانب سے یہ کہا جاتا ہے کہ روضہ پر میرا سلام عرض کر دینا، لیکن نام بنام سلام عرض کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور اس کا موقع بھی عام طور پر نہیں ملتا ہے، اس لیے اس ذمہ داری کو ادا کرنے اور لوگوں کا سلام پیش کرنے کے لیے مختصر یوں کہہ سکتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنِّيْ وَمِنْ كُلِّ مَنْ أَوْصَانِيْ بِالسَّلَامِ عَلَيْكَ يَتَشَفَّعُوْنَ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ.

”یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو، میری طرف سے اور ان تمام کی طرف سے جنہوں نے مجھ سے آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی گزارش کی ہے، وہ سب آپ کے رب کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کے امیدوار ہیں، آپ ان کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیے“۔

اور اگر چند لوگوں کا نام لے کر سلام پیش کرنا ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ ..... کہہ کر ان لوگوں کا نام لے لیں۔ جیسے والد کی طرف سے سلام پیش کرنا ہے تو کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ أَبِيْ, والدہ کی طرف سے پیش کرنا ہے تو کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ أُمِّيْ، وغیرہ وغیرہ جن کا بھی نام لینا ہو ”مِنْ“ کے بعد ان کا نام لیں۔

مرحومین کی طرف سے روضۂ اطہر پر سلام پیش کرنا

اگر کوئی شخص وفات سے پہلے سلام پیش کرنے کی وصیت کر جائے تب تو اس کی طرف سے سلام پیش کرنی چاہیے؛ لیکن اگر کسی نے وفات سے پہلے سلام پیش کرنے کی وصیت نہیں کی ہے تو پھر اپنی طرف

سے تبرّ عاً سلام پیش کرنے کی کوئی نظیر نہیں ملتی، اس لیے ایسے مرحومین کی طرف سے سلام پیش نہیں کرنا چاہئے۔ (۱)

موبائل کے ذریعہ سلام پیش کرنا

روضۂ اقدس پر سلام پیش کرنے والوں کو فون کر کے فون کا اسپیکر آن کروا کر فون پر سلام پیش کرنا نامناسب طریقہ اور ادب کے خلاف ہے۔ یہ بارگاہ انتہائی ادب کا مقام ہے، جسے وہاں کی حاضری نصیب ہو اسے پوری توجہ اور آداب کے ساتھ سلام پیش کرنا چاہیے، اور جو حاضر نہیں ہوسکتا وہ جانے والے کے ذریعے سلام عرض کردے، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے مقام پر ہی درود وسلام کی کثرت کرے، دور سے درود وسلام پیش کرنے والوں کا درود وسلام اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا دیتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔

حالت حیض میں سلام پیش کرنا

عورتوں کے لیے مخصوص ایام میں مسجد میں جانا حرام ہے، اس لیے عورتیں حیض کی حالت میں مسجد نبوی کے اندرونی حصے میں نہیں جاسکتی ہیں، البتہ مسجد کے باہر کے حصے مثلاً ''گنبدِ خضراء'' کی طرف کے بیرونی صحن سے صلاۃ وسلام پیش کرسکتی ہیں۔

مدینہ منورہ میں اوقات کیسے گزاریں؟

بہت تمناؤں اور آرزؤوں کے بعد یہاں کی حاضری نصیب ہوئی ہے اور آگے کا پتہ نہیں، اس لیے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اپنے اوقات کو قیمتی بنانے کی کوشش کریں، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت، کریں، ذکر وتسبیح اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کا اہتمام کریں، سنت نبویہ کا خود کو عادی بنانے اور اپنی زندگی کو شریعت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں؛ بلکہ اپنی زندگی میں اصلاحی تبدیلی لاکر اور برائیوں سے توبہ کر کے یہاں سے واپس جائیں، کیونکہ ابھی آپ اس مقام پر ہیں جہاں سے

---

(۱) فتوی دارالعلوم دیوبند: جواب نمبر: 173141

ہدایت کی روشنی پورے عالم تک پہونچی ہے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران کوشش کریں کہ روزانہ روضۂ اطہر پر حاضر ہوں اور سلام عرض کریں۔

مدینہ منورہ کے رہنے والے: اہلِ مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی ہیں، اس لیے ان کے ساتھ نرمی، خوش اخلاقی اور عزت سے پیش آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اس کے باشندوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو اللہ اسے اس طرح پگھلا دے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ ①

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران کسی کو اپنی ذات سے کوئی تکلیف نہ پہونچائیں اور یہاں کی کسی چیز کو برا اور خراب کہنے سے گریز کریں۔

مدینہ منورہ میں خاص طور پر ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مدینہ میں کوئی برائی کرے گا تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، اللہ اس کے کسی بھی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا۔ ②

ایک روایت میں ہے: مدینہ ''عیر ''③ سے لے کر ''ثور''④ پہاڑ تک حرم ہے۔ پس جو شخص اس میں کوئی نیا فتنہ (یا بدعت و جرم) پیدا کرے گا یا کسی فتنہ گر کو پناہ دے گا، تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے نہ کوئی نفلی عبادت قبول فرمائے گا اور نہ ہی کوئی فرض عبادت۔ ⑤

مسجد نبوی میں نماز کا ثواب

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران اپنا زیادہ سے زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزارنے اور پنجوقتہ نماز اسی

---

① مسلم شریف: ۱۳۸۶

② صحیح بخاری: ۶۸۷۰

③ جبل عیر مدینہ منورہ کے اہم پہاڑوں میں سے ایک ہے، یہ مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے، اور ذوالحلیفہ (میقاتِ اہلِ مدینہ/مسجدِ شجرہ) کے قریب واقع ہے۔

④ جبل ثور: یہ جبلِ احد کے پیچھے مدینہ منورہ کے شمالی جانب واقع ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔

⑤ صحیح بخاری: ۱۸۷۰، مسلم: ۱۳۷۰

میں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں؛ کیونکہ مسجدِ نبوی میں ادا کی گئی ایک نماز مسجدِ حرام کے علاوہ مساجد میں ادا کی گئی ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

''میری اس مسجد میں نماز مسجد الحرام کے سوا تمام مسجدوں میں نماز سے ایک ہزار درجہ زیادہ افضل ہے۔'' (۱)

یہ فضیلت مدینہ منورہ کی دیگر مساجد میں نماز ادا کرنے سے حاصل نہیں ہوگی بلکہ مسجد نبوی ہی میں نماز ادا کرنے سے حاصل ہوگی۔

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کی فضیلت احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ خاتم النبیین نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے میری مسجد (مسجد نبوی) میں چالیس نمازیں اس طرح پڑھیں کہ (درمیان میں) کوئی نماز فوت نہ ہو تو اس کے لیے آگ سے براءت، اور عذاب سے نجات لکھ دی جاتی ہے اور وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔ (۲)

اس لیے عمرہ یا حج کے سفر میں اگر موقع ملے تو مسلسل چالیس نمازیں مسجد نبوی میں ادا کر کے اس فضیلت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس حدیث میں جو فضیلت بیان کی گئی ہے وہ مسلسل پڑھنے کی صورت میں ہے، وقفہ وقفہ کر کے نماز پڑھنے کی صورت میں یہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

کیا مسجد نبوی کے کسی خاص حصہ میں نماز پڑھنے سے ہی یہ فضیلت حاصل ہوگی؟

مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے فضائل جو احادیث میں بیان کئے گئے ہیں صرف اُسی حصّہ کے ساتھ خاص نہیں جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا، بلکہ ان تمام حصوں کو بھی شامل ہیں جو نبی

(۱) صحیح بخاری: ۱۱۳۳، سنن ترمذی: ۳۲۵

(۲) مسند احمد: ۱۲۵۸۳، مسند انس بن مالک

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد مسجد میں شامل کئے گئے ہیں یا جو آئندہ شامل کئے جائیں گے۔ (۱)

مسجد نبوی کے بیرونی صحن میں نماز ادا کرتے وقت ضروری احتیاط

مسجد نبوی کے صحن میں نماز ادا کرتے وقت یہ احتیاط ضرور کریں کہ آپ امام کے آگے نہ بڑھیں، قبلہ کی جانب والے صحن میں انتظامیہ کی طرف سے امام صاحب کے برابر کی جگہ کی تعیین کی گئی ہے، اس سے آگے نہ بڑھیں، ایسا اکثر دیکھا جاتا ہے کہ اس جگہ سے آگے بھی صفیں بنالیں جاتی ہیں، یہ درست نہیں ہے، اور ایسا کرنے سے نماز نہیں ہوگی، اس لیے اس سے بچنے کا خاص اہتمام کریں۔

ریاض الجنۃ

مسجد نبوی کا ایک خاص حصہ ہے جسے ریاض الجنۃ کہا جاتا ہے، یہ وہ حصہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارکہ اور منبر شریف کے درمیان واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي. (۲)

''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے،
اور میرا منبر میرے حوض (حوض کوثر) کے اوپر ہے۔

اس جگہ عبادت کرنا، ذکر و دعا کرنا بہت فضیلت رکھتا ہے، مسجد نبوی میں حاضر ہونے والے ہر شخص کی تمنا ہوتی ہے کہ اس جگہ پر اسے حاضری نصیب ہو جائے اور یہاں چند رکعات پڑھنے کا موقع مل جائے، یہاں پر عورتوں اور مردوں کے لیے الگ الگ اوقات مقرر ہیں، اور ان اوقات میں یہاں کی حاضری کے لیے پہلے سے ''نسک'' Nusuk موبائل ایپ پر بکنگ کر کے اجازت حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس لیے آپ مدینہ منورہ پہونچنے سے پہلے ہی اس میں بکنگ کی کوشش کریں؛ کیونکہ بہت سی مرتبہ کئی دنوں بعد کی بکنگ ملتی ہے۔ اور وہاں پر حاضری کے لیے آپ کو جس تاریخ کو جو وقت ملے اس وقت

---

(۱) شرح سنن ابن ماجۃ للسیوطی: صفحہ ۱۰۱۔

(۲) مؤطا امام مالک: ۵۱۸، بخاری: ۱۱۹۶

سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے مسجد نبوی کے اس حصے میں پہونچنے کی کوشش کریں جہاں سے داخلہ ہوتا ہے۔

صُفَّۃُ

مدینہ منورہ میں قبلہ جنوب کی طرف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں پچھلے شمالی حصہ میں ایک سائبان تھا، جس کے سائے میں غرباء، مساکین، اور دور دراز سے آئے ہوئے صحابہ کرامؓ قیام کیا کرتے تھے، اسی کا نام ''صفہ'' تھا۔

مسجد نبوی میں حجرہ مبارک کے شمالی حصہ میں حجرہ کے بالمقابل ایک چبوترہ بنا ہوا ہے جسے سنہری جالی سے گھیرا گیا ہے، عام طور پر لوگ اسے ''صفہ'' سمجھتے ہیں، اہل علم کی رائے میں یہ بات درست نہیں ہے۔ وہ درحقیقت ''دِکَّۃُ الْاَغْوَات'' (خدمت گاروں کا چبوترہ) ہے جسے چھٹی صدی ہجری میں سلطان نور الدین زنگی نے مسجد نبوی کی خدمت اور نگرانی کرنے والوں کے لیے بنوایا۔ اس کا صفہ نہ ہونا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں صفہ میں رہنے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد ستر کے آس پاس رہا کرتی تھی، بلکہ بعض اوقات مہمانوں کی آمد کی وجہ وہاں پر رہنے والوں کی تعداد سو سے بھی زیادہ ہوتی تھی، [۱] جن لوگوں نے دیکھا ہے وہ آسانی سے اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ سنہری جالی سے گھرے ہوئے چبوترے میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ اس میں اتنی تعداد میں انسان قیام کرسکیں۔

دراصل صفہ کا وجود اس طرح ہوا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا، بیت المقدس مدینہ منورہ سے شمال کی جانب ہے اور مکہ مکرمہ جنوب کی جانب ہے، اس لیے مسجد نبوی اس طرح تعمیر کی گئی کہ شمال کی جانب رخ کرکے نماز ادا کی جاتی تھی، لیکن تحویل قبلہ کے بعد قبلہ جنوب کی جانب ہوگیا، تو قبلہ اول کی شمالی دیوار پر ایک چھت ڈال دی گئی اسی چھت دار حصہ کو ''صفہ'' کہا جاتا ہے۔ [۲]

اس کے محل وقوع کو سمجھنے کے لیے آسان طریقہ یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسجد

---

[۱] حلیۃ الاولیاء: ۱/۳۳۹

[۲] وفاء الوفاء: ۲/ ۴۵۳، فتح الباری: ۶/ ۵۹۵، مسجد نبوی کے پاس صحابہ کے مکانات: ۴۳-۴۵

کہاں تک تھی اس کی تعیین کے لیے قدیم مسجد نبوی کے ستونوں میں اوپری حصہ میں سبز رنگ کے بیک گراؤنڈ میں سنہرے رنگ سے ''حَدُّ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ'' لکھا ہوا ہے، جس سے معلوم ہوتا کہ اس زمانے میں مسجد اس حد تک تھی، اس حد کے اندر محراب سلیمانی [۱] کے پاس سے ابتدائی پانچ ستونوں کے بعد چھٹواں اور ساتواں ستون والا حصہ ''صفہ'' تھا، جو مشرق کی جانب مسجد کی آخری حد یعنی محراب تہجد [۲] اور ''دِكَّةُ الْاَغْوَات'' تک تھا۔

پھر جب ۷ ہجری میں مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو صفہ کی جگہ کو مزید پیچھے کر دیا گیا، اور اب دسواں اور گیارہواں ستون جہاں پر ہے اس جگہ پر صفہ بنایا گیا، گویا یوں سمجھیں کہ قدیم مسجد کی پچھلی دو یا تین صفیں ''صفہ'' کی جگہ پر ہیں۔

عام طور پر لوگ سنہری جالی سے گھرے ہوئے چبوترہ پر نماز ادا کرنے کے لیے پریشان ہوتے رہتے ہیں اور یہ صفہ والا حصہ خالی رہتا ہے، لیکن جو اہل علم اس حقیقت سے واقف ہیں وہ اس سے استفادہ کر لیتے ہیں۔

---

[۱] مسجد نبوی میں متعدد محراب ہیں۔(۱) محراب نبوی: یہ منبر کے بائیں جانب ریاض الجنۃ میں واقع ہے، یہ اس جگہ کے قریب واقع ہے جہاں آپ ﷺ نماز پڑھاتے تھے۔(۲) محراب عثمانی: یہ مسجد کی قبلی دیوار (جنوبی دیوار) میں واقع ہے۔ اسے خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد سے منسوب کیا جاتا ہے۔(۳) محراب سلیمانی: اسے عثمانی سلطان سلیمان عالیشان کی نسبت سے محرابِ سلیمانی کہا جاتا ہے۔ یہ محراب نبوی اور منبر کے مغربی جانب میں واقع ہے۔ یہ محراب ۹۰۸ھ مطابق ۱۵۰۲ء میں تعمیر کی گئی تھی۔(۴) محراب فاطمہ: یہ مقصورہ شریفہ کے اندر، محراب تہجد کے جنوب میں واقع ہے۔(۵) محراب تہجد: یہ حجرہ شریفہ کے شمال میں اور حضرت فاطمہؓ کے حجرے کے پیچھے، مقصورہ شریفہ سے باہر واقع ہے۔(۶) محراب شیخ الحرم۔

[۲] یہ محراب حجرہ کی شمالی جانب کی دیوار کے درمیان میں بنائی گئی ہے، موجودہ زمانے میں یہ محراب زائرین اور عام عوام کی نظر سے اوجھل ہے؛ کیونکہ پیتل کی بنی ہوئی الماریاں شمالی جانب پوری دیوار کے ساتھ ساتھ رکھی ہوئی ہیں جن میں قرآن کریم کے نسخے موجود رہتے ہیں، اسی لیے یہ محراب نظر نہیں آتی، اِس محراب کو اِس اصل مقام پر پہلی بار مصر کے سلطان سیف الدین قایتبائی نے تعمیر کروایا تھا۔ اِس پر یہ عبارت کندہ تھی: ''**هذه متهجد النبى صلى الله عليه وسلم**'' (یہ نبی ﷺ کے تہجد پڑھنے کی جگہ ہے)۔

اُسْطُوَانَۃُ اَبِیْ لُبَابَۃ رضی اللہ عنہ

''ریاض الجنۃ'' والے حصہ میں ایک ستون ہے جس پر سبز رنگ کی پلیٹ کے درمیان سنہرے رنگ سے ''ھٰذِہٖ اُسْطُوَانَۃُ اَبِیْ لُبَابَۃ'' لکھا ہوا ہے، عربی میں ''اُسْطُوَانَۃ'' کا معنی ہے: ستون۔

حجرہ مبارکہ کی جانب سے ''ریاض الجنۃ'' کے احاطہ میں پہلا ستون جو کہ حجرہ کی جالیوں کے درمیان کے ستونوں میں سے ''اسْطُوَانَۃُ السَّرِیْر'' کے بالمقابل ہے اور قبلہ کی جانب سے ''ریاض الجنۃ'' کے احاطہ میں دوسرا ستون ہے، یہ ستون صحابی رسول ''ابولبابہ رفاعہ بن عبدالمنذر'' رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے، یہ انصاری صحابی قبیلۂ اوس کے سرداروں میں سے تھے، اور بیعتِ عقبہ ثانیہ (۱) میں مسلمان ہوئے تھے۔

غزوہ خندق کے دوران بنوقریظہ کہ یہودیوں نے مسلمانوں کے سایہ عاطفت اور سایہ امن میں رہتے ہوئے عہد شکنی کی، اس لیے غزوہ خندق ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ اب بنوقریظہ کو ان کی عہد شکنی کی سزا دیں، چناں چہ ۵ھ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ بنی قریظہ کا محاصرہ کیا، بنوقریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ وہی معاملہ کریں جو بنونضیر کے ساتھ کیا تھا (۲)، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعینہ وہ فیصلہ تو نہ ہوگا، البتہ تمھیں اتنی

---

(۱) ''عقبہ'' کا معنی دشوار گزار پہاڑی راستہ یا گھاٹی ہے، سیرت پڑھنے کے دوران دو لفظ آتا ہے: بیعت عقبہ اولی اور بیعت عقبہ ثانیہ، ہجرت سے پہلے سن گیارہ نبوی میں مدینہ منورہ کے چند لوگوں نے حج کے موقع پر منی کی گھاٹی میں چھپ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کیا اور مسلمان ہوئے، اسے ''بیعت عقبہ اولی'' کہتے ہیں، پھر سن بارہ نبوی میں اسی گھاٹی میں چھپ کر مدینہ منورہ کے پچھتر افراد (۷۳ مرد اور ۲ خواتین) نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ کو ہجرت کی دعوت دے کر ہر طرح سے ساتھ دینے عہد کیا اسے ''بیعت عقبہ ثانیہ'' کہتے ہیں۔

(۲) بنونضیر کے یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی کی اور خفیہ طور پر مسلمانوں کے دشمنوں: قریش مکہ کے ساتھ ساز باز شروع کی، خاص طور پر، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش تیار کی، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنونضیر کے خلاف اقدام کرنے کا فیصلہ کیا، کئی دنوں تک ان کا محاصرہ کیا گیا اور بالآخر انہیں وہاں سے جلاوطن کیا گیا۔

رعایت دیتا ہوں کہ تم قبیلہ اُوس کے سردار اور اپنے پرانے حلیف [۱] حضرت سعد بن معاذ کو حکم تسلیم کرلو، وہ جو فیصلہ تمہارے متعلق کریں، وہ تمہیں منظور کرنا ہوگا۔ ان لوگوں نے اپنے برادر نسبی حضرت ابولبابہؓ کو اپنے پاس بلوایا اور ان سے مشورہ کیا کہ حضرت سعدؓ کو حکم تسلیم کرنا ہمارے حق میں اچھا ہے یا نہیں؟ حضرت ابولبابہؓ نے اپنے حلقوم (گردن) کی طرف اشارہ کر دیا، جس کا مفہوم یہ تھا کہ اگر حضرت سعد کو حکم تسلیم کرو گے تو ذبح کر دئے جاؤ گے۔

اشارہ تو کر گئے؛ لیکن جب یہ خیال آیا کہ اللہ عز وجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو فاش کرنے کی وجہ سے ان سے خیانت ہوگئی، تو بہت ندامت ہوئی اور افسوس ہوا، وہاں سے اٹھ کر مسجد نبوی میں آئے اور ایک زنجیر سے خود کو اس ستون میں باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ توبہ قبول نہ کرے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں نہیں کھولیں گے وہ اسی جگہ خود کو باندھے رکھیں گے۔ کئی دن تک اسی حالت میں رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ [۲]

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور نہ تم جانتے بوجھتے اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو۔ جان لو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش کا ذریعہ ہیں اور بے شک اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت تم کو عطا فرمائیں گے، تم سے تمہارے گناہ دور کر دیں گے اور تم کو معاف کر دیں گے، اللہ بڑے ہی فضل والے ہیں۔

---

[۱] حلیف: ایک دوسرے کا ساتھ دینے اور مدد کرنے کا معاہدہ کرنے والے، ساتھی، رفیق

[۲] سورۃ الانفال: ۲۷-۲۹

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں توبہ کی قبولیت کی خوشخبری سنائی، صحابہ نے آکر انہیں کھولنا چاہا، مگر انہوں نے کہا: ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مجھے کھولیں گے''۔ چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے اور ان کے بندھن کھول دیے۔ اس مناسبت سے اس ستون کو ''اُسْطُوَانَۃُ اَبِیْ لُبَابَۃ'' کہتے ہیں۔ اور چونکہ یہاں پر توبہ قبول ہوئی اس لیے اسے ''اُسْطُوَانَۃُ التَّوْبَۃ'' بھی کہتے ہیں۔

اُسْطُوَانَۃُ السَّیِّدَۃِ عَائِشَۃ رضی اللہ عنہا

یہ وہ بابرکت مقام ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں پر نماز پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوجائے تو یہاں جگہ پانے کے لیے انہیں آپس میں قرعہ اندازی کی نوبت پیش آئے۔ (۱)

صحابہ کرامؓ اس تگ ودو میں رہا کرتے تھے کہ کسی طرح اس جگہ کے بارے میں متعین طور پر انہیں معلوم ہوجائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو اس جگہ کے بارے میں متعین طور پر بتادیا تھا۔ اسی لیے اس جگہ کی نسبت سے قائم ستون کو حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یہ ستون ریاض الجنّۃ کے درمیان میں ہے۔ جس پر سبز رنگ کی پلیٹ کے درمیان سنہرے رنگ سے ''هٰذِهٖ اُسْطُوَانَۃُ السَّیِّدَۃ عَائِشَہ'' لکھا ہوا ہے۔

اُسْطُوَانَۃُ الْمُخَلَّقَۃ

یہ ستون ''ریاض الجنۃ'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محراب سے لگا ہوا ہے، اس ستون پر سبز رنگ کی پلیٹ کے درمیان سنہرے رنگ سے ''هٰذِهٖ اُسْطُوَانَۃُ الْمُخَلَّقَۃ'' لکھا ہوا ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ کے وقت ایک کھجور کے تنے کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ ایک انصاری خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک منبر بنوادیا، جمعہ کا دن آیا تو

---

(۱) فتح الباری: ۱/ ۵۷۷

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو وہ تنا بچے کی طرح چیخ چیخ کر رونے لگا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور اس تنے کو آغوش میں لے لیا تو وہ اس بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا جسے بہلا کر چپ کرایا جا رہا ہو۔ اس مناسبت سے اسے ''اُسطُوَانَۃُ حَنَّانَہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

اس ستون کو ''اُسطُوَانہ مُخَلَّقَہ'' بھی کہا جاتا ہے، اس کے وجہ یہ ہے کہ اس مبارک مقام پر ایک مرتبہ کسی نے لاعلمی میں تھوک دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو ناپسند فرمایا تھا، اس کے بعد اس تنے کو صاف کر کے خوشبو لگائی گئی۔ یعنی (خلوق) خوشبو لگایا ہوا اسطوانہ۔

اُسطُوَانَۃُ السَّرِیْرِ

''ریاض الجنۃ'' کی جانب سے حجرہ مبارکہ کی جالیوں کے درمیان یہ دوسرا ستون ہے، اس پر سبز رنگ کی پلیٹ کے درمیان سنہرے رنگ سے ''ھٰذِہٖ اُسطُوَانَۃُ السَّرِیْر'' لکھا ہوا ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف فرمایا کرتے تھے، اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا ایک بستر (سرِیر) اور ایک تکیہ رکھا جاتا تھا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ستون کے پاس آرام فرمایا کرتے تھے۔

اُسطُوَانَۃُ الْحَرَسِ

یہ ستون ''ریاض الجنۃ'' کی جانب سے حجرہ کی جالیوں کے درمیان تیسرا ستون ہے جو کہ ''اُسطُوَانَۃُ السَّرِیْر'' کے بعد یعنی اس کے شمال میں ہے، اس پر سبز رنگ کی پلیٹ کے درمیان سنہرے رنگ سے ''ھٰذِہٖ اُسطُوَانَۃُ الْحَرَسِ'' لکھا ہوا ہے، ''اَلْحَرَسُ'': کا معنی ہے: حفاظت ونگرانی۔ اس ستون کو اس نام سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ بعض صحابہ کرام یہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لیے رہا کرتے تھے، لیکن آیت قرآنی: وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ''[1] (اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا) نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہرے داری پر روک لگا دی۔

---

[1] المائدۃ: ٦٧

اُسْطُوَانَۃُ الْوُفُوْدِ

یہ ستون ''ریاض الجنۃ'' کی جانب سے حجرہ کی جالیوں کے درمیان قبلہ کی طرف سے تیسرا استون ہے جو کہ ''اُسْطُوَانَۃُ الْحَرَس'' کے بعد یعنی اس کے شمال میں ہے، اس پر سبز رنگ کی پلیٹ کے درمیان سنہرے رنگ سے ''ھٰذِہٖ اُسْطُوَانَۃُ الْوُفُوْد'' لکھا ہوا ہے، یہ ستون اس مقام پر ہے جہاں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ آنے والے وفود (مختلف قبائل کے نمائندوں) سے ملاقات فرمایا کرتے تھے، اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے تھے اور اسلامی تعلیمات سکھاتے تھے۔ اسی مقام پر جلیل القدر صحابہ کرام بیٹھ کر مشورے بھی کیا کرتے تھے۔

مدینہ منورہ کے مقدس تاریخی مقامات

مدینہ منورہ کے ذرے ذرے سے ایمان والوں کو عشق ہے، وہاں کے چپے چپے سے اس کے جذبات وابستہ ہیں، عہد نبوی کے سینکڑوں سال بعد مدینہ منورہ پہونچنے والے غلامان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کرام کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک پسینہ عطر بنانے کے لیے کہاں ملے گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وضو کا پانی جسم پر ملنے کے لیے کہاں انہیں میسر ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک لعاب کو چہرہ پر ملنے کے لیے وہ کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس کی لذت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابرکت ذات گرامی کے دیدار کا لطف وہ کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں؟!!!

آج مدینہ منورہ کو پہونچنے والے عاشق کی نگاہِ محبت ان مقامات کو تلاش کرتی ہے جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رکھا ہے، بیٹھے ہیں، آرام کیا ہے یا گزرے ہیں۔

یوں تو عہد نبوی میں آباد مدینہ کو مسجد نبوی نے اپنے احاطہ میں لے لیا ہے لیکن اطراف کے بہت سے مخصوص مقامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت کی وجہ سے زائرین کو اپنی جانب کھینچتے ہیں، ان میں سے بہت سے مقامات اور مساجد کا نام ونشان ختم ہو چکا ہے، موجودہ زمانے میں متعارف مساجد ومقامات میں سے چند یہ ہیں:

مَسْجِدُ الْغَمَامَة (مَسْجِدُ الْمُصَلّٰی)

''مَسْجِدُ الْغَمَامَة'' مسجد نبوی کے باب السلام سے تقریباً پانچ سو (۵۰۰) میٹر کے فاصلے پر، اس کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ عربی میں ''غمامۃ'' کا معنی ہے: بادل، روایت کے مطابق جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں نمازِ استسقاء ادا فرمائی تو ایک بادل (غمامہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ فگن ہو گیا۔ اسی مناسبت سے اس مسجد کو ''مَسْجِدُ الْغَمَامَة'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یہ ایک کھلا میدان تھا، اسی کے قریب مدینہ کا مشہور بازار ''سوق المناخة''(۱) لگا کرتا تھا، اسی مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ عید ادا فرماتے تھے، اس لیے اس زمانے میں اس جگہ کو ''مُصَلّٰی'' بھی کہا جاتا تھا(۲)، اسی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی کی غائبانہ نمازِ جنازہ بھی پڑھی تھی۔(۳)

اس جگہ پر مسجد سب سے پہلے خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں گورنر ہونے کے دوران ۸۶ھ-۹۳ھ کے مابین تعمیر کیا۔ بعد ازاں، ۷۶۱ھ سے پہلے سلطان حسن بن محمد بن قلاون الصالحي نے اس کی تجدید کرائی۔ سلطان عبد المجید اول (پیدائش: ۲۳/ اپریل ۱۸۲۳ء انتقال: ۲۵/جون ۱۸۶۱ء) نے اس مسجد کو مکمل طور پر از سرِ نو تعمیر کرایا اور یہی تعمیر آج تک قائم ہے، البتہ سلطان عبد الحمید کے عہد میں کچھ اضافی اصلاحات کی گئیں۔

---

(۱) ''سوق المناخہ''، جسے ''سوق المدینہ، ''بقیع الخیل'' یا ''سوق المصلی'' بھی کہا جاتا ہے، مدینہ منورہ کا ایک قدیم عربی بازار ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت یہود مدینہ کے تجارتی معاملات پر قابض تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ان کی معاشی گرفت سے آزاد کرنے کے لیے ایک مستقل اسلامی بازار قائم کیا۔ یہاں باضابطہ دکانیں نہیں تھیں، بلکہ اس بازار میں تاجرین اپنی بوری یا چٹائی بچھا کر اپنی اشیاء فروخت کرتے تھے، یہ اسلامی دنیا کا پہلا منظم بازار تھا جو عدل، مساوات، اور شفاف تجارت پر قائم تھا۔

(۲) المعالم الاثریہ: ۲۷۵، الفقہ الاسلامی وادلیۃ: ۲۴۰۵/۳۔

(۳) مؤطا امام مالک: ۹۷۸

مسجد ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

مسجد غمامہ ہی کے قریب یہ مسجد ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہے، جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے بھی عید کی نماز اسی مقام پر ادا کی جہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نمازِ عید ہوا کرتی تھی، لیکن ادباً آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر کی جگہ استعمال نہیں کی، بلکہ اس کے دائیں جانب تھوڑا ہٹ کر منبر رکھا، اسی مقام پر مسجد غمامہ کی تعمیر کے ساتھ مسجد ابو بکر صدیق کی تعمیر تاریخ کی حفاظت کے لیے کی گئی۔

مسجد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

اسی طرح جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت آیا تو انہوں نے بھی اسی مقام پر عیدین کی نماز کی ادائیگی کا سلسلہ جاری رکھا، لیکن انہوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے احترام میں اپنا منبر بائیں طرف منتقل کر کے رکھا تا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصلی سے زیادہ دور نہ جائیں۔ اسی مقام پر مسجد غمامہ اور مسجد ابو بکر الصدیق کے ساتھ مسجد عمر بن الخطاب کی تعمیر کی گئی تا کہ یہ تاریخ محفوظ رہے۔

مسجد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

مسجد نبوی کے قریب تاریخی مساجد میں سے مسجد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی ہے جو مسجد نبوی کے مغربی جانب واقع ہے، اس مقام پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کی نماز پڑھائی تھی، کئی مؤرخین لکھتے ہیں کہ سن ۲ ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلی عید الاضحیٰ کی نماز اسی مقام پر پڑھائی تھی، اور اسی مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بڑے، سینگوں والے، سفید و سیاہ (چتکبرے) مینڈھوں کی قربانی کی تھی، اور آپ کی اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اس مقام پر قربانی کی تھی، البتہ اس کی نسبت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس لیے کی جاتی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اس مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز پڑھائی تھی۔

یہاں پر موجود دیگر مساجد کی تعمیر کے ساتھ اس کی بھی تعمیر تاریخ کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے کرائی جب کہ وہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے پھر اس کے منہدم ہو جانے کے بعد زین الدین منصوری نے ۸۸۱ھ میں اس کی تعمیر نو کی، اس کے بعد ۱۴۰۴ھ میں شاہ فہد علیہ الرحمۃ نے اسے خوبصورت انداز میں تعمیر کرایا، وہی تعمیر آج تک موجود ہے۔

مسجد اِجابہ

مسجد اجابہ مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد میں سے ایک ہے۔ یہ ''مسجد بنی معاویہ'' اور ''**مسجد المُبَاهَلَه**'' کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ مدینہ منورہ کی قدیم مساجد میں سے ایک ہے، جس کی جدید تعمیر ۱۹۹۷ء میں کی گئی۔

یہ مسجد مدینہ منورہ میں قبرستان بقیع کے شمال میں 385 میٹر کے فاصلہ پر شارع الملک الفیصل پر مشرق کی جانب واقع ہے۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ ایک دِن مدینہ کے بالائی حصے سے تشریف لائے اور جب ''مسجد بنو معاویہ'' کے قریب سے گذرے تو اُس میں داخل ہو کر آپ ﷺ نے دو رکعت نفل ادا کی، ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں طویل دعا کی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

> ''میں نے اپنے رب سے تین دعاء مانگی، جن میں سے دو کو اس نے قبول کرلیا اور ایک کو قبول نہیں کیا، میں نے یہ دعا کی تھی کہ اللہ! میری اُمت کو قحط سے ہلاک نہ فرمائیے، تو رب نے میری یہ دعا قبول کر لی، پھر میں نے یہ دعا کی کہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کیا جائے، تو یہ بھی اس نے مجھے عطا کر دیا اور پھر میں نے یہ دعا کی کہ اِن میں باہم جھگڑا نہ ہو تو اللہ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ (۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عہد نبوی میں اس مسجد کا نام ''مسجد بنی معاویہ'' تھا، لیکن بعد میں دعا کی قبولیت کی مناسبت سے اِسے ''مسجد اِجابہ'' کہا گیا۔

---

(۱) مسلم شریف: ۲۸۹۰

صحابیِ رسول حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''مسجد بنو معاویہ'' میں محراب کی دائیں جانب تقریباً دو ہاتھ کے فاصلے پر نفل پڑھی تھی۔[1] اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے بعد کھڑے ہو کر دعا مانگی تھی۔[2]

اس لیے اگر اس مسجد میں حاضری کی سعادت نصیب ہو تو اس مقام پر نماز ادا کر کے کھڑے ہو کر دعا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

مسجد قباء

یہ تاریخ اسلام کی پہلی مسجد ہے جو مدینہ منورہ سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع بستی ''قباء'' میں تعمیر کی گئی، قرآن کریم میں اس مسجد کا ذکر ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ[3]

''جس مسجد کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ ہیں کہ وہ خوب پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی ایسے پاک رہنے والوں سے محبت فرماتے ہیں''۔

چونکہ اللہ نے اس مسجد کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی، اس لیے اسے ''مسجد تقویٰ'' کے نام سے موسوم کیا گیا، لیکن چونکہ یہ مسجد ''قباء'' کی بستی میں میں واقع ہے، اس لیے عام طور پر اسے ''مسجد قباء'' کہا جاتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے سفر میں مدینہ منورہ پہونچنے سے پہلے اسی جگہ چودہ (۱۴) دن تک قیام فرمایا، اور اسی مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ اور بعد میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ یہاں ہر ہفتہ (سنیچر۔Saturday) کو تشریف لاتے تھے اور مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے، اور کبھی

---

[1] وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی: ۳/ ۳۸

[2] فضائل المدینۃ للجندی: صفحہ نمبر: ۴۳، روایت نمبر: ۵۹

[3] سورہ توبہ: ۱۰۸

کبھی دیگر ایام میں بھی تشریف لاتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی یہاں پیادہ تشریف لاتے تو کبھی سواری پر سوار ہو کر آتے تھے۔ (۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی معمول کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں ہر ہفتہ (سنیچر) کو تشریف لاتے تھے اور خود سے یہاں جھاڑو لگایا کرتے تھے۔ (۲)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے قباء آئے اور کوئی نماز ادا کرے تو اسے ایک عمرہ کے برابر ثواب ملے گا''۔ (۳)

اس مسجد کی مختلف زمانوں میں تعمیر وتوسیع کی گئی، موجود مسجد ۱۹۸۸ء کی تعمیر ہے، جو بہت ہی شاندار ہے، اس توسیع کے بعد ''مسجد قباء'' کا رقبہ پندرہ ہزار مربع میٹر ہو گیا ہے اور اس میں دس ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔

بِئرُ اَرِیس (بِئرُ خَاتَم)

مسجد قباء ہی کے قریب یہ ''بئر'' (کنواں) واقع تھا، جو کہ مسجد کے جنوب مغرب والے کونے سے تقریباً چالیس قدم کے فاصلے پر واقع تھا، اب وہ کنواں موجود نہیں ہے، البتہ اس کے محل وقوع کی نشاندہی مخصوص نشان کے ذریعہ کی گئی ہے۔

اریس ایک یہودی شخص تھا، جس کی طرف منسوب کر کے اسے ''بئر اریس'' کہا جاتا تھا، لیکن اسے بعد میں ''بئر خاتم'' کا نام بھی دیا گیا؛ کیونکہ اسی میں ذی النورین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگوٹھی گر گئی، یہ چاندی کی انگوٹھی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مختلف بادشاہوں کو دعوتی خطوط بھیجنا چاہا اور ان خطوط میں مہر لگانے کی ضرورت در پیش ہوئی، تو اس انگوٹھی کو مہر کے طور پر استعمال کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوائی، اس میں ''**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ**''

---

(۱) صحیح بخاری: ۱۱۳۵، مسلم شریف: ۱۳۹۹

(۲) الآثار لابی یوسف: ۹۲۸

(۳) سنن ابن ماجہ: ۱۴۱۲

لکھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اسی انگوٹھی کو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری خلافت کے دوران پہنے رکھا، پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت بھر اسے استعمال کیا، اور پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے چھٹے سال تک اسے پہنا۔ ایک دن وہ کنویں کے دہانے پر بیٹھے ہوئے تھے اور انگوٹھی کو اپنے ہاتھ میں گھما رہے تھے کہ اچانک وہ ان کی انگلی سے پھسل کر گر گئی، انگوٹھی کے گم ہو جانے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بہت غمگین ہوئے، اور انہوں نے کنویں کا پانی نکالنے کا حکم دیا۔ تین دن تک مسلسل تلاش جاری رہی مگر انگوٹھی نہ مل سکی۔ (۱)

اس کنواں کے پاس کئی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے، اور اس کا پانی نوش فرمایا، اسی جگہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی تھی۔ (۲)

اسی کنواں کے قریب مختلف صحابہ کے مکانات تھے، ہجرت کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق سفر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چند دنوں اسی کے قریب واقع حضرت کلثوم رضی اللہ عنہ بن ہدم کے مکان میں مقیم رہے، اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت سودہ، حضرت عائشہ اور حضرت اسماء اور ان کی والدہ محترمہ کے ساتھ ہجرت کرتے ہوئے یہاں پہونچے تو ان حضرات نے بھی یہاں قیام کیا، حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما حمل سے تھیں، اسی مقام پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے مابین یہ پہلی ولادت تھی، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت خوشی ہوئی، اور خوشی میں صحابہ کرام نے اس طرح نعرہ تکبیر بلند کیا کہ پورا مدینہ گونج اٹھا؛ کیونکہ یہودیوں نے یہ افواہ پھیلا رکھی تھی کہ مسلمانوں پر ایسا جادو کیا گیا ہے کہ اب ان کو اولاد نہیں ہوگی۔ (۳)

یہ مکان موجودہ ''مسجد قباء'' کے محراب کے سامنے کے کھلے صحن میں تقریبا پندرہ یا بیس قدم کے فاصلہ پر واقع تھا۔ اب وہاں پر ایک کھجور کا درخت لگا دیا گیا ہے۔

---

(۱) بخاری: ۵۵۳۵۔۲۲۰۶

(۲) بخاری: ۳۴۷۱

(۳) صحیح بخاری: ۵۱۵۲، الطبقات الکبری لابن سعد: ۵۰۴۔۲/۳۱۔

اور مسجد قباء ہی کے جنوب مغرب والے کونے پر بنے ہوئے مینار کے پاس صحابی رسول حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کا گھر تھا، جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔ اس گھر میں بھی ہجرت کر کے آنے والے متعدد صحابہ کرام مدینہ پہونچنے سے پہلے مقیم ہوئے، جیسے: حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب، حضرت زیدؓ بن حارثہ، حضرت ابومرثد غنویؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ذوالشمالینؓ بن عبد عمرو، حضرت صہیب رومیؓ اور حضرت بلال حبشیؓ وغیرہ۔

''بُسْتَانُ الْمُسْتَظَل''

''بُسْتَانُ الْمُسْتَظَل'' یعنی ''سایہ کی جگہ کا باغ''، اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کہ ہجرت کے سفر میں اسی مقام پر مہاجرین اور انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کیا تھا، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دھوپ پڑ رہی تھی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھاؤں کیا تھا۔

یہ باغ مسجد قباء کے قریب اسی جانب واقع ہے جدھر ''بئر اریس'' ہے۔ یعنی مسجد قباء کے جنوب مغرب میں ہے۔ واضح رہے کہ مدینہ منورہ اور قباء وغیرہ کا قبلہ جنوب کی طرف ہے۔

مسجد جمعہ

مسجد الجمعہ وہ مسجد ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر ہجرت کے دوران مدینہ منورہ میں سب سے پہلا جمعہ جماعت کے ساتھ ادا کیا، یہ مسجد قباء اور مدینہ منورہ کے درمیان محلہ بنوسالم بن عوف میں واقع ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اس جگہ ایک مسجد تعمیر کی، جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنی گورنری کے دور میں دوبارہ تعمیر کرایا۔ مسجد جمعہ کے علاوہ اس مسجد کے دیگر کئی نام بھی ہیں، جیسے: مسجد بنی سالم، مسجد وادی، مسجد غُبَیب اور مسجد عاتکہ وغیرہ۔ سابق سعودی شاہ فہد بن عبدالعزیز کے دور میں اس مسجد کی توسیع اور تعمیر نو مکمل ہوئی۔

مسجد عتبان بن مالکؓ

یہ مسجد مدینہ منورہ میں بنوسالم بن خزرج کے علاقے میں واقع ہے جو صحابی رسول حضرت عتبانؓ بن مالک کے نام سے منسوب ہے، مسجد الجمعہ سے تقریبا ساٹھ میٹر کے فاصلے پر یہ مسجد واقع ہے۔ موجودہ

زمانے میں ایک چہار دیواری کے اندر اس کے پرانے آثار موجود ہیں۔

روایت میں ہے کہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ بن مالک نے کہا کہ یا رسول اللہ! کبھی گھپ اندھیرا ہوتا ہے، کبھی بارش اور سیلاب کی وجہ سے مسجد تک پہنچنا دشوار ہو جاتا ہے اور میں ایک کمزور بینائی والا شخص ہوں، اگر آپ میرے گھر میں ایک جگہ نماز پڑھ لیں، تو میں اسے اپنا مصلیٰ بنالوں گا، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا: میں کہاں نماز پڑھوں؟ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ اشارہ کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں نماز ادا فرمائی۔ اسی جگہ یہ مسجد موجود ہے۔ (۱)

مَسْجِدُ الْقِبْلَتَیْن (دو قبلوں والی مسجد)

یہ مسجد مدینہ منورہ کی تاریخی اور مشہور مساجد میں سے ایک ہے۔ جو کہ مسجد نبوی سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اس مسجد کے قریب بنوسلمہ کا قبیلہ آباد تھا۔

مدینہ منورہ کے شمال میں بیت المقدس واقع ہے، اور بیت اللہ مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے، یعنی جب بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے تو کعبہ کی طرف پیٹھ ہوتی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی تمنا تھی کہ آپ مسجد حرام کی طرف اپنا رخ کر کے نماز ادا کریں، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خواہش پوری فرمائی، اور خانہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا۔

اس مسجد کو "**مسجد قبلتین**" اس لیے نام دیا گیا کہ اس مسجد کو یہ امتیاز حاصل ہے اس میں ایک نماز دو قبلوں پر ادا کی گئی، واقعہ یوں پیش آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براء رضی اللہ عنہ بن معرور کی وفات کی وجہ سے ان کے قبیلے بنوسلمہ میں تشریف لے گئے تھے، ان کے بیٹے بشر بن براء رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور ادھر ظہر کا وقت ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھائی تھیں کہ تحویل قبلہ کا حکم آ گیا، چناں چہ نماز میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔ (۲)

---

(۱) مسلم

(۲) کشف الباری: ۲/۳۸۹

''**مسجد القبلتین**'' ہی سے متصل اس کی داہنی جانب ایک قبرستان ہے جو بنو سلمہ کا قبرستان تھا، اس میں بہت سے صحابہ کرام مدفون ہیں۔

مساجد سبعہ

''غزوۂ خندق'' سن چار ہجری میں ہوا، اس کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے، ''احزاب'' کا معنیٰ ہے: ''بہت سے لشکر''، اس جنگ میں کئی قبائل: بنو نضیر، بنو قریظہ، بنو غطفان اور مشرکین مکہ سب متحد ہو کر مسلمانوں سے جنگ کرنے آئے تھے، جن کی تعداد دس ہزار تھی، چوں کہ اس جنگ میں کفار کے کئی لشکر متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لیے آئے تھے، اس وجہ سے اس کو ''غزوۂ احزاب'' کہا جاتا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں کے غلط عزائم کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ مدینہ منورہ کے باہر خندق کھود لی جائے، انہوں نے بتایا کہ اہلِ فارس دشمن سے محفوظ رہنے کے لیے یہ تدبیر اختیار کرتے ہیں، چنانچہ خندق کھودی گئی جو ''جبل سلع'' کے پاس مدینہ منورہ کے شمال کی جانب تھی جدھر سے دشمنوں کے آنے کا اندیشہ تھا، یہ جگہ مسجد نبوی سے دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) میٹر کی دوری پر واقع ہے، اس خندق کی کھدائی میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود شریک ہوئے، سردی کا موسم تھا اور ہر طرف سے خوف ہی خوف تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی خط کھینچ کر خندق کی حدود مقرر فرمائی اور ہر دس آدمیوں کو چالیس ہاتھ کا رقبہ کھودنے کے لیے دیا، یہ خندق پانچ ہزار پانچ سو چوالیس میٹر لمبا، چار، پانچ میٹر چوڑا اور تین میٹر گہرا تھا اور جب مشرکین یہاں پہونچے تو وہ خندق کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ تو عجیب دفاعی تدبیر ہے جسے اہلِ عرب نہیں جانتے تھے، وہ لوگ خندق کے اُس طرف رہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خندق کے اس طرف تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ جبلِ سلع کی طرف پشت کر کے قیام پذیر ہو گئے۔

اس غزوہ کے موقع پر جن جن مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے خیمے لگے تھے، وہاں پر نگراں صحابی کے نام سے منسوب کر کے مسجدیں تعمیر کی گئیں تھی۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمے کی

جگہ پر قائم ہونے والی مسجد کو ''مسجد الفتح'' کا نام دیا گیا، اسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور مسلمانوں کی حفاظت اور فتح ونصر تنیز دشمنوں کی ہزیمت کی دعا فرمائی تھی، اللہ تعالی نے دعا قبول فرمائی اور سخت تیز ہوا بھیج دی جس سے دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے، چولہے بجھ گئے، ہانڈیاں الٹ گئیں، ہوا تیز بھی تھی اور سخت سرد بھی، دشمنوں کی جماعتیں اس سے متاثر ہو کر بھاگ کھڑی ہوئیں، اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہوا کے ذریعے دشمنانِ اسلام کو شکست دے کر واپس کر دیا۔ (۱)

ان مساجد میں سے مسجد الفتح، مسجد سلمان الفارسی، مسجد عمر بن خطاب اور مسجد علی بن ابی طالب اب بھی موجود ہے، بقیہ دو مسجدیں: مسجد ابوبکر اور مسجد سعد بن معاذ کی جگہ پر ''مسجد جامع الخندق'' سعودی حکومت میں تعمیر کی گئی جو کہ اس مقام پر عالیشان، وسیع وعریض مسجد ہے۔

ان تمام مساجد کے مجموعے کو ''مساجد سبعہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے، لیکن اس مقام پر حقیقت میں موجود مساجد کی تعداد چھ ہے، بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ''مسجد رأیہ'' کو بھی خندق کی مساجد میں شمار کرتے ہوئے سب کے مجموعے کو ''مساجد سبعہ'' کہا گیا ہے، ''مسجد رأیہ'' گرچہ اس مقام پر نہیں ہے بلکہ یہاں سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے، لیکن چونکہ اس مقام پر بھی خندق کی کھدائی کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ لگایا گیا تھا اور وہیں سے خندق کی کھدائی شروع کی گئی تھی، اس لیے اسے بھی اس میں شمار کیا گیا۔

واضح رہے کہ یہ مسجدیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھیں، بلکہ یہ تاریخی مسجدیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مدینہ منورہ کی گورنری کے دور (۸۷-۹۳ ہجری) میں تاریخ کی حفاظت کے لیے تعمیر کی گئیں، ان کے بعد ۵۷۵ھ میں وزیر سیف الدین ابوالہیجاء کے حکم پر ان مساجد کی ترمیم عمل میں آئی پھر عثمانی سلطان عبدالمجید اوّل کے دور ۱۲۶۸ھ ہجری مطابق ۱۸۵۱ء میں اس مسجد کی از سر نو تعمیر کی گئی۔

---

(۱) التحفة اللطيفة فی تاريخ المدينة الشريفة للسخاوی: ۱/۴۱

مسجد بنی حرام

یہ مسجد وادی بطحان کے مشرق میں، جبل سلع کے دامن میں واقع ہے۔ اگر کوئی شخص مسجد نبوی شریف سے مساجد الفتح (**المَسَاجِدُ السَّبْعَة**) کی طرف **طَرِيْقُ الْقِبْلَتَيْن** سے جائے تو یہ مسجد اس کی داہنی جانب آئے گی۔ یہ جبل سلع کی ایک کھاٹی کے قریب واقع ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنی گورنری کے دوران اس کی تعمیر وتوسیع کی۔ موجودہ دور میں یہ مسجد جدید طرز کی بنی ہوئی ہے۔

مسجد بنی حرام کا نام ''بنوحرام'' سے منسوب کر کے رکھا گیا، جو بنی سَلِمہ (انصار) کے ایک قبیلے سے تھے اور جبل سلع کے قریب آباد تھے۔

موجودہ زمانے میں بنی ہوئی عالیشان مسجد میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ بن حرام کا گھر بھی شامل ہے، اسی مسجد کے مقام پر تکثیرِ طعام (کھانے کی زیادتی) کا معجزہ پیش آیا جو رسول اللہ ﷺ کے عظیم اور مشہور معجزات میں سے ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے بندھے ہوئے دو پتھروں کو دیکھا تو دل بھر آیا اور فوراً گھر جا کر اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ کوئی کھانے کا سامان ہے؟ گھر میں صرف ایک صاع جو اور ایک بکری کا چھوٹا بچہ تھا، چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا اور آہستگی سے نبی کریم ﷺ کو چند صحابہ کے ساتھ آنے کی دعوت دی۔ لیکن آپ ﷺ نے زور سے آواز دی: ''خندق والو! جابر نے ضیافت کا اہتمام کیا ہے، آؤ جلدی کرو''۔

حضرت جابرؓ حیرانی اور گھبراہٹ کے ساتھ گھر پہنچے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا: تم میرے آنے تک اپنی ہنڈیا چولہے سے اتارنا نہ روٹی پکانا شروع کرنا۔

آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت جابرؓ نے آپ کے سامنے آٹا نکالا، آپ نے اس میں اپنا لعاب ملایا اور برکت کی دعا کی، پھر فرمایا: ''روٹی پکانے والی کو بلاؤ وہ تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور ہنڈیا سے سالن نکالتے رہو، لیکن اسے چولہے سے نیچے نہ اتارو''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خندق کے تقریباً ایک ہزار صحابہؓ

سیر ہو کر کھا چکے، اس کے باوجود کھانا اسی طرح بھرا ہوا تھا جیسے شروع میں تھا۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ احزاب کے دوران خندق کھودنے کے وقت اس مقام پر نماز ادا کی، حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کے مطابق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد الخربہ (۲)، مسجد القبلتین اور مسجد بنی حرام میں نماز ادا فرمائی۔ (۳)

مسجد الھَجِیْم (مسجد العُصْبَۃ)

''مَسْجِدُ الْھَجِیْم'' جسے ''مَسْجِدُ العُصْبَۃ'' بھی کہتے ہیں، قباء کے ''عصبہ'' نامی علاقے میں کھجوروں کے باغ کے اندر واقع ہے، جہاں بَنُو حَجِیْج (قبیلہ اوس کی ایک شاخ) رہتے تھے۔ ابتدائی مہاجرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے اسی جگہ قیام کیا تھا۔

عصبہ میں ''بنو حَجِیْج'' کا ایک قلعہ (اُطم) موجود تھا جسے ''اُطُمُ الْھَجِیْم'' کہا جاتا تھا، اور اسی نسبت سے قریب کے کنواں کو ''بِئرُ الھَجِیْم'' کہا جاتا ہے۔

اسے ''مسجد التوبہ'' بھی کہا جاتا ہے، لیکن اسے کس وجہ سے مسجد توبہ کا نام دیا گیا ہے یہ اہل علم کے نزدیک واضح نہیں ہے، علامہ سمہودیؒ کہتے ہیں کہ اسے ''مسجد توبہ'' کہنے کا سبب مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ (۴)

یہ ان بابرکت مساجد میں سے ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی، اس مسجد کی بنیاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد سے پہلے رکھی گئی تھی، یہاں پر حضرت حذیفہؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے، جو ان میں سب سے زیادہ قرآن جاننے والے تھے۔ (۵)

---

(۱) بخاری شریف: ۴۱۰۱، مسلم: ۱۴۱

(۲) یہ مسجد اب موجود نہیں ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد جامع خندق کے قریب تھی، خندق اس کے پاس سے گزرتی تھی، وہیں پر ایک باغ تھا جسے بستان خراسۃ کہا جاتا تھا، موجودہ زمانے میں بھی وہاں پر کھجور کا ایک باغ موجود ہے۔

(۳) تاریخ المدینۃ لابن شبۃ: ۱/ ۶۸

(۴) وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ: ۳/ ۲۷

(۵) صحیح بخاری:

مَسْجِدُالسُقْیَا

اس مسجد کا نام ''مَسْجِدُ السُقْیَا'' رکھا گیا کیونکہ یہ ''بِئْرُ السُّقْیَا'' کے قریب واقع ہے، جو صحابی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی ملکیت تھی، یہ کنواں مسجد کے جنوب میں ہے،اس کا پانی میٹھا تھا، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کنواں کا پانی رسول اللہ ﷺ کے پینے کے لیے لایا جاتا تھا۔① اسی کے پاس کا ایک واقعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں نکلے، حتیٰ کہ ہم ''حَرَّۃُ السُّقْیَا'' پہنچے، جو سعد بن ابی وقاصؓ کی ملکیت تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے وضو کے لیے پانی دو، پھر آپ ﷺ نے وضو کیا، قبلہ رخ ہوکر دعا کی: اے اللہ! ابراہیم تیرے بندے اور خلیل تھے، انھوں نے مکہ کے لوگوں کے لیے برکت کی دعا کی اور میں بھی تیرا بندہ اور رسول ہوں، میں تجھ سے مدینہ کے لوگوں کے لیے ان کے مد اور صاع میں برکت کی دعا کرتا ہوں اور برکت کے ساتھ دوہری برکت عطا فرما۔②

یہ مسجد اس مقام پر تعمیر کی گئی جہاں نبی کریم ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر اپنے لشکر کا جائزہ لیا اور اپنا خیمہ نصب کرایا۔

مَسْجِدالدِّرْع

اسے ''مسجد شیخین''، ''مسجد البداع'' اور ''مسجد العدوہ'' کے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے، تاہم سب سے زیادہ مشہور نام ''مَسْجِدُ الدِّرْع '' ہے۔

اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس مسجد میں حضور اقدس ﷺ نے غزوہ احد کے لیے جاتے ہوئے دشمن کے وار سے حفاظت کے لیے پہننے والا لباس: ''درع'' (زرہ) زیب تن کیا

---

① مسند اسحاق بن راہویہ: ۸۴۱

② مسند احمد: ۹۳۲

تھا۔اور ’’مسجد شیخین‘‘ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مقام ’’شیخین‘‘ (۱) میں واقع ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۱ر شوال المکرم بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد مدینہ منورہ سے غزوہ احد کے لیے نکلے، اور پھر اس مسجد کے مقام پر رک کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوج کا جائزہ لیا، فوج میں جو نوعمر اور کمسن بچے شامل ہو گئے تھے انہیں یہاں سے واپس فرمایا، جیسے: حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت اسید بن ظہیر، حضرت ابوسعید خدری، حضرت براء بن عازب، حضرت زید بن ارقم، حضرت اسامہ بن زید، حضرت زید بن ثابت، عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہم۔

انہیں مصروفیات میں شام ہوگئی تو آپ نے یہیں پر رات گزارنے کا فیصلہ فرمایا اور یہاں پر مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی، اس کے بعد رات کے آخری حصہ میں یہاں سے جبل احد کی جانب روانہ ہو گئے، جب احد کے قریب پہونچے تو فجر کا وقت ہوا۔ (۲)

اسی مقام سے منافقین کا سردار عبداللہ ابن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ آپ نے میری رائے نہیں مانی، ہم بلا وجہ اپنی جانوں کو ہلاکت میں کیوں ڈالیں؟ یہ جنگ نہیں ہے، اگر ہم اس کو جنگ سمجھتے تو ضرور ساتھ دیتے۔اسی کے بارے میں سورۂ آل عمران کی یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ نے ان کے نفاق کو ظاہر کر دیا۔

وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ (۳)

’’جب ان منافقین سے کہا گیا: آؤ، اللہ کے راستہ میں جہاد کرو یا دفاع کرو، تو وہ کہنے

---

(۱) شیخین دو ٹیلوں کا نام تھا، وہاں پر ایک اندھا بوڑھا یہودی اور ایک اندھی بڑھیا یہودن رہا کرتے تھے، اس لیے وہ ٹیلے شیخین کے نام سے مشہور ہو گئے۔(حاشیہ سیرۃ المصطفیٰ: ۲ر ۱۹۱)

(۲) سیرۃ المصطفیٰ: ۲ر ۱۹۴

(۳) سورہ آل عمران: ۱۶۷

لگے: اگر ہم (ڈھنگ کی) لڑائی دیکھتے تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے، اس دن وہ بہ مقابلہ ایمان کے کفر سے زیادہ قریب تھے، وہ اپنی زبان سے وہ کچھ کہتے ہیں، جو ان کے دلوں میں نہیں ہے، اور وہ جو کچھ چھپا رہے ہیں، اللہ اسے خوب جانتے ہیں‘‘۔

مَسْجِدُ الْمُسْتَراح

’’مسجد مستراح‘‘ مسجد نبوی سے شمال مغرب میں پچیس سو میٹر کی دوری پر واقع ہے، اسے مسجد بنو حارثہ بھی کہا جاتا ہے؛ کیونکہ یہ مسجد بنو حارثہ کی بستی میں واقع تھی۔

’’مستراح‘‘ کا مطلب ہے آرام کرنے کی جگہ، اس مسجد کو ’’مسجد مستراح‘‘ اس لیے کہا جانے لگا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ’’غزوۂ احد‘‘ سے واپسی کے وقت یہاں کچھ دیر آرام فرمایا تھا۔

مَسْجِدُ الْفَسْح

’’مسجد الفسح‘‘، جسے ’’مسجد الفسیح‘‘ یا ’’مسجد اُحد‘‘ بھی کہا جاتا ہے، اُس درّے (گھاٹی) کے کنارے پر ہے جو ’’مِہر اس‘‘ کی طرف جاتا ہے اور جسے ’’شِعب الجرار‘‘ یا ’’شِعب ہارون‘‘ کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ مسجد ’’جبل اُحد‘‘ کے ساتھ ملی ہوئی ہے، اس مسجد کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ باقی رہ گیا ہے۔

یہ ایک مستطیل شکل کی عمارت ہے، جس کی لمبائی تقریباً چھ میٹر، چوڑائی چار میٹر، اونچائی دو میٹر اور دیوار کی موٹائی ایک میٹر ہے۔ اس کی تعمیر میں پتھر اور گچ کا استعمال کیا گیا، اسے اسی وقت تاریخی مسجد کی شکل دی گئی، جب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ مدینہ منورہ کے گورنر تھے، اور انہوں نے کئی مقامات پر تاریخ کے تحفظ کے لیے چھوٹی چھوٹی مسجدوں کی تعمیر کرائی تھی۔ لیکن اس کا موجودہ ڈھانچہ عثمانی دور میں تعمیر ہوا تھا۔

سیرت کی کتابوں میں ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ اُحد کے بعد جب جنگ ختم ہوئی، تو اس مقام پر ’’شعب الجرار‘‘ میں پہاڑ کے قریب نماز ادا کی تھی۔

موجودہ سعودی حکومت نے بھی پرانے ڈھانچے کو باقی رکھتے ہوئے عمدہ تزئین کا کام کیا ہے۔

مَسْجِدُ السَّجْدَہ

''مسجد سجدہ'' اور ''مسجد الشکر'' جسے عوام میں ''مسجد ابی ذر'' بھی کہا جاتا ہے، مسجد نبوی کے شمالی جانب واقع ایک تاریخی مقام ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے سجدۂ شکر ادا کیا تھا، جب حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو یہ خوشخبری دی کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل کرے گا؛ اور جو آپ کو سلام کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر سلامتی بھیجے گا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اتنا لمبا سجدہ کیا کہ انہیں اندیشہ ہوا کہ شاید نبی ﷺ کی روح قبض کرلی گئی ہو، پھر آپ ﷺ نے ہمیں سجدہ کا سبب بتایا اور یہ خوش خبری سنائی۔ (۱)

مَسْجِدُ بَنِی بَیَاضَہ

مسجد بنی بیاضہ قدیم تاریخی مساجد میں سے ہے جو کہ مسجد قباء سے تقریباً ایک یا ڈیڑھ کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، اس مقام پر بھی رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی ہے، عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے والد (کعبؓ بن مالک) کو، جب وہ نابینا ہو گئے، جمعہ کے دن مسجد کی طرف لے جایا کرتا تھا۔ جب وہ راستے میں اذان سنتے تو کہتے: اللہ اسعد بن زرارہ پر رحم فرمائے، وہی پہلے شخص تھے جنھوں نے اس بستی میں ہمیں جمعہ پڑھایا تھا اور اس وقت ہم چالیس افراد تھے جو بنی بیاضہ کے علاقے میں ایک پتھریلی جگہ پر جمع ہوئے تھے۔ (۲)

مَسْجِدُ بَنِیْ اُنَیْف

مسجد بنی اُنَیف قبیلہ بنی اُنیف کے علاقہ میں ''مسجد قباء'' کے جنوب مغرب میں واقع ہے اور مدینہ

---

(۱) مسند احمد: ۱۶۶۲

(۲) صحیح ابن خزیمہ: ۱۷۲۴، سیرت ابن ہشام: ۲/ ۵۸

منورہ آنے والے ہجرت روڈ کے دائیں جانب پڑتی ہے۔

اسے ''مسجد مُصَبَّح'' بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے سفر میں اس مقام پر صبح کی نماز ادا کی تھی۔

روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت طلحہ بن البراء کی عیادت کے لیے آتے تھے اور جب وہ وفات پا گئے تو تعزیت کے لیے بھی تشریف لائے۔اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام پر نماز ادا کی، جہاں بعد میں مسجد بنی اُنیف تعمیر ہوئی۔[1]

مَسْجِدُ عَيْنَيْن

مسجد عینین یا (مَسْجِدُ الضَّرْب، مَسْجِدُ صَبَاح) یہ وہ مسجد ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کی، یہ ایک چھوٹی اور خستہ حال مسجد ہے، جس کی صرف کچھ دیواریں مٹی کی اینٹوں سے بنی ہوئی باقی رہ گئی ہیں۔ یہ مسجد جبل الرماۃ (جبل عینین) کے مشرقی جانب ایک بلند مقام پر واقع ہے، یہی وہ پہاڑ ہے جہاں غزوۂ احد کے دن تیر انداز متعین کیے گئے تھے۔

روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مقام پر نماز ظہر ادا کی۔اسی مسجد کے شمال میں پہاڑ کے دامن میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی۔

مَسْجِدُ وَاقِمْ (مسجد بنی عبد الاشہل)

مسجد بنی عبد الاشہل، یہ مسجد ''اوس'' قبیلے سے منسوب ہے اور ''مسجد واقم'' بھی کہلاتی ہے۔یہ مدینہ منورہ میں واقع ہے اور ان مساجد میں شامل ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد مرتبہ نماز ادا کی ہے۔اگر مسجد نبوی کی ''ملک عبد العزیز گیٹ'' کی جانب سے نکلیں تو وہاں سے تقریباً ڈیڑھ کیلو میٹر کے فاصلہ پر بوسیدہ قدیم حالت میں یہ مسجد واقع ہے۔

حضرت کعبؓ بن عجرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد بنی عبد الاشہل میں مغرب کی

---

[1] مرکز بحوث ودراسات المدینۃ المنورۃ

نماز ادا کی، نماز کے بعد صحابہ نوافل پڑھنے میں مصروف ہو گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس نفل کو تم گھروں میں پڑھا کرو۔ (۱)

مَسْجِدُ بَنِیْ خَطْمَہ

مسجد بنی خطمہ ان قدیم مساجد میں سے ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ہے، (۲) یہ مسجد قبیلہ اوس کی ایک شاخ ''بنو خَطمہ'' (۳) میں واقع ہونے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوئی، اسے ''مسجد عجوز'' بھی کہا جاتا تھا، مسجد نبوی سے تقریباً چار کلومیٹر کے فاصلہ پر یہ مسجد واقع ہے، اسی کے قریب جنوب مغرب میں تقریباً پانچ سو میٹر کے فاصلے پر ''مسجد مشربۃ ام ابراہیم'' موجود ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی خطمہ کے کنویں (بئر بنی خطمہ) سے وضو فرمایا، جو ان کی مسجد کے صحن میں تھا اور اسی مسجد میں نماز بھی ادا کی۔ (۴)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو خطمہ کے پاس تشریف لائے، اور ایک بوڑھی عورت (بنو سلیم کی ایک خاتون) کے گھر میں نماز پڑھی۔ پھر وہاں سے باہر نکلے اور بنو خطمہ کی مسجد میں نماز ادا فرمائی، پھر ان کے کنویں ''ذَرع'' کی طرف گئے (جو مسجد کے صحن میں واقع تھا) اور اس کے کنارے بیٹھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں وضو فرمایا اور کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ (۵)

اسی مسجد کے قریب حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی قبر ہے جو ان صحابہ میں شامل تھے، جنھوں نے بیعت عقبہ میں شرکت کی تھی، وہ ہجرت سے پہلے وفات پا گئے اور انھوں نے اپنے ترکے کا ایک تہائی حصہ نبی

---

(۱) سنن ترمذی: ۶۰۴

(۲) تاریخ المدینۃ لابن شبہ البصری: ۶۶/۱

(۳) بنو خطمہ: یعنی خطمہ کی اولاد، خطمہ کا نام دراصل عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر تھا۔ انہیں ''خطمہ'' اس لیے کہا جانے لگا کہ انہوں نے ایک آدمی کی ناک (خطم) پر تلوار ماری تھی، تو اسی وجہ سے ان کا لقب خطمہ پڑ گیا۔ (الانباہ علی قبائل الرواۃ لابن عبد البر: صفحہ نمبر: ۱۰۴)

(۴) تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ۱۶۱/۱

(۵) وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ: ۱۳۶/۳

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وصیت کیا، نیز انھوں نے وصیت کی تھی کہ انھیں اس طرح دفن کیا جائے کہ ان کا چہرہ کعبہ کی طرف ہو۔ (۱)

مَسْجِدُ مَشْرُبَۃِ اُمِّ اِبْرَاھِیْم رضی اللّٰہ عنہا

''مَشْرُبَہ'' اس باغ یا زمین کو کہتے ہیں جو ہمیشہ سرسبز وشاداب رہتی ہے۔ اس مقام پر ام المومنین سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے باغات تھے اور یہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابرہیم رضی للہ تعالی عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

اس مقام پر مسجد بنادی گئی تھی جو ''مسجد مشربہ ام ابراہیم'' کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہ مسجد العوالی کے قریب ''الحرہ الشرقیہ'' میں واقع تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام پر قیام فرمایا اور نمازیں بھی ادا کیں۔ ان دنوں مسجد کے پرانے آثار کو ایک مثلث نما چہار دیواری کے اندر گھیر دیا گیا ہے۔ جس کے جنوب مغرب میں شارع نعمان بن مالک ہے اور جنوب مشرق میں شارع پرنس عبدالمجید بن عبدالعزیز ہے۔

مَسْجِدُ الْمَنَارَتَیْن

مسجد المنارتین کو مسجد بنی دینار بھی کہتے ہیں، یہ مسجد ''بنی دینار الاعلی'' کے علاقے میں واقع تھی، اسے ''مسجد الخضر'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ ایک زمانہ میں یہ مسجد محض پتھروں کے ڈھیر کی شکل میں موجود تھی، لیکن اس کی تاریخی اہمیت کے پیش نظر شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود کے دور میں اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔

یہ مسجد شارع عمر بن الخطاب پر مسجد نبوی کے جنوب مغرب میں تقریبا ساڑھے تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

ایک روایت میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنو دینار بن نجار کی ایک خاتون سے شادی کر رکھی تھی، وہیں وہ بیمار ہو گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے،

---

(۱) تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ۱/۷۰

اس موقع پر بنو دینار کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اس جگہ نماز پڑھیں جہاں وہ نماز ادا کرتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی جگہ نماز پڑھی۔ (۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد بنی دینار میں نماز ادا فرمائی، بلکہ ابن شبّہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد بنی دینار میں کثرت سے نماز ادا فرماتے تھے۔ (۲)

مسجد ذی الحلیفہ (میقاتِ اہل مدینہ)

مسجد ذی الحلیفہ وسیع عریض خوصوبصورت مسجد ہے جو وادی عقیق کے مغربی سمت میں مسجد نبوی شریف سے تقریباً بارہ کیلومیٹر کی دوری پر ''ذوالحلیفہ'' میں واقع ہے، جسے ''اَبْيَارِ عَلِي'' بھی کہتے ہیں، یہ مدینہ منورہ سے آنے والے حاجیوں اورزائرین کی میقات ہے۔

اس کی پہلی تعمیر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے عہد امارت (۸۷۔۹۳ھ) میں انجام پائی، بعد کی صدیوں میں متعدد بار اس کی تجدید ہوتی رہی، سب سے آخری توسیع خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے دور میں ہوئی، جس میں اس کے رقبہ میں کئی گنا اضافہ کیا گیا اور مسجد سے متعلق ضروری اشیاء کی تعمیر بھی کی گئی۔ یہاں پر مسجد سے ملحق غسل اور وضو کرنے کے لیے نیز احرام پہننے کی سہولت کے لیے جدید سہولیات سے آراستہ حمام بنائے گئے ہیں، گاڑیوں کی پارکنگ کا بھی معقول انتظام ہے۔

جنت البقیع

مسجد نبوی کے قریب مشرقی سمت میں مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے جسے ''جنت البقیع'' کہتے ہیں، اسی طرح اسے ''بَقِيْعُ الْغَرْقَدْ'' بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ اس قبرستان میں اس زمانہ میں غرقد (۳) کی بہت

---

(۱) التعریف بما انست الہجرۃ من معالم دار الہجرۃ: ۲۱۲۔ بہجۃ النفوس والاسرار فی تاریخ دار ہجرۃ النبی المختار: ۵۹۶/۱

(۲) التاریخ الکبیر للبخاری: ۵۰۱/۶، تاریخ المدینۃ لابن شبۃ: ۷۰/۱

(۳) غرقد: ایک جنگلی درخت کا نام ہے جو خاردار جھاڑی کی صورت میں ہوتا ہے۔

زیادہ چھاڑیاں تھیں، **بَقِیۡعُ الۡغَرۡقَدۡ** کا معنی ہے: غرقد کے درختوں والا باغ یا وسیع میدان۔

اس مبارک قبرستان میں ازواج مطہرات واولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، صحابیات، اولیاء کرام اور ہزاروں معزز شخصیات مدفون ہیں۔

ازواج مطہرات: حضرت عائشہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت صفیہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت زینب بنت خزیمہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت ام سلمہ، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہن کی قبریں اسی میں ہیں، جو ترتیب وار ایک ہی احاطے میں ہیں۔ ان قبور کو ایک چھوٹی سی پختہ چہار دیواری (مٹی کی ہلکی سی بلند علامتی باڑ) سے الگ کیا گیا ہے۔ اس حصے میں تقریباً نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مدفون ہیں۔

اسی مقبرہ کے ابتدائی حصہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر بنات کی قبریں بھی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر بھی اسی میں ہے۔ جن کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔

اس قدیم تاریخی مبارک قبرستان میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت عثمان ابن مظعون، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت اسعد بن زراہ، حضرت سعید بن زید، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعد بن معاذ، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابی بن کعب، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت حسان بن ثابت، حضرت حکیم بن حزام، حضرت زید بن خالد جہنی، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت صہیب بن سنان رومی، حضرت کعب بن مالک، حضرت ابوسعید خدری، حضرت سہل بن سعد، حضرت سفیان بن حارث، حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت عبداللہ بن جعفر الطیار، حضرت حسن رضی اللہ عنہم کے بشمول دس ہزار سے زائد صحابہ اور صحابیات کی مبارک قبریں ہیں، ان ہی کے ساتھ ہزاروں تابعین، تبع تابعین، مفسرین، محدثین، فقہاء کرام اور اولیاء عظام بھی اس میں مدفون ہیں۔

علماء ہند میں سے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی، حضرت مولانا عبدالکریم مجددی، نواب قطب الدین شارح مشکوٰۃ، مولانا مفتی مظفر حسین کاندھلوی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، شیخ الحدیث مولانا محمد

زکریا کاندھلوی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا مفتی عاشق الٰہی بلندشہری رحمہم اللہ کے علاوہ سینکڑوں ہندوستان و پاکستان کے علماء واولیاء اس میں مدفون ہیں۔ (۱)

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران جنت البقیع کی زیارت کو بھی جانا چاہیے اور سلام پیش کرنا چاہیے:

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ أَهۡلَ الدِّيَارِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِينَ وَالۡمُسۡلِمِينَ، وَإِنَّا إِنۡ شَاءَ اللهُ بِكُمۡ لَاحِقُونَ، نَسۡأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الۡعَافِيَةَ (۲)

تم پر سلام ہو اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو! اور اگر اللہ نے چاہا، تو بے شک ہم بھی آپ سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لیے اور آپ سب کے لیے عافیت (سلامتی وبھلائی) کی دعا کرتے ہیں۔

روزانہ فجر اور عصر کے بعد صرف مردوں کو جنت البقیع جانے کی اجازت ہوتی ہے، اس لیے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران یہاں حاضر ہوکر سلام پیش کرنے کی کوشش کریں۔

جَبَلُ اُحُدُ، جَبَلُ الرُّمَاۃ اور مَقۡبَرہ سَیِّدُ الشُّھَداء

مدینہ منورہ کے شمال میں مسجد نبوی سے تقریبا پانچ کیلومیٹر کی دوری پر مشہور پہاڑ ''اُحُد'' موجود ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک احد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں''۔ (۳)

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''جبل احد'' پر چڑھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنیؓ بھی تھے، وہ پہاڑ (خوشی کے مارے) ہلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑ پر اپنا پاؤں مار کر فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، اے احد تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور

(۱) تفصیل کے لیے مطالعہ کریں: جنت البقیع میں مدفون صحابہ: علامہ مفتی محمد امداد اللہ مدظلہ

(۲) سنن ابن ماجہ: ۱۵۴۷

(۳) مسلم: ۳۳۷۳

دو شہید ہیں۔ (۱)

چناں چہ ایسا ہی ہوا اور حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے جام شہادت نوش کیا۔

شوال المکرم ۳ھ میں اسی پہاڑ کے دامن میں ''غزوۂ احد'' پیش آیا، جس میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب، حضرت حنظلہؓ بن عامر، حضرت مصعبؓ بن عمیر، حضرت عبد اللہؓ بن جحش، حضرت مالکؓ بن سنان کے بشمول ستر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، جنہیں جنگ کے ختم ہونے کے بعد اسی مقام پر سپرد لحد کیا گیا۔

موجودہ زمانے میں ان قبروں کے اطراف ایک جالی دار چہار دیواری بنا دی گئی ہے، جس کے پاس ٹھہر کر زائرین سلام پیش کرتے ہیں۔ آپ بھی سلام پیش کریں:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَآءَ اُحُدٍ كَآفَّةً وَّعَآمَّةً. اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ. سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

''سلام ہو اے شُہدائے اُحد آپ سبھی پر، سلام ہو آپ پر اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرنے والے اے مجاہدو! آپ سب پر سلامتی ہو آپ کے صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا بدلہ ہے اس دار آخرت کا''۔

آج کل یہاں پر ایک وسیع عریض مسجد بھی بنی ہوئی ہے، جسے سعودی حکومت نے تعمیر ایا ہے، یہاں پر عہد نبوی سے منسوب کسی مسجد کا ذکر نہیں ملتا، لیکن سعودی حکومت کی موجودہ تعمیر سے پہلے بھی یہاں مسجد کا ذکر ملتا ہے، علامہ سمہودی جن کی وفات ۹۱۱ھ میں ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ یہاں جو مسجد موجود ہے وہ بعد کے زمانے میں بنائی گئی ہے، یہ ان مساجد میں سے نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منسوب ہیں۔ (۲)

---

(۱) صحیح بخاری: ۳۶۷۲

(۲) وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ: ۵۳/۳

یہیں پر ''جَبَلُ الرُّمَاۃ'' نامی وہ چھوٹا پہاڑ ہے جس پر غزوہ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پچاس تیرانداز صحابۂ کرام کو مقرر فرمایا تھا۔

قبرستان میں قبر کے پاس تلاوت اور ایصال ثواب کا طریقہ

آپ جنت البقیع اور مقبرہ سید الشہداء کو جائیں گے تو اس مناسبت سے یہاں یہ مسئلہ بھی ذہن میں رکھیں کہ میت کو ایصالِ ثواب کرنے سے فائدہ پہنچتا ہے، اور تمام اعمالِ خیر، نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، صدقہ وغیرہ کر کے اس کا ثواب مرحومین کو پہنچایا جاسکتا ہے، اس سے مرحومین خوش ہوتے ہیں۔

مرحومین کی زیارت کے لیے موقع بموقع مردوں کو قبرستان جانا چاہئے، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مرحومین کی قبر پر آکر سلام کرتے ہیں تو وہ سلام کا جواب بھی دیتے ہیں، اور زیارت کے لیے آنے والے کو اگر وہ دنیا میں پہچانتے ہوں تو قبر پر آنے کے وقت اس کو پہچانتے ہیں، اور انسیت حاصل کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

> ''کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرے، جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا، پھر اسے سلام کرے، تو وہ (میّت) اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> جب کوئی شخص ایسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ (میّت کو) پہچانتا ہوا اور اسے سلام کرتا ہے، تو میّت سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچانتا ہے۔ اور جب کسی ایسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ (دنیوی اعتبار سے) نہیں پہچانتا، پھر بھی سلام کرتا ہے، تب بھی میّت اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (۲)

---

(۱) فیض القدیر: ۵/۴۸۷، اس روایت کے بارے میں علامہ ملا علی قاریؒ اور علامہ مناویؒ وغیرہ لکھتے ہیں کہ علامہ ابن عبدالبر نے اسے صحیح سند سے نقل کیا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح البخاری: ۸/۶۹) علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ ''صاحب الاحکام''، عبدالحق نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: ۳۳۱/۲۴)

(۲) شعب الایمان: ۹۲۹۶

ایصالِ ثواب کے لیے قبر کے پاس یا غائبانہ طور پر دونوں طرح قرآنِ کریم پڑھنا جائز ہے، اور کوئی بھی سورت پڑھ کر، اس کا ایصالِ ثواب کرنا شرعاً جائز اور درست ہے، اوراس میں کسی سورت کی تخصیص نہیں، بلکہ کوئی بھی سورت پڑھی جاسکتی ہے، اگر چہ بعض سورتیں مثلاً: سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں **الْمُفْلِحُوْنَ** تک، آیۃ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں، سورہ یٰسٓ، سورہ ملک، سورۃ التکاثر، سورۃ الزلزال اور سورۃ الاخلاص (بارہ مرتبہ یا دس مرتبہ یا سات مرتبہ یا تین مرتبہ) پڑھنے کو فقہاء نے مستحسن ومستحب قرار دیا ہے۔[۱]

قبرستان جاکر ایصالِ ثواب کرنے کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ قبر کے پاس میت کے پاؤں کی طرف سے آئیں اور قبر پر پہنچ کر قبلہ کی طرف پشت کر کے میت کے چہرہ کے رخ کی سمت میں کھڑے ہوں، اور یہ کہیں:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ، يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ، أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ.

تم پر سلامتی ہو اے قبروں والو! اور اللہ ہم کو اور تم کو بخش دے، تم ہم سے پہلے جا چکے ہو، اور ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

پھر وہیں کھڑے کھڑے جن سورتوں کو پڑھنا ہے پڑھ لیں اور پھر یہ کہہ لیں کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں فلاں کو پہنچادیں۔

سَقِیْفَہ بَنُوْ سَاعِدَہ

''سقیفہ'' اس چوپال کو کہتے ہیں کہ جہاں گاؤں محلے کے لوگوں کی بیٹھک لگتی ہے، مسجد نبوی کے مغربی سمت میں یہ سقیفہ واقع ہے، اور حالیہ دنوں میں اس جانب مسجد نبوی کے صحن کی توسیع کے بعد وہ صحن کے احاطہ میں آگیا ہے۔

---

[۱] ردالمحتار: ۲/ ۲۴۳، فتاوی ہندیہ: ۲/ ۳۵۰

اس سقیفہ کو تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے، روایتوں میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ اس سقیفہ میں تشریف لے گئے اور پانی طلب فرمایا، حضرت سہل بن سعد ساعدی نے کنویں سے پانی نکال کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی خدمت میں پیش فرمایا۔ [۱]

اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز بھی ادا فرمائی جسے بعد میں بطور یادگار نماز ہی کے لیے صحابہ کرام نے خاص کر دیا، چناں چہ جب حضرت سہل بن سعد کی شادی ہوئی اوران کی بیوی ہند بنت زیاد رخصت ہوکر آئیں تو انہیں گھر کے بالکل بیچ میں مسجد دیکھ کر بہت تعجب ہوا، انہوں نے اپنے شوہر سے اس کے بارے میں پوچھا کہ آخر یہ مسجد بالکل بیچ میں کیوں ہے، کہیں دیوار کے قریب کنارے میں نماز کیوں نہیں پڑھی جاتی ہے؟ تو ان کے شوہر نے کہا: خاص اسی جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے اور اسی جگہ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سجدہ گاہ بننے کا شرف حاصل ہے۔ [۲]

یہی وہ سقیفہ ہے جہاں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمع ہوئے، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر اپنا خلیفہ تسلیم کرکے ان کے ہاتھ پر بیعت کیا۔

''بئر رُوْمَہ'' اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا باغ

''بئر رومہ'' اسے ''بئر عثمان'' بھی کہا جاتا ہے۔ جو وادیٔ عقیق از ہری محلہ میں ''مسجد قبلتین'' سے ایک کلومیٹر جبکہ مسجد نبوی سے ساڑھے تین کلومیٹر شمال کی جانب واقع ہے۔

''بئر'' کا معنی ہے کنواں، یہ کنواں ''رُومَۃُ الغِفَارِي'' کی ملکیت میں تھا، مدینہ کے کنوؤں میں ''بئرِ رومہ'' سب سے میٹھا اور صاف پانی والا کنواں تھا، لیکن اس کا پانی قیمت دے کر لینا پڑتا تھا، جس سے مہاجرین کو دقت پیش آتی تھی، اس پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو اس کنواں کے خریدنے کی ترغیب دی، چنانچہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بڑی رقم ادا کرکے یہ کنواں خرید لیا اور ہمیشہ کے لیے مسلمانوں کے نام وقف کر دیا۔

---

[۱] وفاء الوفاء: ۲/ ۸۵۸

[۲] وفاء الوفاء: ۳/ ۸۶

اسی مقام پر کھجور کا وسیع باغ ہے جسے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وقف کر رکھا ہے۔

بِئْرُ غَرْس

''بئر غرس'' تاریخی کنواں ہے جو مسجد نبوی کے جنوب میں اور مسجد قباء سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کے فاصلہ پر ''حی العوالی'' میں موجود ہے، اس کنواں کو غزوہ بدر میں شہادت پانے والے اور قباء میں مہاجرین صحابہ کرام کی مہمان نوازی کرنے والے صحابی حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے دادا مالک بن نحاط نے کھدوایا تھا، اس کنواں کا پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا اور برکت کی دعا فرمائی، اس کنواں کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جنتی کنواں فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ جب میں وفات پاؤں تو مجھے میرے کنویں ''بئرِ غرس'' کے پانی کی سات مشکیزوں سے غسل دینا۔ (۱)

بِئْرُ الْفُقَيْر

''بِئْرُ الْفُقَيْر'' کو ''بئر سلمان الفارسی'' بھی کہا جاتا ہے یہ قدیم تاریخی کنواں ہے، اسے فقیر کا کنواں اس لیے کہتے ہیں کہ عربی میں ''فقیر'' کا ایک معنی ہے: کھودا ہوا گڑھا۔ یہاں پر کھجور کے درخت لگانے کے لیے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گڑھے کھودنے کو کہا تھا۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے درخت لگائے۔

دراصل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ابتدا میں اسلام کی تلاش میں اپنے وطن فارس سے نکلے، مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے، لیکن وہاں ایک یہودی کے غلام بنا دیئے گئے۔

غلامی کی سختیوں کے باوجود وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور مسلمان ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا کہ اپنے آقا سے آزادی کی بات کرو، جب انہوں نے اپنے مالک سے آزادی کی بات کی تو اس نے بہت بھاری شرط رکھ دی کہ تین سو کھجور کے درخت لگاؤ اور چالیس اوقیہ (تقریباً ڈیڑھ کلو) سونا

---

(۱) سنن ابن ماجہ: ۱۴۶۸

دو، میں تمہیں آزاد کردوں گا۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم سب سلمان کی مدد کرو، چناں چہ صحابۂ کرامؓ نے میری مدد کی، کسی نے تیس پودے دیئے، کسی نے بیس پودے دیئے، کسی نے پندرہ پودے دیئے تو کسی نے دس پودے دیئے، ہر ایک نے اپنی وسعت کے مطابق پودے لا کر دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''ان کے لیے گڑھے کھودلو، اور جب سب تیار ہو جائیں تو مجھے بتانا، میں اپنے ہاتھوں سے پودے لگاؤں گا''۔

میں نے صحابہ کی مدد سے تمام گڑھے کھود لیے، جب کام مکمل ہو گیا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ گڑھے تیار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ تشریف لائے، اور ہم پودے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مبارک ہاتھوں سے ایک ایک پودا لگاتے جاتے اور انہیں ٹھیک طریقے سے جما دیتے؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا، ان میں سے ایک بھی پودا خشک نہیں ہوا۔

اب چالیس اوقیہ دینا باقی تھا، اتنے میں ایک آدمی انڈے کے برابر سونے کا ٹکڑا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ سلمان فارسی غلام کہاں ہے جو مکاتب ہے؟''

لوگوں نے مجھے بلایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے سلمان! اسے لے لو اور جو تم پر واجب ہے وہ ادا کردو۔ میں نے وہ رقم اپنے مالک کو ادا کردی اور یوں میں آزاد ہو گیا۔ (۱)

آج بھی وہ کنواں موجود ہے اور وہاں پر کھجور کا بڑا باغ بھی ہے، جس کی زیارت کے لیے لوگ جاتے ہیں۔ یہ مسجد نبوی سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، اور ''بئر غرس'' کے مشرق میں اس سے سات سو میٹر کے فاصلے پر ''طریق علی بن ابی طالب'' کے کنارے واقع ہے۔

عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا محل

پہلی ہجری میں تعمیر ہونے والا یہ مقام اسلامی دور کے آغاز کی نشانیوں میں سے ہے جو مسجد نبوی سے

(۱) مسند احمد: ۹ / ۱۴۷ / ۳۹، سیرت ابن ہشام: ۱ / ۲۰۳، سیرت ابن اسحاق: ۹۱

قریب ساڑھے تین کلومیٹر دور ہے۔ اسے پتھروں سے تعمیر کیا گیا جن پر مٹی اور پلستر کی ایک تہہ ہے۔ کچھ منزلوں پر اینٹوں کی ٹائلیں اور آتش فشاں کا پتھر لگا ہوا ہے۔

حضرت فاطمہؒ بنت الحسینؓ کا گھر

مدینہ منورہ میں مسجد المنارتین کے قریب دو سڑک کے درمیان ایک قدیم گھر ہے جو ''بیت فاطمہ'' کے نام سے مشہور ہے، بعض لوگ غلط فہمی میں اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر کہہ دیتے ہیں، درحقیقت یہ گھر حضرت فاطمہؓ کی پوتی حضرت فاطمہ بنت الحسین کا ہے، اور یہ تابعیہ ہیں، اور ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ شکل وصورت میں اپنی دادی حضرت فاطمہؓ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی تھیں، اور اپنی دادی حضرت فاطمہؓ کے گھر میں مسجد نبوی کے پاس رہتی تھیں، ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو فاطمہؒ بنت الحسین وہاں سے یہاں منتقل ہوگئیں، اس وقت یہ علاقہ کھلا میدان تھا، اسی میں یہ گھر تعمیر کیا گیا۔ (۱)

حضرت فاطمہؒ بنت الحسینؓ کے پہلے شوہر حضرت حسن بن علیؓ کے بیٹے حسن المُثَنّیٰؒ تھے، ۹۷ھ ہجری میں ان کے انتقال کے بعد انہوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے پوتے حضرت عبداللہ بن عمرو سے شادی کی، واقعہ کربلا میں اپنے والد ماجد حضرت حسین بن علیؓ کے ساتھ یہ بھی مقام کربلا میں موجود تھیں۔

ان کے اس مکان سے متصل ایک کنواں بھی ہے جسے اہل مدینہ ''بئر زمزم'' کہا کرتے تھے، اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے پتھریلی زمین میں کنواں کھودنا دشوار تھا، تو حضرت فاطمہؒ بنت الحسین نے کنواں کے مقام پر دو رکعت نماز ادا کی، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اس کے بعد کدال لے کر خود ہی کھدائی شروع کی، اور مزدوروں کو بھی حکم دیا تو وہ بھی کام میں لگ گئے۔ کھدائی کے دوران انہیں ایک بھی کنکری یا سخت پتھر نہ ملا، یہاں تک کہ زمین پانی سے بھر گئی۔ (۲)

---

(۱) المغانم المطابۃ فی معالم طابۃ، علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب الفیر وزآبادی: ۱/۴۴۹، وفاء الوفاء: ۴/۲۲

(۲) وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ: ۴/۲۲

چند اہم مسائل

مسجد حرام کے علاوہ مکہ مکرمہ کی دیگر مساجد میں نماز کا ثواب

حج وعمرہ سے فراغت کے بعد ادھر ادھر جانے کے بجائے زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گذارنے کی کوشش کرنی چاہیے، بالخصوص پنج وقتہ نمازیں مسجد حرام میں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، مکہ مکرمہ میں ہوٹل کے قریب بھی مساجد ہوتی ہیں، ان میں بھی نماز پڑھ سکتے ہیں، اور اہل علم لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی کسی بھی مسجد میں نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، لیکن پھر بھی مسجد حرام کی نماز کی اہمیت و برکت اور ہی ہے۔ [1]

راستوں میں اور ہوٹلوں کے سامنے نماز کے لیے صف بندی

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اکثر یہ دیکھا جاتا ہے کہ راستوں پر، ہوٹلوں کے سامنے جہاں حرم کی نماز کی آواز آتی ہے، چند لوگ صف بنا لیتے ہیں، اور وہیں سے امام حرم کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں، درمیان میں راستہ بھی رہتا ہے اور دور دور تک خالی حصہ بھی رہتا ہے، جہاں نماز کی کوئی صف نہیں ہوتی ہے، اس طرح اقتداء کرنا درست نہیں ہے اور نماز نہیں ہوتی ہے، مسجد کے باہر اقتداء کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ صفیں متصل ہوں، اس لیے جن ہوٹلوں تک صفیں متصل ہوتی ہیں ان کے پاس امام حرم کی اقتداء میں نماز ادا کی جا سکتی ہے، متصل ہونے کے مطلب یہ ہے کہ درمیان میں کوئی عام راستہ یا دو صفوں کے بقدر فاصلہ نہ ہو، یہاں بسا اوقات دسیوں صفوں کے بقدر فاصلہ پر لوگ صف بنا لیتے ہیں، یہ غلط طریقہ ہے، اس سے آپ مکمل بچیں تا کہ آپ کی نماز ضائع نہ ہو۔ اگر مسجد حرام تک چل کر جا سکتے ہیں تو جائیں ورنہ قریب کی کسی مسجد میں نماز پڑھ لیں۔

مکہ ٹاور اور قریب کی ہوٹلوں میں امام احرم کی اقتداء

مکہ ٹاور اور قریب کی ہوٹلوں کے زمینی حصہ میں امام حرم کی اقتداء اس صورت میں درست ہوگی جب کہ وہاں تک صفیں متصل ہوں، اسی طرح اوپر کی منزلوں میں امام حرم کی اقتداء کے صحیح ہونے کے

---

[1] ردالمحتار: ۱/ ۶۵۸، فتح الملہم: ۳/ ۳۰۰، احسن الفتاوی: ۳/ ۳۴

لیے ضروری ہے کہ ہر منزل پر لوگ اقتداء کر رہے ہوں، ہر منزل مکمل بھرنا ضروری نہیں، بلکہ اگر ہر منزل میں چند لوگ اقتداء کر رہے ہوں تو اوپر کی منزل میں اقتداء درست ہوگی اور اگر کوئی منزل خالی ہو تو اس سے اوپر کی منزلوں میں اقتداء درست نہیں ہوگی۔ احتیاط یہی ہے کہ نماز کے وقت حرم شریف کے احاطہ میں آکر نماز ادا کرنے کی کوشش کریں۔ (۱)

حج وعمرہ کے لیے مکہ مکرمہ پہونچنے والے مسافر ہوں گے یا مقیم؟

جس دن آپ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ پہونچ رہے ہیں اس دن سے لگاتار مکہ مکرمہ میں یا مدینہ منورہ میں آپ کا مسلسل قیام پندرہ دن یا اس سے زائد ہو رہا ہے تو آپ وہاں مقیم ہوں گے اور چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر نہیں کریں گے اور اگر پندرہ دن پورے نہیں ہو رہے ہیں تو آپ مسافر ہوں گے، اور چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر کریں گے یعنی انہیں صرف دو پڑھیں گے۔

عام طور پر پندرہ دن کا عمرہ پیکیج ہوتا ہے جس میں سات دن مکہ مکرمہ میں اور سات دن مدینہ منورہ میں قیام رہتا ہے، اس میں آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں مقام پر مسافر ہی ہوں گے۔

مسافر اسی صورت میں قصر کرتے ہیں جب کہ وہ اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں یا امام بھی مسافر ہو، لیکن اگر آپ کسی مسجد میں جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں تو قصر نہیں کریں گے، پوری نماز پڑھیں گے۔ جو مسافر کسی مقام پر چند دنوں کے لیے ٹھہرا ہو اسے نوافل اور سنتوں کا اہتمام کرنا چاہیئے اور نوافل اور سنتوں میں قصر نہیں ہے۔

طواف کی کثرت اور متعدد عمرے

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی کوشش کریں، اور کوئی عذر نہ ہو تو متعدد عمرہ کرنے کی بھی کوشش کریں اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ طواف کی کثرت عمرہ کی کثرت سے افضل ہے۔ (۲)

---

(۱) الدر المختار مع الرد: ۱/ ۵۸۴، المبسوط: ۲/ ۳، المفتی آن لائن: 88791
(۲) البحر الرائق: ۲/ ۳۶۰، غنیۃ الناسک: ۲۰۰، انوار مناسک: ۳۱۹

سات چکر کے مجموعے کو "طواف" کہتے ہیں، طواف شروع کرنے کے بعد سات چکر مکمل کرنا اور سات چکر مکمل ہونے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنا واجب ہے، ہر سات چکر پر دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے لگا تار ایک ساتھ کئی طواف کر سکتے ہیں۔

اس طرح مسلسل طواف کرنا کہ ایک طواف کے بعد دو رکعت واجب الطواف پڑھے بغیر دوسرا طواف شروع کر دیا جائے اور سارے طواف کے بعد ان طوافوں کی نمازوں کو پڑھا جائے عام حالات میں مکروہ ہے، بلکہ ہر طواف کے بعد دوسرے طواف سے پہلے دو رکعت واجب الطواف کو پڑھ لینا مسنون ہے، ہاں اگر ممنوع وقت ہے کہ اس وقت ان دو رکعتوں کو نہیں پڑھ سکتے تو پھر ایسا کرنے کی گنجائش ہوگی اور اس کی وجہ سے کوئی دم یا کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

جب مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے دوسرا عمرہ کرنے کا ارادہ ہو تو اس کا احرام باندھنے کے لیے حدود حرم سے نکل کر عمرے کی نیت کرنا ضروری ہے، کسی بھی جانب سے حدودِ حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر عمرے کی نیت کی جا سکتی ہے، البتہ بہتر ہے کہ "تنعیم" نامی مقام پر موجود "مسجد ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا" سے یا "مسجد جعرانہ" سے احرام باندھ لیں۔

وہاں سے احرام باندھنے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہیں جا کر احرام کی چادریں بدن پر ڈالیں بلکہ آپ اپنی سہولت کے لیے ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ اپنی ہوٹل پر ہی نہا کر احرام پہن لیں اور پھر "مسجد عائشہ" جا کر دو رکعت نماز ادا کریں اور نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں اور پھر وہاں سے مکہ مکرمہ آ کر عمرہ کے اعمال انجام دیں۔ واضح رہے کہ "مسجد عائشہ" کے پاس بھی احرام کی تیاری کا وسیع انتظام ہے۔

دوسروں کی طرف سے عمرہ اور طواف

مکہ مکرمہ میں قیام کے زمانے میں اپنا عمرہ کرنے کے علاوہ اپنے والدین، اساتذہ، اہل وعیال، رشتے دار اور مرحومین کی جانب سے بھی عمرہ کر سکتے ہیں، اسی طرح طواف کر کے بھی کسی زندہ یا مرحوم کو اس کا ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ (۱)

---

(۱) ردالمحتار: ۲/ ۵۹۵

اپنے لیے عمرہ کا احرام باندھ کر ایک عمرہ کر کے اس کا ثواب متعدد لوگوں کو پہنچایا جا سکتا ہے، اسی طرح مختلف افراد کی طرف سے الگ الگ مستقل عمرہ کر کے بھی اس کا ثواب ان کو پہونچایا جا سکتا ہے، اس کے دو طریقے ہیں:

ا۔ عمرہ اپنی طرف سے ادا کرے اور اس کا ثواب دوسرے کو ہدیہ کر دے، اس صورت میں احرام وتلبیہ میں اپنی ہی نیت کرے گا۔

۲۔ دوسروں کی طرف سے عمرہ ادا کرے، یعنی احرام باندھتے وقت ان کی طرف سے احرام باندھنے کی نیت کرے کہ یا اللہ میں فلاں کی طرف سے عمرہ کر رہا ہوں، اس کو آسان فرما دے اور قبول فرما لے۔ اور تلبیہ بھی ان کی طرف سے پڑھے، یعنی اس طرح:

لَبَّيْكَ عُمْرَةً عَنْ فُلَانٍ ، لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ... لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ...
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ "

تنبیہ: ''فلاں'' کی جگہ پر اس کا نام لیا جائے گا جس کی طرف سے عمرہ کرنا ہے، جیسے والد کی طرف سے کرنا ہے تو: لَبَّيْكَ عُمْرَةً عَنْ وَالِدِيْ، والدہ کی طرف سے کرنا ہے تو: لَبَّيْكَ عُمْرَةً عَنْ وَالِدَتِيْ، بیوی کی طرف سے کرنا ہے تو: لَبَّيْكَ عُمْرَةً عَنْ زَوْجَتِيْ، شوہر کی طرف سے کرنا ہے تو: لَبَّيْكَ عُمْرَةً عَنْ زَوْجِيْ، وغیرہ جس کی طرف سے کرنا ہے اس کا نام لیا جائے گا۔

اگر چند لوگوں نے اپنی طرف سے عمرہ کرنے کو کہا تو عمرہ کیسے کیا جائے؟

اگر چند لوگوں نے اپنی طرف سے عمرہ کرنے کہا ہے، جیسے والد نے اپنی طرف سے عمرہ کرنے کو کہا اور والدہ نے اپنی طرف سے عمرہ کرنے کو کہا تو ایسی صورت میں ہر ایک کے لیے الگ الگ عمرہ کیا جائے گا، ایک ہی عمرہ میں دونوں کی نیت صحیح نہیں ہوگی۔ [1]

بقیہ سارے اعمال: طواف، سعی وغیرہ سب اسی طرح کریں گے جو پہلے بتایا گیا ہے۔ البتہ اگر کسی نے اپنی طرف سے عمرہ کرنے کی نیت کی ہے اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد اس کا ثواب مختلف

---

[1] (غنیۃ الناسک: ۳۲۵)

لوگوں کو ثواب پہنچانا چاہتا ہے تو عمرہ مکمل ہونے پر دعا کرتے ہوئے ان کو اس کا ثواب اس طرح پہونچایا جاسکتا ہے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں فلاں کو عطا کیجئے۔

عمرہ کے بعد جدہ، مدینہ منورہ اور طائف جا کر مکہ مکرمہ واپس آنے کا طریقہ

بہت سے لوگ عمرہ سے فراغت کے بعد اپنے عزیز واقارب سے ملنے کے لیے مختلف مقامات کو چلے جاتے ہیں، بہت سے حضرات جدہ جاتے ہیں، اسی طرح بہت سے لوگ طائف کی زیارت کے لیے بھی جاتے ہیں؛ کیونکہ مکی دور میں دعوت کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف کو تشریف لے گئے تھے جہاں آپ کو بہت زیادہ اذیتیں دی گئیں۔

مکہ مکرمہ سے جس مقام پر بھی جارہے ہوں وہ اگر میقات سے باہر ہے تو مکہ مکرمہ واپس آتے وقت احرام باندھ کر آنا اور عمرہ کرنا ضروری ہوگا، طائف میقات سے باہر ہے اس لیے اگر زیارت کے لیے وہاں جاتے ہیں تو احرام اور عمرہ کی تیاری کر کے جائیں اور واپسی میں طائف کے میقات ’’ اَلسَّیْلُ الْکَبِیْر ‘‘ سے احرام باندھ کر آئیں اور عمرہ کریں، ورنہ دم دینا لازم ہوگا۔ عام طور پر زیارت کے لیے جو بسیں جاتی ہیں وہ اس میقات پر رکتی ہیں اور وہاں غسل کرنے اور احرام باندھنے کا عمدہ نظم بھی ہے۔

اسی طرح مدینہ منورہ بھی میقات سے باہر ہے، وہاں کا سفر کر رہے ہیں تو وہاں سے واپس مکہ مکرمہ آتے وقت مدینہ کی میقات: ذوالحلیفہ (ابیارعلی) سے احرام باندھ کر آنا ضروری ہے، بغیر احرام کے آنا درست نہیں ہے اور احرام کے بغیر آنے پر دم لازم ہوجاتا ہے۔

اور اگر وہ مقام جہاں جارہے ہوں، میقات کے اندر اور حرم سے باہر ہو، جیسے جدہ وغیرہ، تو پھر واپسی میں اس مقام سے احرام باندھ کر آنا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر واپسی میں عمرہ کرنے کا ارادہ ہے تو پھر اس مقام سے یا حرم کے باہر کسی بھی مقام سے احرام باندھ کر حرم میں داخل ہوں گے اور عمرہ کر کے احرام کھولیں گے۔

نفل پڑھنے کے ممنوع اوقات میں مقدس مقامات کی زیارت

حرمین شریفین میں قیام کے دوران مقدس مقامات کی زیارت کے وقت اس کا خیال رکھنا ضروری

ہے کہ اگر کسی مقدس مقام یا کسی مسجد میں حاضری نفل پڑھنے کے ممنوع وقت میں ہو، مثلاً عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد ہو تو ایسی صورت میں وہاں پر نفل پڑھنا درست نہیں ہوگا۔ ہاں عصر اور فجر کی نماز کے بعد قضاء نماز پڑھنے کی اجازت ہے، اس لیے ایسے مواقع پر نفل پڑھنے کے بجائے قضا کی نیت سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

حرمین شریفین میں نمازی کے سامنے سے گزرنا

طواف کرنے والے کا مطاف میں نمازی کے سامنے سے گزرنا ممنوع نہیں ہے، اس لیے مطاف میں نماز پڑھنے والوں کے سامنے سے طواف کرنے والا گزر سکتا ہے۔ (۱)

لیکن مسجد حرام اور مسجد نبوی کا یہ حکم نہیں ہے، بلکہ وہ بڑی مساجد کے حکم میں ہیں، بڑی مساجد میں نمازی کے مقام سے دو صفوں کے فاصلے سے گزرنا جائز ہے، بڑی مسجد وہ ہے جو پیمائش کے لحاظ سے چالیس شرعی گز لمبی اور چالیس شرعی گز چوڑی ہو، اور ایک شرعی گز ڈیڑھ فٹ (اٹھارہ انچ) کا ہوتا ہے، اس حساب سے ''مسجد کبیر'' (بڑی مسجد) وہ ہوگی جو ساٹھ فٹ لمبی اور ساٹھ فٹ چوڑی ہو، اور چھوٹی مسجد وہ ہوگی جو مذکورہ مقدار سے کم ہو، اس تفصیل کے مطابق حرمین شریفین میں نمازی کے سامنے سے نمازی کی جگہ سے دو صفوں کے فاصلے سے گزرنا جائز ہے، البتہ اگر شدید مجبوری کی حالت ہو تو بھی کھلے عام نمازی کے سجدے کی جگہ کے اندر سے گذرنے سے حتی الامکان اجتناب کرنا چاہیے، بلکہ اس صورت میں نمازی کے آگے کسی رومال، کپڑے یا چھڑی وغیرہ سے یا کسی دوسرے شخص کو آگے کر کے سترہ بنا کر گذرنا چاہیے۔ (۲)

حرمین شریفین میں جمعہ سے پہلے کی سنت کب پڑھیں؟

ظہر کی طرح جمعہ کا وقت بھی زوال کے بعد شروع ہوتا ہے، حرمین شریفین میں بلکہ متعدد عرب ممالک میں چند سالوں سے یہ طریقہ چل رہا ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان وقت شروع ہونے سے آدھا

---

(۱) ردالمحتار: ۱/ ۶۳۵

(۲) ردالمحتار: ۶/ ۶۳۴، احسن الفتاوی: ۳/ ۴۰۹، فتاوی محمودیہ: ۱۴/ ۳۸۴

گھنٹہ پہلے دی جاتی ہے (فقہاء احناف کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے لیکن حنبلی فقہاء کے نزدیک اس کی گنجائش ہے) اور وقت شروع ہوتے ہی دوسری اذان ہوتی ہے اور خطبہ شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ جمعہ سے پہلے کی سنت وقت داخل ہونے سے پہلے پڑھنا معتبر اور درست نہیں ہے اور خطبہ کے وقت بھی سنت پڑھنا ممنوع ہے، اس لیے ایسی صورت میں جمعہ سے پہلے کی چار رکعات سنت کو جمعہ کے بعد پڑھ لیا جائے، بہتر ہے کہ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر پہلے بعد والی سنتیں ادا کریں، پھر پہلے والی سنت پڑھیں۔ (۱)

حرمین شریفین میں زوال کے وقت نوافل پڑھنا

ہر جگہ کی طرح حرمین شریفین میں بھی زوال کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن آج کل لاعلمی کی وجہ سے حرمین شریفین میں کئی لوگ اس وقت نوافل پڑھنے لگتے ہیں، حالانکہ زوال کے وقت نماز پڑھنے سے احادیث میں منع کیا گیا ہے، اس لیے عام جگہوں کی طرح حرمین شریفین میں بھی زوال کے وقت یعنی وہاں پر جمعہ یا ظہر کی اذان سے پہلے کے دس منٹ میں نوافل وغیرہ نہیں پڑھنی چاہئے۔ (۲)

کیا وتر کی دو رکعت پر امام کے ساتھ سلام پھیرنا ہے؟

امام صاحب وتر کی تین رکعتیں دو سلام سے ادا کریں تو حنفی مقتدی کے لیے ان کی اقتداء میں نمازِ وتر ادا کرنے کی گنجائش ہے، البتہ وہ امام کے ساتھ دو رکعت پر سلام نہ پھیرے اور امام کے ساتھ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔ (۳)

نماز جنازہ میں دو سلام کریں

حرمین شریفین میں ائمہ کرام حنبلی مسلک کے ہیں جن کے نزدیک نماز جنازہ میں ایک سلام ہے، لیکن متعدد احادیث اور صحابہ کرام کے اقوال کی وجہ سے فقہاء احناف کہتے ہیں کہ نماز جنازہ میں دو سلام ہیں، اس لیے آپ جب وہاں امام صاحب کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھیں تو دونوں طرف سلام پھیر لیں۔

---

(۱) ردالمحتار: ۲/ ۵۷، غنیۃ المستملی: ۳۹۸

(۲) صحیح مسلم: ۱/ ۸۳۱، الہدایۃ: ۱/ ۴۲

(۳) نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۹۹

صرف مطاف میں داخل ہونے کے لیے احرام کی چادریں بدن پر ڈالنا

چند سالوں سے حرم مکی کی انتظامیہ کی طرف سے صرف احرام والے حضرات کو مطاف میں جا کر طواف کرنے کی اجازت ہے، بقیہ لوگ کو دوسری منزل سے طواف کرتے ہیں، یہ انتظامی پابندی ہے جو معتمرین کی سہولت اور نظم وضبط کی بحالی کے پیش نظر عائد کی گئی ہے، اس پابندی کی وجہ سے عمرہ کی نیت کے بغیر بدن پر احرام کی چادریں ڈال کر مطاف میں جانا قانون کی خلاف ورزی اور ظاہراً دھوکہ ہے، ساتھ ہی اپنی عزت نفس کو خطرے میں ڈالنے والی بات ہے، اس لیے اس طرح مطاف میں داخل ہو کر طواف کرنے سے بچنا چاہیے۔ لیکن اگر کوئی ایسا کر کے طواف کر لے تو طواف ہو جائے گا۔ [۱]

حیض کی حالت میں مسجد حرام اور مسجد نبوی کے صحن میں جانا

عورت حالتِ حیض میں کسی بھی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتی، لہٰذا مسجدِ حرام میں بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں، تاہم مسجدِ حرام کی حدود کے باہر صحن اور صفا مروہ اور اس جانب کے صحن میں اس حالت میں خواتین جا سکتی ہیں، چوں کہ صفا مروہ مسجد حرام سے خارج ہے، اس لیے حائضہ صفا مروہ جا سکتی ہے اور وہاں جانے کے لیے مسجد حرام کے اندر سے جانا لازم نہیں، بلکہ مشرقی جانب مسجدِ حرام کے صحن سے گزر کر صفا مروہ میں داخل ہو سکتی ہے۔

حرم کے صحن میں مسجد حرام کی حدود سے باہر عورت کے لیے اس حالت میں کسی بھی جگہ بیٹھ کر ذکر واذکار کرنا جائز ہے، اور اگر وہاں سے کعبہ کی زیارت ہو رہی ہو تو کر سکتی ہے۔

اسی طرح مسجد نبوی کا بیرونی صحن بھی مسجد شرعی کا حصہ نہیں ہے، اس لیے حیض کی حالت میں خواتین مسجد نبوی کے بیرونی صحن میں جا سکتی ہیں اور وہاں بیٹھ کر ذکر واذکار کر سکتی ہیں۔

کفن کو آب زمزم سے دھو کر لانا

حج کے لیے جاتے وقت بعض لوگ کفن کا کپڑا ساتھ لے جاتے ہیں، تاکہ آب زمزم میں تر کر کے لائیں، بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ زمزم کے پانی میں کفن تر کر لینے سے مغفرت کی امید ہوتی ہے، تو یہ ذہن میں رکھیں کہ موت کے بعد انسان کی مغفرت اصل میں تو زندگی کے عمل سے متعلق ہے، اور ویسے

---

[۱] فتوی دار العلوم دیوبند: جواب نمبر: 625354، فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ: فتویٰ نمبر: 144311100937

دعاء اور ایصالِ ثواب کے ذریعہ بھی اسے نفع پہونچ سکتا ہے، کفن کو زمزم سے تر کردینے کی وجہ سے انسان کی مغفرت ہو جائے یہ بات نہ تو قرآن وحدیث میں آئی ہے، اور نہ سلف صالحین سے اس طرح کی بات منقول ہے، ہاں تبرکاً کفن میں ایسے کپڑے کا استعمال درست ہے، جس کو کوئی مقدس نسبت حاصل ہو، یہ بات ثابت ہے کہ ایک صحابیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عباء کی درخواست کی، اور جب لوگوں نے ان کے اس عمل پر ناگواری ظاہر کی تو انہوں نے یہی کہا کہ میں نے اسے اپنے کفن کے لیے حاصل کیا ہے [1]۔
اس سے معلوم ہوا کہ اگر تبرکاً کفن کے کپڑے کو زمزم سے دھولیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ [2]

جنت البقیع یا مدینہ منورہ کی مٹی لانا

''جنت البقیع'' بہت مبارک قبرستان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی فضیلت بیان فرمائی ہے، احادیث میں جس مقام کی کوئی فضیلت منقول ہو، اس کا تعلق اس مقام سے ہے نہ کہ وہاں کی مٹی اور فرش سے، مثال کے طور پر مسجد میں نماز پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے، اب اگر کوئی شخص مسجد کے فرش کا کچھ حصہ نکال کر اپنے گھر میں لے آئے اور گھر میں اسی فرش پر نماز ادا کرے، تو کیا اس سے مسجد کی فضیلت حاصل ہو جائے گی؟ ہرگز نہیں، اسی سے جنت البقیع کی مٹی کے معاملہ کو سمجھنا چاہئے، کہ جنت البقیع کی جو فضیلت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے وہ اس جگہ سے متعلق ہے، نہ کہ وہاں کی مٹی سے، اور اگر اس کا تعلق وہاں کی مٹی سے ہوتا تو جو صحابہ مدینہ سے نکل کر دوسرے شہر میں آباد ہوئے اور وہیں آسودۂ خواب ہیں، سب سے پہلے انہوں نے یہ عمل کیا ہوتا، کیوں کہ ان سے بڑھ کر نہ کوئی شخص منشاءِ شریعت سے واقف ہو سکتا ہے، اور نہ اجر وثواب کا طلب گار۔ [3]

دوسری بات یہ ہے کہ ''جنت البقیع'' وقف قبرستان ہے، اور وقف کی چیزوں کو وقف کے مقصد کے خلاف استعمال کرنا اور ذاتی ملکیت میں منتقل کرنا درست نہیں ہے۔

نیز جنت البقیع میں موجود گارڈز اگر کسی کو مٹی اٹھاتے ہوئے دیکھ لیں تو وہ فوراً روک دیتے ہیں اور مٹی

---

(۱) صحیح بخاری: حدیث نمبر: ۱۲۷۷، سنن نسائی: ۵۳۲۱
(۲) کتاب الفتاوی: ۱۵۹/۳
(۳) کتاب الفتاوی: ۱۶۲/۳

واپس وہیں ڈلوادیتے ہیں، جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کی لینے کی اجازت نہیں ہے۔

مدینہ منورہ کی مٹی بھی مبارک مٹی ہے، ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ کی مٹی کے بارے میں ارشاد فرمایا: **غُبَارُ الْمَدِينَةِ شِفَاءٌ مِنَ الْجُذَامِ**[۱] (''مدینہ کی خاک (یا غبار) کوڑھ کی بیماری سے شفا ہے''۔

مدینہ منورہ کی ایک خاص جگہ ''**وادیِ صُعَیب**'' (جو وادیِ بطحان کے قریب تھی) کی مٹی کی فضیلت روایات میں منقول ہے، جس کی وجہ سے اسے ''خاکِ شفا'' کہا جاتا ہے۔ ماضی میں لوگ وہاں سے مٹی تبرک کے طور پر لے جاتے تھے، لیکن اب شہری آبادی اور تعمیرات کی وجہ سے وہ مخصوص جگہ متعین کرنا مشکل ہے۔۔۔ مدینہ منورہ کی مٹی میں یقیناً شفا کی تاثیر ہے، جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے، تبرک کے طور پر اس کا خارجی استعمال کرسکتے ہیں لیکن اسے کھانا درست نہیں ہے، اسی طرح اکثر علماء مدینہ منورہ کی مٹی وغیرہ کو وہاں سے جدا کرنے اور اپنے ساتھ لے جانے سے منع کرتے ہیں۔[۲] اور یہی اس مقام کی حرمت اور ادب کا تقاضا بھی ہے، مزید یہ کہ آج کل سعودی قوانین کے تحت بھی مٹی لے جانے کی اجازت نہیں ہے۔

حج یا عمرہ کے سفر پر مدینہ منورہ نہ جانا

حج وعمرہ سے فارغ ہوکر روضۂ اطہر پر حاضری دینا اور سلام پیش کرنا افضل ترین مستحب اعمال میں سے ہے اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے حج وعمرہ سے فارغ ہوکر روضۂ اقدس پر حاضری دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی بلاشبہ اس نے مجھ سے بے رخی کی۔[۳]

اگر کوئی شخص صرف مکہ مکرمہ جاکر عمرہ کرے اور مدینہ منورہ نہ جائے تو اس کا عمرہ تو ہوجائے گا، لیکن

---

۱ کنز العمال: ۳۴۸۴۳

۲ اعلام الساجد باحکام المساجد للزرکشی: ۲۴۵، وفاء الوفاء: ۱/ ۹۶

۳ الترغیب والترہیب: ۲/ ۲۳۵، فتاوی ہندیۃ: ۱/ ۲۶۵، بعض علماء کہتے ہیں کہ جس شخص کو روضۂ اقدس پر حاضری کی وسعت حاصل ہو اس کے لیے یہ حاضری واجب کے قریب ہے۔

اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضری کی فضیلت حاصل نہ ہوگی، اس لیے ایسی ترتیب بنانی چاہئے کہ روضۂ اطہر کی حاضری اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سلام پیش کرنے سے محرومی نہ ہو۔

حج یا عمرہ سے پہلے مدینہ منورہ جانا

حج وعمرہ کر کے مدینہ منورہ جانا یا پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرنا اور پھر عمرہ یا حج کرنا دونوں ہی باتیں درست ہیں۔ البتہ اگر مدینہ منورہ راستہ میں پڑتا ہو تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کیے بغیر آگے نہیں بڑھنا چاہیے، لیکن اگر مدینہ منورہ راستے میں نہ پڑتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ پہلے عمرہ کر لیا جائے؛ تاکہ گناہوں سے پاک ہو کر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضری ہو۔

کیا مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت روضۂ اطہر پر حاضری لازم ہے؟

مدینہ منورہ سے واپسی کے وقت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضر ہو کر الوداعی سلام پیش کرنا طواف وداع کی طرح باقاعدہ واجب یا سنت تو نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر سے جدائی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں (لازم سمجھے بغیر) الوداع کی نیت سے سلام پیش کر کے مدینہ منورہ سے واپسی کرے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ ایک اچھا اور مستحسن عمل کہلائے گا۔

مدینے کی انگوٹھی پہننا

مدینے کی انگوٹھی کی کوئی مخصوص فضیلت منقول نہیں ہے، بہت سے لوگ مدینے سے واپسی پر عقیدت میں سونے چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں سے بنی ہوئی انگوٹھی خریدتے ہیں اور یہ کہہ کر پہنتے ہیں کہ یہ مدینے کی انگوٹھی ہے اور اس میں فلاں پتھر لگا ہوا ہے، انگوٹھی مدینے کی ہے، یہ نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ مدینے والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شریعت کے احکام دیکھے جائیں گے، شریعت اسلامیہ میں مردوں کے لیے پانچ گرام تک چاندی کی انگوٹھی جائز ہے دوسری کوئی انگوٹھی مردوں کے لیے جائز نہیں ہے۔ اور عورتوں کے لیے صرف چاندی اور سونے کی انگوٹھی جائز ہے دیگر دھاتوں کی انگوٹھی (آرٹیفیشل انگوٹھی) کا استعمال ان کے لیے بھی درست نہیں ہے۔ [1]

---

[1] ردالمحتار: ۶/ ۳۵۹

حرمین شریفین سے قرآن شریف اور کرسیاں اٹھا کر اپنے گھر لے جانا

بعض لوگ تبرک کے طور پر حرمین شریفین میں رکھے ہوئے قرآن کریم اپنے ساتھ لے آنا چاہتے ہیں، حرمین شریفین میں جو قرآن کریم رکھے ہوتے ہیں وہ حرمین شریفین میں پڑھنے والوں کے لیے وقف ہوتے ہیں، ان کا اٹھا کر اپنے گھر لے جانا جائز نہیں ہے، یہ حرمین شریفین کے لیے وقف شدہ چیز کو چوری کرنے کے حکم میں ہوگا۔

اور اگر کوئی شخص اس کو اٹھا کر اپنے ساتھ اپنے ملک لے کر چلا گیا ہے اور وہ قرآن کریم صحیح سالم ہے تو اس پر لازم ہوگا کہ کسی کے ذریعے اس کو واپس رکھوا دے۔

البتہ اگر وہ مصحف پھٹ گیا ہے یا خراب ہوگیا ہے تو پھر پیسے دے کر مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ سے اسی طرح کا مصحف (جو ملک فہد پرنٹنگ پریس کا طبع شدہ ہو) حاصل کر کے وہاں رکھوا دے۔ یاد رہے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے پریس کا مصحف حرمین شریفین میں رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر کوئی رکھ بھی دے تو اس کو وہاں سے اٹھوا دیا جاتا ہے۔

حرمین شریفین کی کرسیاں بھی وقف ہیں، عام طور پر حجاج کرام واپسی کے وقت اسے وہیں چھوڑ کر آجاتے ہیں تاکہ وہاں کے نمازی اس سے استفادہ کریں، اس لیے اس کو اپنے ساتھ ہوٹل میں لے آنا یا اپنے گھر تک لے آنا درست نہیں ہے۔

مکہ کے کبوتروں کو دانہ ڈالنے کے لیے پیسے بھیجنا

کبوتروں اور دیگر جانوروں کو کھلانا پلانا صدقہ ہے اور باعث ثواب ہے، لیکن عام طور پر مکہ مکرمہ کے کبوتروں کو مختلف مقاصد اور مختلف غیر شرعی نظریات کے پیش نظر دانہ ڈالنے کے لیے لوگ پیسے بھیجتے ہیں، بلکہ بعض لوگوں کے خیال میں یہ بھی ہوتا ہے کہ وہاں کے کبوتروں کو دانہ ڈالنے سے فلاں مقصد حاصل ہوجائے گا، اس طرح کا نظریہ صحیح نہیں ہے اور ایسے نظریے کے پیش نظر دانہ ڈالنا بدعت کے زمرے میں آتا ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

حرمین شریفین کے پہاڑوں اور پتھروں پر نام لکھنا

غارِ حراء اور غارِ ثور کے راستوں میں موجود پتھروں پر بھی لوگ نام اور دعائیں لکھ دیتے ہیں، اسی طرح جبلِ رحمت کے ستون اور پتھروں پر لوگ اپنے اور اپنے پیاروں کے نام لکھ دیتے ہیں، اس کے پیچھے کئی نظریات وافکار ہوتے ہیں شریعت کی نظر میں ایسا کرنا بہت ہی غلط اور ناپسندیدہ ہے، حقیقت میں یہ بدعت ہے اور حرمین شریفین کی چیزوں کے احترام کے خلاف بھی ہے۔

حاجیوں سے دعاؤں کی درخواست کرنا

حج اور عمرہ کے لیے جانے والے لوگوں سے دعا کی درخواست کرنا مسنون ہے، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب عمرہ میں جانے کی اجازت دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یَا أَخِيْ لَا تَنْسَانَا فِيْ دُعَائِکَ'' (میرے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا)۔

اس کے علاوہ اور بھی متعدد روایات سے حاجی سے دعا اور استغفار کے لیے کہنا اور اس کی دعا اور شفاعت کا قبول ہونا ثابت ہے اور بعض روایات سے چالیس دن تک حاجی کی دعا کا قبول ہونا بھی ثابت ہے۔اس لیے حجاج کرام سے دعاؤں کی درخواست کرنی چاہیے۔[۱]

حج یا عمرہ سے آنے والوں کو مبارک باد دینا

مبارکبادی درحقیقت دعا ہے، اس لیے حج یا عمرہ سے آنے والوں کو ''حج مبارک'' یا ''عمرہ مبارک'' کہنا، یا ''بَارَکَ اللّٰہُ''، ''تَقَبَّلَ اللّٰہُ''، یا ''آپ کو حج وعمرہ مبارک ہو'' کہنا جائز ہے۔اس کے جواب میں ''آمِیْن وَاِیَّاکَ'' کہنا چاہیے۔بعض لوگ اس کے جواب میں ''نہیں نہیں، کوئی بات نہیں'' یا اس طرح کا کوئی جملہ کہہ دیتے ہیں، ایسا کہنا بہت غلط ہے۔

ہوائی جہاز کے بلانکٹ کو ساتھ لے آنا

یہاں یہ مسئلہ بھی لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کا سفر ہوائی جہاز سے ہونے والا ہے، بہت سے ہوائی جہاز میں دروان سفر استعمال کے لیے بلانکٹ وغیرہ دیا جاتا ہے، وہ صرف استعمال کے لیے ہی دیا

---

[۱] الترغیب والترہیب: ۱۶۷/۱، ۱۷۲/۱، ۱۷۴/۱، البحر العمیق: ۶۹/۱

جاتا ہے، ہدیہ اور گفٹ نہیں ہوتا، لیکن بعض لوگ اسے اپنے ہینڈ بیگ میں رکھ لیتے ہیں، یہ چوری کے حکم میں ہے جو کہ حرام ہے۔ کوئی بھی چیز محض استعمال کے لیے کسی کی جانب سے دی جائے تو امانت کے حکم میں ہوتی ہے اور اس کو واپس کرنا ضروری ہوتا ہے۔ (۱)

کسی اور جگہ کی چیز کو مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ کی طرف منسوب کر کے دینا

حج وعمرہ سے واپسی کے بعد دوست واحباب اور رشتہ داروں میں اپنی رضامندی اور خوشی سے ہدیہ کے طور پر تسبیح، جائے نماز، ٹوپی، کھجور اور زمزم وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے، لیکن اسے ضروری سمجھنا صحیح نہیں ہے، اور اس کا مطالبہ کرنا اور نہ دینے پر ناراض ہونا بھی صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہدیہ کے طور پر دی جانے والی چیزیں مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ سے ہی خریدی گئی ہوں۔

البتہ اگر ہدیہ میں دی جانے والی چیزیں کسی اور جگہ سے خریدی گئی ہوں اور ہدیہ دینے والا اسے حرمین شریفین کی بتا کر دیتا ہے تو یہ جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے، جس سے بچنا ضروری ہے۔

آب زمزم میں عام پانی ملانا

آبِ زمزم میں عام پانی ملانے سے اس کی برکتیں عام پانی میں بھی منتقل ہو جاتی ہیں، اس لیے آبِ زمزم جس پانی میں ملایا جائے، اگر وہ پانی تھوڑا ہو اور آب زمزم کی مقدار زیادہ ہو تو اس پورے پانی کو آبِ زمزم کہا جا سکتا ہے، لیکن اگر عام پانی کی مقدار آبِ زمزم سے زیادہ ہو تو اسے آب زمزم کہنا درست نہیں ہے، تاہم ایسا پانی بھی برکت سے خالی نہیں ہے۔ (۲)

احرام کی چادریں عام استعمال میں لانا یا کفن میں استعمال کرنا

احرام کی چادروں کو گھر کے عام استعمال میں لانے میں یا اس سے کرتا یا پاجامہ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، نیز اسے کفن بنانا بھی شرعاً جائز ہے، البتہ اگر یہ چادریں میلی ہو چکی ہوں تو انہیں کفن بنانے سے پہلے دھو کر صاف ستھرا کر لینا چاہیے۔ (۳)

---

(۱) البحر الرائق: ۷/ ۲۸۰

(۲) فتوی جامعۃ العلوم الاسلامیۃ: 144402100366

(۳) فتوی دار العلوم دیوبند: جواب نمبر: 174022، مرقاۃ المفاتیح: ۳/ ۱۱۸۶

حرمین شریفین کے مفت طبی مراکز

آپ اپنے وطن سے دور ہیں، ماحول اور آب ہوا کی تبدیلی اور سفر کی تھکان وغیرہ کی وجہ سے طبیعت میں اتار چڑھاؤ کا ہونا عام سی بات ہے، اللہ آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھے، لیکن اگر طبیعت ناساز ہوجائے تو کسی میڈیکل پر جا کر کیفیت بول کر دوا لینے کے بجائے آپ کسی طبی مراکز سے رجوع کریں اور وہاں سے دوائیں لیں یہ زیادہ بہتر ہوگا، عام طور پر میڈیکل شاپ سے دوائیں خریدنا مہنگا ہوسکتا ہے، اس کے بجائے طبی مراکز جا کر آپ ڈاکٹر سے مفت مشورہ کر کے مفت دوائیں حاصل کر سکتے ہیں، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں ہی مقامات پر سعودی حکومت کی جانب سے علاج ومعالجہ کے لیے حرمین کے اطراف عمدہ خدمات فراہم کرنے والے ہاسپیٹلس ہیں، مثلا:

مستشفی اجیاد الطوارى (AJYAD EMERGENCY HOSPITAL)

چوبیس گھنٹے حرم شریف کے زائرین کو علاج فراہم کرتا ہے۔ یہ گنگ عبدالعزیز گیٹ کے سامنے تین نمبر وضوخانہ کے پاس ہے، لیکن یہ صرف ایمرجنسی حالات کے لیے ہے۔

الحرم ہسپتال مسجدِ حرام کے شمالی صحن میں واقع ہے۔جس سے مفت استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

ایک طبی مرکز مرکز صحی الھجلۃ (AL Hajla Health Center) ابراہیم خلیل روڈ پر مسفلہ کبری (مسفلہ برج) کے پاس بھی واقع ہے جہاں مفت علاج ومعالجہ کیا جاتا ہے۔

اسی طرح مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی گیٹ نمبر ۳۰۵ کے سامنے **مزکز صحی الصافیة** ہے جس میں مکمل مفت علاج ومعالجہ فراہم کیا جاتا ہے۔

گیٹ نمبر ۳۱۶ کے سامنے مسجد علیؓ بن ابی طالب کی روڈ پر ''**مستشفی السلام الوقفی**'' بہت عمدہ اور بڑا ہاسپیٹل ہے جس میں مفت علاج ومعالجہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

گیٹ نمبر ۳۲۷ کے سامنے بھی ایک بڑا ہاسپٹل ہے جس میں مفت علاج کیا جاتا ہے۔

جنت البقیع کی طرف بھی ایک طبی مرکز ہے وہاں بھی مفت علاج ومعالجہ کی سہولت دی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ بھی دونوں مقامات پر متعدد طبی مراکز ہیں جہاں مفت علاج ومعالجہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، بوقت ضرورت وہاں پر کام کرنے والے افراد سے معلومات حاصل کرلیں۔

منتخب دعائیں

حج وعمرہ کے ایام دعا کی قبولیت کے خاص لمحات ہیں۔ یہ وہ مبارک لمحات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ بندے کو اپنے قریب بلا کر مانگنے کا موقع عطا فرماتا ہے، اور دعائیں قبول کرتا ہے، اس لیے ہر موقع پر دل کی حضوری، عاجزی اور یقین کے ساتھ دعا کرنے کا اہتمام کریں، دعا کرنے میں جلد بازی نہ کریں، اور قبولیت کی امید کے ساتھ دعائیں کریں، آپ کی سہولت کے لیے یہاں چند دعائیں نقل کی جارہی ہیں:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے، وہ تعریف کے لائق ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ پاک ہے، تعریف کے لائق ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ بہت بڑا ہے، نیکی کرنے اور برائی سے باز رہنے کی قوت اسی کی عطا سے ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ. اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

اے اللہ! اپنی عنایات، اپنی رحمت اور اپنی برکتیں نازل فرما اُن پر جو رسولوں کے سردار، پرہیزگاروں کے امام اور نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کرنے والے ہیں، (یعنی) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جو تیرے (خاص) بندے اور تیرے رسول ہیں، جو بھلائی کے امام، نیکی کے قائد اور رحمت کے پیغمبر ہیں۔ اے اللہ! انہیں اس 'مقامِ محمود' پر فائز فرما جس پر اگلوں اور پچھلوں کو رشک آئے۔ اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی آلِ ابراہیم علیہ السلام پر، بیشک تو تعریف کے لائق اور بڑی بزرگی والا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا کی بھی بھلائی عطا فرمائیے اور آخرت کی بھی، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجیے!

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے پروردگار! آپ ہدایت سے سرفراز فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے، بے شک آپ بڑے داتا ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔

اے ہمارے رب! اگر ہم سے بھول چوک ہوجائے تو ہماری پکڑ نہ فرمائیے، ہمارے رب! اور ہم پر بوجھ نہ رکھئے، جیسا کہ آپ نے ہم سے پہلی امتوں پر رکھا تھا، ہمارے پروردگار! ہم پر ایسا بار نہ ڈالیے کہ جس کی ہم میں طاقت نہیں اور ہم سے درگزر کیجیے، ہمیں بخش دیجئے اور ہم پر رحم فرمائیے، آپ ہی ہمارے کارساز ہیں، پس آپ کافروں کے مقابلہ ہماری مدد فرمائیے!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرمالیجئے۔ بیشک آپ ہی ہر ایک کی سننے والے، ہر ایک کو جاننے والے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنا فرماں بردار بنائے رہئے، ہماری نسل میں سے بھی اپنی ایک فرماں بردار جماعت پیدا فرمائیے، ہمیں عبادت کے طریقے بتلا دیجیے اور ہماری توبہ قبول فرمائیے، بے شک آپ ہی توبہ قبول کرنے والے بڑے مہربان ہیں۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ

اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما، اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے سامان رحمت سے نوازیئے اور ہمیں ہمارے اس معاملہ میں درست راہ کی رہنمائی کر دیجئے۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّـَٔاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

اے ہمارے پروردگار! آپ ہمارے گناہوں کو بخش دیجئے اور ہماری برائیوں کو مٹا دیجئے، اور نیک لوگوں کے ساتھ ہمیں موت دیجئے۔ پروردگار! اور آپ نے ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت جو وعدہ فرمایا ہے، وہ ہمیں عطا فرمائے اور قیامت کے دن ہم کو رسوا نہ کیجیے، بے شک آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب! بے شک ہم آپ پر ایمان لائے: اس لیے آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ

اے آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے والے! آپ ہی دنیا و آخرت میں میرے کارساز ہیں، مجھے مسلمان رہنے کی حالت میں اٹھائیے اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ رکھئے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دیجئے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ہم سے پہلے ایمان لائے، اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کے بارے میں کوئی کینہ نہ رہنے دیجئے، یقینا آپ ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظلم کرنے والے لوگوں کا تختہ مشق نہ بنائیے، اور مہربانی کر کے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما دیجئے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہماری زیادتیوں کو معاف کر دیجیے، ہمارے قدم کو مضبوط رکھئے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرمائیے۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

اے ہمارے رب ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما دیجئے جو آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہم کو اللہ سے ڈرنے والوں کا پیشوا بنا دیجئے۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

اے میرے پروردگار! مجھے اس بات کی توفیق دیجئے کہ جو نعمتیں آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں، ان کا شکر ادا کروں اور ایسے نیک عمل کرتا رہوں، جن سے آپ راضی ہوں اور میرے لیے میری اولاد کو بھی صالح بنا دیجئے، میں آپ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ

اے میرے رب مجھے توفیق دیجیے کہ آپ نے مجھے اور میرے والدین کو جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کا شکر ادا کرتا رہوں اور ایسا نیک عمل کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالیجئے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

میرے پروردگار! مجھ کو اور میری نسل میں سے لوگوں کو نماز قائم کرنے والا رکھئے، اے ہمارے پروردگار! اور ہماری دعاء قبول کر لیجئے۔ پروردگار! جس روز حساب وکتاب قائم ہو، اس دن مجھ سے، میرے والدین سے اور تمام ایمان والوں سے درگزر فرما دیجئے۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ الْھُدٰی، وَالتُّقٰی، وَالْعَفَافَ، وَالْغِنٰی.

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاکدامنی اور دل کی بے نیازی مانگتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ نَفْسًا مُطْمَئِنَّةً، تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ، وَتَرْضٰی بِقَضَائِكَ، وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ.

اے اللہ! میں تجھ سے ایسا مطمئن دل مانگتا ہوں جو تجھ سے ملاقات پر ایمان رکھتا ہو، تیرے فیصلے پر راضی ہو، اور تیری عطا پر قناعت کرے۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَرِزْقًا طَیِّبًا، وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا.

اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والا علم، پاکیزہ رزق، اور قبول ہونے والا عمل مانگتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ إِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ، وَنَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِیْ أَعْلٰی جَنَّةِ الْخُلْدِ.

اے اللہ! میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جو کبھی پلٹنے والا نہ ہو، اور ایسی نعمت مانگتا ہوں جو کبھی ختم نہ ہو، اور تیری جنتِ خلد کے بلند ترین درجے میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا یَھْدِیْ لِأَحْسَنِھَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَھَا، لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَھَا إِلَّا أَنْتَ.

اے اللہ! مجھے بہترین اخلاق کی ہدایت دے، کیونکہ بہترین اخلاق کی ہدایت تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا، اور مجھ سے برے اخلاق کو دور فرما، کیونکہ تیرے سوا کوئی انہیں دور نہیں کر سکتا۔

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ، ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ.

اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ إِیْمَانًا کَامِلًا، وَیَقِیْنًا صَادِقًا، وَقَلْبًا خَاشِعًا، وَلِسَانًا ذَاکِرًا، وَتَوْبَةً نَصُوْحًا، وَرِزْقًا وَاسِعًا، وَحَلَالًا طَیِّبًا.

اے اللہ! میں تجھ سے کامل ایمان مانگتا ہوں، سچا یقین مانگتا ہوں، خشوع والا دل مانگتا ہوں، ذکر کرنے والی زبان مانگتا ہوں، سچی توبہ مانگتا ہوں، کشادہ رزق مانگتا ہوں، اور پاکیزہ حلال رزق مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَالِي، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي، وَآمِنْ رَوْعَاتِي، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي.

اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کے بارے میں معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میری پردہ والی چیزوں کی حفاظت فرما اور میرے خوف کو امن میں بدل دے۔ اے اللہ! مجھے میرے آگے سے محفوظ رکھ، اور میرے پیچھے سے، اور میری دائیں جانب سے، اور میری بائیں جانب سے، اور میرے اوپر سے، اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں نیچے سے اچانک ہلاک کر دیا جاؤں۔

اللَّهُمَّ أَغْنِنِي بِالْعِلْمِ، وَزَيِّنِّي بِالْحِلْمِ، وَأَكْرِمْنِي بِالتَّقْوَى، وَجَمِّلْنِي بِالْعَافِيَةِ.

اے اللہ! مجھے علم کے ذریعے بے نیاز بنا دے، اور مجھے بردباری کے ساتھ مزین فرما، اور مجھے تقویٰ کے ساتھ عزت عطا فرما، اور مجھے عافیت کے ساتھ خوبصورت بنا دے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ، وَالْعِفَّةَ، وَالْأَمَانَةَ، وَحُسْنَ الْخُلُقِ، وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے صحت مانگتا ہوں، اور پاک دامنی، اور امانت داری، اور اچھے اخلاق، اور تقدیر پر راضی رہنے کی توفیق مانگتا ہوں۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ، وَرَحْمَتِكَ، فَإِنَّهُ لَا يَمْلِكُهَا إِلَّا أَنْتَ

اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل اور آپ کی رحمت کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ ان دونوں کا مالک آپ کے سوا کوئی نہیں۔

اللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّي وَانْقِطَاعِ عُمْرِي

اے اللہ! مجھ پر اپنا رزق اس وقت سب سے زیادہ وسیع کر دے جب میں بوڑھا ہو جاؤں اور میری عمر ختم ہونے کو ہو۔

اللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِي آخِرَهُ، وَخَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهُ وَخَيْرَ أَيَّامِي يَوْمَ أَلْقَاكَ

اے اللہ! میری عمر کا بہترین حصہ اس کا آخری حصہ بنا دے، اور میرے بہترین اعمال آخری اعمال ہو، اور میرے دنوں میں سے بہترین دن وہ ہو جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ.

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں: سخت اور تھکا دینے والی آزمائش سے، بدبختی کو جا پہنچنے سے، برے فیصلے سے، اور دشمنوں کی شماتت (خوشی اور طعنہ زنی) سے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ، اللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کو لازم کردینے والے اعمال مانگتا ہوں، اور تیری مغفرت کو یقینی بنانے والے اسباب مانگتا ہوں، اور ہر نیکی سے بھر پور فائدہ مانگتا ہوں، اور ہر گناہ سے مکمل سلامتی چاہتا ہوں۔ اے اللہ! ہمارے لیے کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر اسے معاف فرمادے، کوئی غم نہ چھوڑ مگر اسے دور فرمادے، اور کوئی ایسی حاجت باقی نہ رہنے دے جو تیری رضا کے مطابق ہو مگر اسے پورا فرما دے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے!

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ کے فتنے سے، اور قبر کے فتنے اور قبر کے عذاب سے، اور غربت کے فتنے اور مال و دولت کے فتنے سے، اور مسیح دجال کے فتنے سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں: گناہ اور قرض کے بوجھ سے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْقَسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَيْلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ وَالْفُسُوقِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں: فکر اور غم سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں: عاجزی و بےبسی اور سستی سے، بزدلی اور بڑھاپے کی کمزوری سے، دل کی سختی اور غفلت سے، محتاجی، ذلت اور مسکنت سے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں: فقر و افلاس سے، کفر، نافرمانی، باہمی جھگڑے اور نفاق سے، دکھاوے، شہرت پسندی اور ریاکاری سے۔ اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں: بہرے پن، گونگے پن اور جنون سے، کوڑھ، برص، اور تمام بری بیماریوں سے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ.

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں: تیری نعمت کے زائل ہو جانے سے، تیری عطا کردہ عافیت کے بدل جانے سے، تیری اچانک پکڑ سے، اور تیری ہر قسم کی ناراضی سے۔

وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى وَسَلَّمَ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ
وَعَلَى آلِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ